الطریقة السنوسیة واعلامها

تذکرہ سنوسی مشائخ

عابد حسین شاہ پیرزادہ



دار الاسلام

الطریقة السنوسیة واعلامها

تذکرہ سنوسی مشائخ

تالیف

عابد حسین شاہ پیرزادہ

دارالاسلام

سن اشاعت ۲۰۱۷ء

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

فیضانِ نورِ علم

امامِ اعظم مجتہد مطلق مؤسس فقہ حنفی ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رحمۃ اللہ علیہ

اِمامِ المتکلمین مصحح عقائد المسلمین ابومنصور محمّد بن محمّد ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم شیخ طریقت حضرت سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

برکۃ المصطفیٰ فی الھند شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت اِمامِ اہلِ سُنّت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

میرِ مجلس

جامع الطریقین، مرج البحرین، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت پیر سائیں علّامہ غلامِ رسول قاسمی قادری نقش بندی حفظہ اللہ

مجلس مشاورت

الشیخ محمّد الامین فرکاش، ڈاکٹر سلطان الطاف علی، پروفیسر محمّد اقبال مجدّدی، ڈاکٹر عارف نوشاہی

راجا نور محمّد نظامی، پیر طاہر حسین قادری، خالد محمود قادری، سراج الدّین امجد، سہیل احمد سیالوی

صاحب الارشاد	مؤسس ومدیر
یادگارِ اسلاف مولانا مفتی غلامِ حسن قادری	محمّد رضاء الحسن قادری

ضابطہ ودستور

سلسلۂ مطبوعات: 53، طبع: ذوالحجہ 1438ھ/ستمبر 2017ء، قیمت: 400 روپے

پیش از کتاب

دنیا کے اکثر خطے مختلف صوفی سلاسل کے زیر اثر رہے ہیں۔ مشرقِ بعید سے لے کر مغرب کی آخری حدوں تک دنیا کا کوئی بھی بڑا خطہ صوفیہ کے وجود سے خالی نہیں رہا۔ برِ اعظم ایشیا، افریقہ اور بعض روسی خطے ان نفوسِ قدسیہ کی توجہات کا مرکز رہے ہیں۔ سرزمین عرب کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ یہاں سب سے زیادہ انبیا مبعوث ہوئے، صوفیہ بھی سب سے زیادہ عرب علاقوں میں رہے اور سلسلۂ رشد وہدایت پوری دنیا میں پھیلاتے رہے۔ صدیوں کے اس تسلسل کے بعد آج عالم یہ ہے کہ مصر کے معروف جریدے ''الاہرام'' کے مطابق جنوری ۲۰۱۱ء تک عرب خطے میں ۲۸۰ صوفی سلسلے موجود تھے، جن میں سے بعض کے پیروکاروں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

دنیا کی مختلف زبانوں میں اِن صوفی تحریکات پر کام ہو رہے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ انھیں اردو زبان میں منتقل کیا جائے، اور جن پر اب تک کسی زبان میں کام نہیں ہوا ان پر اردو میں مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔ عالمی سطح پر متعارف صوفی سلسلوں کا ایک اجمالی خاکہ ہم نے اپنے ادارے کی طرف سے ترتیب دیا ہے، جس کی روشنی میں اس کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے:

قادریہ: عراق، یمن، شام، مصر، افغانستان، پاکستان، انڈیا، چین، ترکی، حجازِ مقدس، ایران، اسپین، ہالینڈ، فرانس، بیلجیئم، انڈونیشیا، ملائیشیا، بلقان، الجزائر، فلسطین، لبنان، موزمبیق، نائیجیریا، غانا، سوڈان، کینیا، صومالیہ، یوگوسلاویہ، تیونس، مالی، چاڈ، اریٹیریا، کیمرون اور افریقی و سوویت اتحاد کے مختلف علاقے

چشتیہ: ہندوستان، افغانستان، پاکستان

سہروردیہ: عراق، پاکستان

نقش بندیہ: بخارا، ترکستان، جرمنی، فرانس و دیگر روسی علاقے، حجازِ مقدس، فارس، پاکستان، انڈیا، شام، ترکی، مصر، امریکہ، افریقہ، چین، ملائیشیا، انڈونیشیا

رفاعیہ: مصر، عراق، کویت، بلقان

بدویہ: مصر، سوڈان، لیبیا، ترکی، عرب، یورپی اور ایشیائی ریاستیں

برھانیہ: مصر، سوڈان، تیونس، لیبیا، الجزائر، لبنان، شام، اردن، سعودیہ، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت، سویڈن، ناروے، ڈنمارک، جرمنی، ہالینڈ، اٹلی، روس، برطانیہ، کینیڈا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ

شاذلیہ: مصر، عراق، شام، لیبیا، یمن، اردن، الجزائر، تیونس، سوڈان، فلسطین، جزر القمر

مجددیہ: ہندوستان، پاکستان، افغانستان، ترکی

خالدیہ: کردستان (عراق، شام، ترکی)

تجانیہ: سوڈان، مراکش، تیونس، مصر، ترکی، فلسطین، شام، الجزائر، فرانس، اٹلی، اسپین، جرمنی، بیلجیئم، روس، چین، امریکہ، انڈونیشیا، ملائیشیا، آسٹریا، سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، موریتانیا، نائیجیریا، مالی، سینی گال

سنوسیہ: لیبیا، سوڈان، چاڈ، الجزائر، صومالیہ، مراکش، مصر

عیدروسیہ: یمن، ہندوستان، افریقی ممالک

باعلویہ: یمن، حجاز، سنگاپور، نائیجیریا

خلوتیہ: شام، ترکی، مصر، فلسطین، اردن

ادریسیہ: مصر، سوڈان، صومالیہ، یمن

رکینیہ: سوڈان، نائیجیریا، مصر، انڈونیشیا، ایتھوپیا

ختمیہ: مصر، سوڈان، افریقہ، اریٹیریا، نیجر، الجزائر، مراکش

کرکریہ: مراکش، مصر، الجزائر، سینی گال، تیونس، فرانس، اسپین، ہالینڈ، سعودیہ، آسٹریلیا، لبنان

حقانیہ: قبرص، ترکی، شام، انگلینڈ، امریکہ، جرمنی، سری لنکا، ملائیشیا، یورپ، لبنان

(یہ مواد مختلف عربی ویب سائٹس اور وکی پیڈیا کے متعلقہ صفحات سے اخذ کیا گیا ہے)

ان کے علاوہ جزولیہ، رحمانیہ، درقاویہ، علاویہ، عیساویہ، شطاریہ، کتانیہ، مرادیہ، معینیہ، مشیشیہ، بودشیشیہ، بکتاشیہ، جعفریہ وغیرہ بھی اہم طرقِ تصوّف میں شمار ہوتے ہیں، مگر یہاں اسی قدر پر اِکتفا ہے۔

ناپید صوفی طریقوں کا سلسلہ بھی بڑا طویل اور بے حد اہمیت کا حامل موضوع ہے۔ مثلاً اکابر صوفیہ کے سلاسلِ طریقت جو اب ختم ہو چکے ہیں جنیدیہ، محاسبیہ، ملامتیہ، طیفوریہ، قشیریہ، اکبریہ، غزالیہ، مولویہ وغیرہ. ان کو بھی معرضِ تحقیق میں لانا ضروری ہے۔

ضروری نہیں کہ یہ سارا کام ایک ہی ادارہ کرے، اور تنہا ایک ادارے کے بس میں شاید یہ ہے بھی نہیں، بل کہ یہ ایک طرح سے محققین کو دعوت دینا ہے کہ وہ اپنے اپنے رجحانات کے مطابق موضوعات کا انتخاب کر کے دادِ تحقیق دیں، ادارہ بتوفیق اللہ ان کے ساتھ ہر طرح کا ممکن تعاون کرے گا۔

گزشتہ برس ہم نے دار الاسلام کی طرف سے افغانستان کے مشائخ مجددیہ کا تذکرہ شائع کیا تھا، اب سنوسی مشائخ پر یہ وقیع کام آپ کے سامنے ہے۔ ہم حسب روایت صوفیۂ صافیہ کے اس عظیم کام کو آگے بڑھانے کا عزم رکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی توفیق، صوفیہ باخدا کا فیضانِ نظر اور صوفی روایت کے امین و وارثین اس راہ میں ہماری دست گیری و راہ نمائی کریں گے۔

پیکِ فکرِ صوفی

محمد رضاء الحسن قادری

مدیر و منصرم

دار الاسلام، لاہور

بدھ ١٦ ذوالقعدہ ١٤٣٨ھ

هدیة

محدث و مسند ہند، صوفی کبیر، حضرت شاہ ولی اللہ احمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کے احوال پر اولین کتاب "القول الجلی فی ذکر آثار الولی" کے مصنف

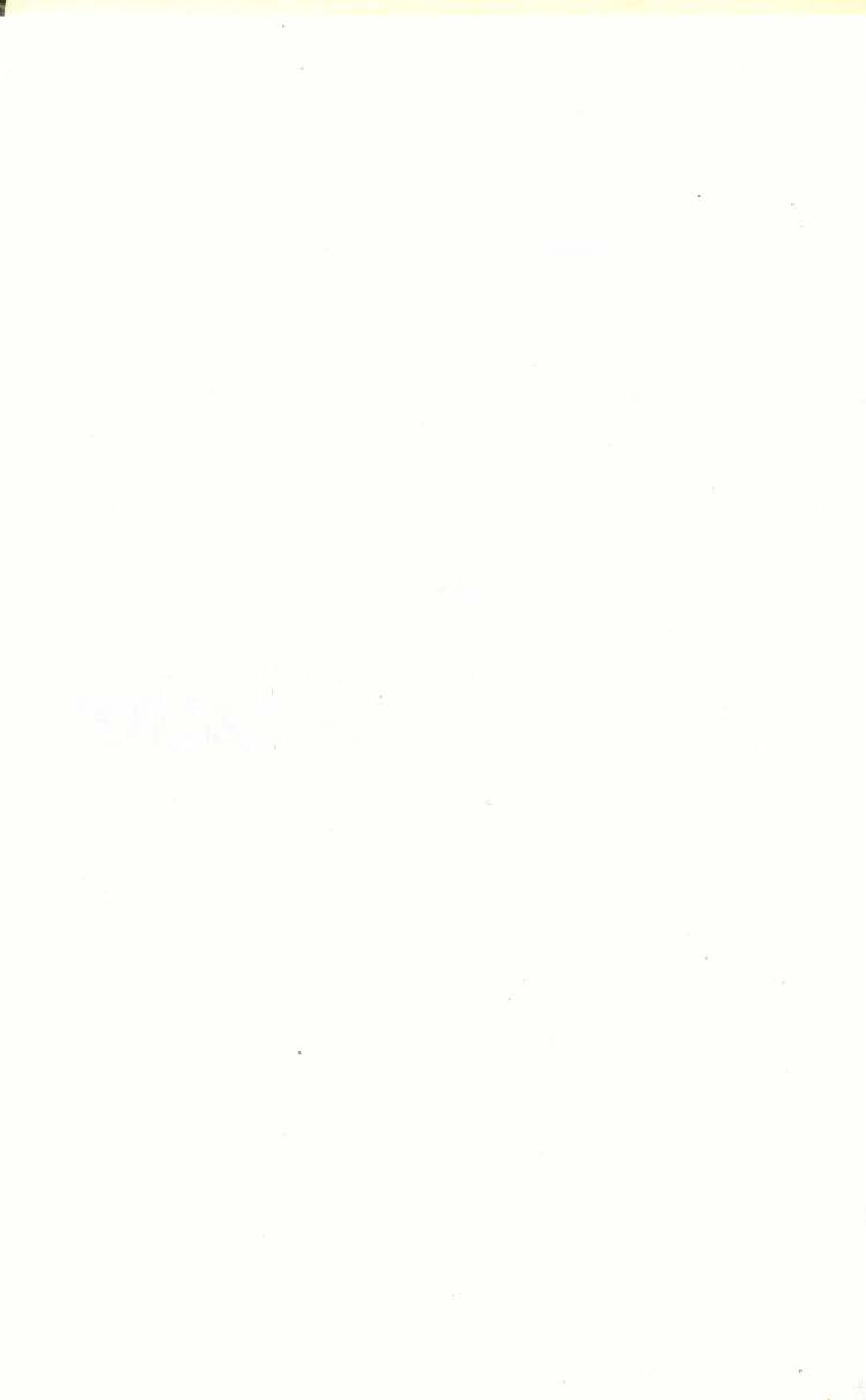
نیز ماموں زاد بھائی، شاگرد و مرید، سفر حجازِ مقدس کے ساتھی

مولانا محمد عاشق بن عبید اللہ صدیقی پھلتی

رحمۃ اللہ علیہ

(وفات ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء تقریباً)

کی نذر



فہرست عنوانات



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجزائر کے عارف باللہ، خاتمۃ المحدثین و المسندین، حجۃ اللہ علی المتاخّرین، مجاہدِ کبیر، شیخ سیّد محمد بن علی خطابی ادریسی حسنی سنوسی سے منسوب صوفیۂ اسلام کے سلسلہ "سنوسیہ" کے اکابر و وابستگان نے انیس ویں و بیس ویں صدی عیسوی میں متعدّد عرب ممالک کی آزادی، فروغِ علم، امّتِ مسلمہ میں اتّحاد و یگانگت، سماجی خدمات میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ آئندہ صفحات پر اس سلسلہ و تحریک آزادی کے چند اکابر کا مختصر تعارف، نیز علمائے پاک و ہند سے ان کے تعلق و اتّصال کی ایک جھلک اُردو قارئین کی نذر ہے:

شاذلیہ سلسلۂ طریقت

سنوسی طریقہ کے سر تاج شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی نے یوں تو بہت سے اکابر صوفیۂ کرام سے متعدد سلاسل و طرق میں اجازت و خلافت پائی، لیکن ان میں دو بہ طورِ خاص قابلِ ذکر ہیں: ایک "شاذلیہ" اور دوسرا "احمدیہ محمدیہ"، اور "سنوسیہ" انھی دونوں کا امتزاج ہے۔ جیسا کہ معلوم و معروف ہے، شاذلی سلسلہ حضرت ابوالحسن علی بن عبد اللہ شاذلی (وفات ۶۵۶ھ / ۱۲۵۸ء) سے

منسوب ہے، جو مراکش کے مقام غمارہ میں پیدا ہوئے اور تیونس شہر کے قریب مقام شاذلہ میں طویل عرصہ مقیم رہے۔ حج و زیارت سے واپس جارہے تھے کہ مصر کے صحرائی مقام عیذاب میں وفات پائی، جہاں مزار مشہور و مرجع خلائق ہے۔ آپ مالکی عالم، امام الصوفیہ، صاحب کرامات نیز اوراد و اذکار مطبوع و متداول ہیں۔ اور شاذلی سلسلہ عرب دنیا کے مقبول ترین سلاسل میں سے ہے۔[۱]

شاذلیہ کی ناصریہ شاخ

مراکش میں ہی شاذلی سلسلہ کی اہم شاخ ''ناصریہ'' نام سے ہے، جو شیخ محمد بن محمد ابن ناصر درعی سے منسوب ہے۔ آپ سجلماسہ شہر کے قریب مقام درعہ کے باشندہ اور ۱۰۱۱ھ / ۱۶۰۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء میں وفات پائی۔ وہیں کے مقام تمکروت میں مزار واقع ہے۔ آپ فقیہ مالکی، محدث، مسند، صوفی شاعر تھے اور متعدد تصنیفات میں مجموعۂ فتاویٰ کے علاوہ درود شریف پر کتاب ''غنیمة العبد المنیب فی التوسل بالصلاة علی النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم'' مطبوع و مقبول ہے۔[۲] اور ''محمدیہ'' سلسلہ کے سرتاج شیخ سیّد عبد العزیز دباغ اوائل میں شاذلیہ ناصریہ سلسلہ سے وابستہ ہوئے۔

محمدیہ سلسلہ کا آغاز

عارف باللہ شیخ سیّد عبد العزیز بن مسعود دباغ مراکش کے شہر فاس میں ۱۰۹۵ھ / ۱۶۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ وہیں پر ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء میں وفات پائی،

جہاں مزار مشہور ہے۔ قطب الواصلین، صاحب کرامات تھے اور کسی استاذ و مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی۔ حضرت خضر سے ظاہری و باطنی علوم بہ راہِ راست اخذ کیے، [۳] نیز خاتم الانبیاء والمرسلین سیّدنا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی حالت بیداری میں زیارت نصیب ہوئی۔ [۴] آپ کے مرید و خلیفہ شیخ ابو العباس احمد بن مبارک لمطی سجلماسی مالکی (وفات ۱۱۵۶ھ / ۱۷۴۳ء) نے ۱۱۲۹ھ میں اقوال وملفوظات، مناقب و کرامات جمع کیے، جو "الابریز من کلام سیدی عبد العزیز" نام سے صوفی حلقوں میں متداول اور یہ کتاب ۱۲۷۸ھ نیز ۱۲۹۲ھ میں مصر سے چھپی، اب ڈاکٹر عاصم ابراہیم کیّالی حسینی شاذلی درقاوی کی تحقیق سے دارالکتب العلمیہ بیروت کی شائع کردہ دست یاب ہے۔ الابریز کے دو سے زائد اردو تراجم شائع ہوئے، جن میں ڈاکٹر پیر محمد حسن (وفات ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء) کا ترجمہ "خزینۂ معارف" نام سے علمی کتاب خانہ، ناشرانِ قرآن کمپنی، اردو بازار لاہور اور ہاشمی پبلی کیشنز راول پنڈی نے شائع کیا۔ اور ابو العلا محمد محی الدین جہاں گیر کا ترجمہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور نے تیسری بار ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں ۷۶۴ صفحات پر شائع کیا۔ راول پنڈی کے علامہ افتخار احمد حافظ قادری (پیدائش ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء) نومبر ۲۰۰۷ء میں آپ کے مزار پر حاضر ہوئے، پھر آپ کے احوال، نیز مزار کی رنگین تصویر، اپنے اردو سفر نامہ میں پیش کیے۔ اور دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے سرپرست و چشتی سلسلہ کے مرشد، مرکزی نائب وزیر اوقاف پاکستان مولانا پیر محمد امین الحسنات شاہ (پیدائش ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) مئی ۲۰۱۶ء کو دس رکنی وفد کے ہم راہ آپ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ شیخ سیّد عبدالعزیز دباغ، شاذلی ناصری سلسلہ سے وابستہ

تھے اور ''محمدیہ'' سلسلہ خود آپ سے منسوب و جاری ہوا۔[۵] اور اسی سے وابستہ شیخ ابوالعباس سیّد احمد بن ادریس حسنی ادریسی فاسی عرائشی کی نسبت سے یہ ''احمدیہ محمدیہ'' نیز ''ادریسیہ'' کہلایا، [٦] جو سنوسی سلسلہ کے سرتاج شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کے مرشد تھے۔ اور ضروری واہم ٹھہرا کہ ان کے کسی قدر احوال قارئین کی نذر کیے جائیں۔

شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی

"احمدیہ محمدیہ" سلسلہ کے سرتاج شیخ سیّد احمد بن ادریس کا خاندان مراکش کے مقام العرائش میں آباد تھا۔ جو طنجہ شہر سے ۸۵ کلو میٹر اور تطوان سے ۱۰۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسپین نے اس علاقے پر دھاوا بولا تو یہ گھرانہ ہجرت کر کے فاس شہر سے دو سو کلو میٹر پر مقام میسور میں آباد ہوا، وہیں پر ۱۱۷۲ھ / ۱۷۵۸ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور آج کی مملکت سعودی عرب کے جنوبی صوبہ عسیر کے شہر جازان سے چالیس کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع مقام صبیا میں ۱۲۵۳ھ / ۱۸۳۷ء میں وفات پائی، وہیں قبر بنی۔ آپ مالکی عالم، ظاہری و باطنی علوم کے ماہر، شریعت و طریقت کے جامع، نیز بہ کثرت کرامات ظاہر ہوئیں۔ وطن میں ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۱۸۱ھ / ۱۷۶۸ء میں فاس شہر کی راہ لی، جہاں قرویّین یونی ورسٹی کے علاوہ شہر کے اکابر علمائے کرام سے تعلیم پائی، نیز صوفیۂ کرام سے متعدد سلاسل میں تربیت و اجازت پائی۔ اور شیخ سیّد عبد العزیز دباغ کے معمر خلیفہ شیخ سیّد ابو المواہب عبد الوہاب تازی (وفات ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء یا ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء) کے اعظم خلیفہ ہوئے۔ تمہیں پر رسول اللہ ﷺ سے حالت بیداری میں، نیز حضرت خضر سے اخذ کیا۔

فاس سے ۱۲۱۲ھ /۱۷۹۷ء میں روانہ ہوئے اور الجزائر، تیونس، لیبیا سے ہوکر ۱۲۱۳ھ میں مصر کی بندرگاہ اسکندریہ اور پھر قاہرہ پہنچے، جہاں جامعہ ازہر میں درس دیا اور اگلے برس حج و زیارت کے لیے حجازِ مقدّس حاضر ہوئے، جس دوران مسجد حرم مکی میں درس دیتے رہے۔ پھر مدینہ منورہ نیز طائف کے اَسفار کیے۔ حجاز مقدس اور بہ طور خاص مکہ مکرمہ میں طویل قیام کے بعد ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء میں مصر گئے اور وادی کے شہر الاقصر کے نزدیک گاؤں زینیہ میں نیز قاہرہ میں مساجد کی بنیاد رکھی، جو آج تک آپ کے نام سے مشہور ہیں۔ بالآخر ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء میں مصر سے واپس مکہ مکرمہ آئے اور درس و تدریس کے عمل کو پھر سے آگے بڑھایا، نیز تقلید کی بجائے اجتہاد کے قائل و داعی ہوئے تا آں کہ ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۸ء میں مکہ مکرمہ چھوڑنا پڑا، جہاں سے یمن کی راہ لی اور اگلے برس وہاں کے علمی و روحانی شہر زَبِید پہنچے۔ آخرکار شعبان ۱۲۴۵ھ / ۱۸۳۰ء میں صبیا پہنچے اور نو برس قیام کے بعد وہیں پر وفات پائی۔ [۷] آپ کے شاگرد و خلیفہ شیخ سیّد یحییٰ بن محسن حسن نعمی (وفات ۱۲۶۱ھ / ۱۸۴۵ء) نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ [۸]

شاگرد و خلفا

حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی سے اخذ کرنے والوں میں جلیل القدر علما کے نام شامل ہیں اور تیرھویں صدی ہجری کے خاتمہ تک ''احمدیہ محمدیہ'' سلسلہ کی چار شاخیں ادریسیہ، رشیدیہ، میرغنیہ ختمیہ، سنوسیہ کئی ممالک

میں پھیل چکی تھیں، جن کے مشایخ و وابستگان امّتِ مسلمہ کی رہ نمائی میں فعال تھے۔ آپ سے اخذ کرنے والے چند اکابر کے نام یہ ہیں:

- محدّث و مسند یمن شیخ سیّد عبد الرحمٰن بن سلیمان اہدل شافعی زَبِیدی (وفات ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۵ء) [۹]
- محدث حجاز و رئیس علمائے مدینہ منورہ مولانا محمد عابد بن احمد علی سندھی حنفی مہاجر مدنی (وفات ۱۲۵۷ھ/۱۸۴۱ء) [۱۰]
- مدرّس حرم مکی و مفسّر قرآن کریم شیخ سیّد محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی حنفی (وفات ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء) میر غنیہ ختمیہ شاخ آپ سے منسوب ہوئی۔ [۱۱]
- محدث و مجاہد کبیر شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی مالکی (وفات ۱۲۷۶ھ/ ۱۸۵۹ء) سنوسیہ شاخ کے سر تاج
- مؤرّخ یمن و مفسّر شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی (وفات ۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۴ء) [۱۲]
- شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی مہاجر مکی (وفات ۱۲۹۱ھ/ ۱۸۷۴ء) رشیدیہ شاخ کے سر تاج [۱۳]
- گورنر مکہ مکرمہ سیّد عبد المطلب بن غالب حسنی (وفات ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۵ء) [۱۴]
- مولانا غضنفر بن حیدر بن مبین انصاری لکھنوی ثم حیدرآبادی (وفات ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۴ء) والد کے ہم راہ ۱۲۴۰ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے تو اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔

تصنیفات و ملفوظات

عارف باللہ حضرت احمد بن ادریس نے چند تصنیفات بھی یادگار چھوڑیں، جو تمام تر اوراد و اذکار اور یومیہ وظائف کے بیان و تلقین پر مشتمل نیز مختصر اور جامع ہیں۔ علاوہ ازیں بعض تلامذہ و خلفانے اقوال قلم بند کیے۔ نیز بعض موضوعات پر مسائل کے جوابات آپ نے خود اِملا کرائے، جو محفوظ و مطبوع ہیں۔ مذکورہ تمام انواع کے رسائل و کتب کے نام یہ ہیں:

- الاحزاب الخمسة
- الاساس
- الحصون المنيعة النبوية
- روح السنة و روح النفوس المطمئنّة
- الصلوات الا ربع عشرة
- القواعد
- كيمياء اليقين فى مشوّق المتّقين
- المحامد الثمانية
- النفحات الالهية بالاوراد الاحمدية والنسمات المحمدية بفيض الامداد النبوية

مذکورہ بالا نو رسائل و کتب، مناجات، دعائیں اور درودؐ شریف پر مشتمل ہیں اور سلسلہ سے وابستگان کے ہاں روزمرہ وظائف کے طور پر رائج ہیں۔ یہ عثمانی دارالخلافہ استنبول، نیز قاہرہ سے الگ اور یک جا بارہا شائع ہوئیں۔

جیسا کہ "مجموعة احزاب و اوراد و رسائل" نام سے تمام یک جا ۲۰۸ صفحات پر مطبوع پیش نظر ہیں۔ علاوہ ازیں اس مجموعہ میں حضرت علی سے منسوب دعا "الحزب السیفی" نیز حضرت اویس قرنی [۱۵] سے منسوب "الحزب المغنی" اور اسماء اللہ الحسنیٰ شامل ہیں۔ خاتمہ پر نورانیت مصطفیٰ ﷺ سے متعلّق حضرت جابر سے مروی حدیث کا متن بہ عنوان "حدیث بدء الخلق" اور مصنّف حضرت احمد بن ادریس کے مختصر حالات شامل ہیں، جو محدث یمن شیخ سیّد عبد الرحمٰن بن سلیمان اہدل کی تحریر کا خلاصہ ہیں۔ [۱۶]

- شرح حدیث السنة المحمدیة، جو "النفحات الربانیة" نامی مجموعہ کے صفحہ ۲۲۷ تا ۲۴۴ پر مطبوع ہے۔ [۱۷]
- انوار التحصین، کمپوز شدہ کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہے۔
- السلوک، بہ قول بعض اس نام کی تصنیف مطبوع ہے۔[۱۸] مزید معلومات پیش نظر نہیں۔
- الدرر الدقیقة المستخرجة من بحرا لحقیقة

ان تصنیفات پر اکابر نے خاصا کام انجام دیا اور شائع کرائیں۔ جیسا کہ "الصلوات الاربع عشرة"، جو آپ کے موزوں کردہ چودہ درود شریف کا مجموعہ ہے۔ اس کی قاہرہ کے شیخ سیّد ابوالفتوح ہجرسی اور دمشق کے شیخ بہاء الدین بیطار نے ضخیم شروح لکھیں۔

شیخ سیّد ابوالفتوح محمد بن خلیل ہجرسی ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں مصر میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں وہیں وفات پائی۔ جامعہ ازہر کے اکابر علما میں سے تھے، شافعی، خلوتی سلسلہ سے وابستہ، نیز شاعر تھے اور ۱۳۰۰ھ میں حرمین

شریفین حاضر ہوئے تو مدینہ منورہ میں آٹھ برس قیام کیا، جس دوران مسجد نبوی میں درس دیا کرتے۔ صاحبِ "فیض الملک الوهاب "مولانا عبد السّتار بن عبد الوہاب دہلوی مکی (وفات ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) نے مکہ مکرمہ میں آپ سے روایت کی اجازت پائی۔[۱۹] شیخ ابو الفتوح نے قیام مدینہ منورہ کے دوران ضخیم شرح لکھ کر "الفتوحات المدنية الهجرسية على الصلوات القدسية الادريسية" نام دیا، جو ۳۱۰ صفحات پر چھپی۔ جب مصر واپس گئے تو احباب کی خواہش پر مختصر کر کے "الجوهر النفيس فی صلوات ابن ادريس" نام دیا، جسے مطبع بولاق قاہرہ نے ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء میں ۹۷ صفحات پر شائع کیا اور ۱۹۸۸ء میں بیروت سے چھپی۔ نیز ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہے۔الجوهر النفيس پر مصر کے تین شعرا نے منظوم تقاریظ لکھیں جن کے نام یہ ہیں: شیخ محمد عزت بن منصور عوامری، شیخ عبد العزیز عوامری، شیخ اسعد الحمصی۔ [۲۰]

درود ادریسیہ کے دوسرے شارح شیخ محمد بہاء الدین بن عبد الغنی بیطار ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء میں دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں وفات پائی۔ حافظ و عالم، شاعر، کلامِ ابنِ عربی کے شارح، صاحب "حلية البشر" کے داماد اور "النفحات الاقدسية فی شرح الصلوات الاحمدية الادريسية" نام سے شرح لکھی، جو مطبع الرغائب قاہرہ نے ۱۳۱۴ھ /۱۸۹۸ء میں ۲۶۷ صفحات پر اور پھر دار الجیل بیروت نے شائع کی۔یہی اشاعت انٹرنیٹ پر ہے۔ نیز شیخ عاصم کیالی نے شرح پر تحقیق انجام دی، جسے دار الکتب العلمیہ، بیروت نے ۲۰۰۵ء میں ۴۴۰ صفحات پر شائع کیا۔[۲۱]

آپ کے احوال و آثار پر کام کرنے والی شخصیات میں قاہرہ کے پیرِ طریقت شیخ سیّد صالح جعفری کا نام انتہائی اہم و نمایاں ہے۔ انھوں نے "کیمیاء الیقین" پر تحقیق انجام دی، نیز چھ فصول میں مرتّب کر کے کتابی شکل دی جو ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۷ء میں مطبع السعادت قاہرہ نے ۳۵ صفحات پر شائع کی۔ نیز "القواعد" کی ۱۳۸۲ھ میں شرح "الالهام النافع لکل قاصد" چار فصول میں لکھی جو ۱۵۹ صفحات پر دارالطباعةالمحمدیه قاہرہ نے شائع کی۔ اور حضرت خضر نے حضرت احمد بن ادریس کو ایک درود شریف تلقین فرمایا تھا جو "درود عظیمیہ" نام سے مشہور اور سلسلہ کے اوراد میں شامل ہے۔ [۲۲] شیخ صالح جعفری نے "درود عظیمیہ" نیز "الصلوات الاربع عشرة" میں شامل چودہ درود وسلام میں سے ایک کی نفیس شرح لکھی اور دونوں کی شروح "الذخیرة المعجلة للارواح المعطلة" کے ضمن میں مطبوع ہیں۔ علاوہ ازیں "الدرر الدقیقة المستخرجة من بحر الحقیقة" کی شرح "المعانی الرقیقة علی الدررالد قیقة" نام سے لکھی، جو پانچ فصول پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کتب شیخ صالح جعفری کے اشاعتی ادارے دار جوامع الکلم، قاہرہ نے شائع کیں، نیز بعض انٹرنیٹ پر بھی دست یاب ہیں۔

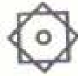
گزشتہ سطور میں شیخ سیّد احمد بن ادریس کی تصنیفات اور ان پر دیگر کے کام کا تعارف پیش کیا گیا، اب ان کتب کے نام ملاحظہ ہوں، جو اقوال و ملفوظات پر مبنی ہیں:

۞ حظیرة التقدیس، تین فصول پر مشتمل یہ کتاب شیخ احمد بن ادریس کے خلفا و تلامذہ کے نام خطوط اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔ پہلی

فصل میں آپ کے مختصر حالات وکرامات ہیں، جو شیخ سیّد صالح جعفری کے کسی مرید نے قلم بند کیے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی چھپ چکا ہے، جو قبل ازیں راقم سطور کی نظر سے گزرا۔



شهد مشاهدة الارواح التقية من بحر علوم جد السادة الادريسية، شیخ سیّد صالح جعفری نے دو فصول میں مرتّب کر کے یہ نام دیا۔ اور ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء میں مطبع السعادت قاہرہ سے ۱۹ صفحات پر چھپی، جو ایک حدیث "المعرفة رأس مالی" کی شرح ہے۔



العقدالنفیس فی نظم فوائد التدریس، دوسرا نام العقد النفیس فی نظم جواهر التدریس، چند سوالات کے جواب میں بعض آیات، نیز احادیث کی تفسیر و تشریح، جو کسی شاگرد و مرید نے قلم بند کیے، جس کا نام مذکور نہیں۔ مطبع بولاق قاہرہ نے ۱۳۵۱ھ میں ۲۶۶ صفحات پر، پھر مطبع ملیجیہ نے ۱۳۲۹ھ میں ۱۸۸ صفحات پر شائع کی، نیز انٹرنیٹ پر ہے۔



الفیوضات الربانیة بتفسیر بعض الآیات القرآنیة، شیخ سیّد احمد بن ادریس نے بعض آیات مقدسہ کی تفسیر بیان کی، جسے کسی نے قلم بند و محفوظ کر لیا۔ اب قلمی نسخہ شیخ صالح جعفری کے ہاتھ لگا تو تحقیق انجام دی اور چھ فصول میں مرتّب کر کے یہ نام دیا اور دار جوامع الکلم، قاہرہ نے پہلی بار شائع کی۔



کنز السعادة والدعوات المستجابة، اقوال و ملفوظات کا مجموعہ، جس کی تصحیح انجام دے کر مذکورہ ادارہ نے شائع کی۔

- كيفية الوضو والصلاة، وضو اور مختلف نمازیں ادا کرنے کے اوقات وطریقہ کا بیان، جو آپ نے طلبا کو قلم بند کرائے تھے۔
- لوامع البروق النورانية من كلام شيخ الطريقة الاحمدية، ملفوظات کا مجموعہ، جو آپ کے شاگرد شیخ عبدالکریم بن حسین العتمی یمنی نے ۱۲۴۵ھ میں قلم بند کیے، جس کا قلمی نسخہ سوڈان سے ملا اور شیخ صالح جعفری نے ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء میں تصحیح انجام دی، جسے مطبع السعادة قاہرہ نے ۲۰ صفحات پر طبع کیا۔
- مفتاح مفاتح كنوز السموات والارض المخزونة، اوراد کا مجموعہ، جنھیں شیخ صالح جعفری نے جمع کر کے یہ نام دیا اور شائع کی۔
- النفحات الکبریٰ، شیخ سیّد احمد بن ادریس نے اعتکاف وخلوت وغیرہ موضوعات کے مسائل طلبا کو املا کرائے، ضمناً تصوّر شیخ کا بھی بیان ہے۔ شیخ صالح جعفری نے تحقیق انجام دی، نیز دو فصول میں مرتّب کی اور دارجوامع الکلم، قاہرہ نے ۶۴ صفحات پر شائع کی۔

اعترافِ عظمت

حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس کی زندگی سے آج تک مختلف عرب ممالک کے علما و مشائخ نے ان کے اوصاف و کمالات نثر و نظم میں بیان کیے، یہاں چند مشاہیر کے الفاظ و آرا پیش ہیں:

- شیخ عبد الرحمٰن بن احمد بہکلی، جو ۱۱۸۲ھ / ۱۷۶۸ء میں صبیا میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء میں وفات پائی۔ محدّث، مؤرّخ، شاعر، یمن کے

شہر بیت الفقیہ کے قاضی تعینات رہے۔[۲۳] شیخ سیّد احمد بن ادریس صبیا وارد ہوئے تو رمضان ۱۲۴۵ھ میں آپ کو خط لکھا، جس کا آغاز اس عبارت سے ہے:

"من عبد الرحمٰن بن احمد بن حسن البهكلى الى الشيخ الطريقة، وامام الحقيقة، المربى المرشد، ترجمان الكتاب، الناطق بالصواب، احمد بن ادريس الادريسى الحسنى، اذاقه الله لباس التقوى، وبلغه من منازل الفردوس ما يهوى، والسلام عليه ورحمة الله وبركاته." [۲۴]

محدّثِ یمن شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن سلیمان اہدل کے الفاظ یہ ہیں:

"شيخنا الامام ذو المعارف الربانية والمواهب الرحمانية، صفى الاسلام احمد بن ادريس المغربى الحسنى." [۲۵]

"سيّدنا و مولانا و فخر نا وملجؤنا وسند نا و ذخرنا." [۲۶]

"وبالجملة كان جامعا بين علمى الظا هر والباطن." [۲۷]

محدّث و مجاہد، صوفی کبیر، شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی نے ان الفاظ میں ذکر کیا:

"العلامة الامام السيد احمد بن ادريس احد شيوخ الصوفية رضى الله عنه وعنهم." [۲۸]

مؤرّخِ یمن و مفسّر شیخ حسن بن احمد عاکش نے تین سے زائد کتب میں آپ کے حالات شامل کیے اور بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، ان کی تحریروں کے چند اقتباس یہ ہیں:

"السيد احمد بن ادريس الحسنى نسبا، المغربى مولدا، هو من ذرية الامام ادريس بن عبد الله المحض،من السادة الادريسية الساكنين بالغرب، وهم اشهر من تنشر اخبارهم، هو العابد الانسانى، المتأله الربانى، المتحلى السالک الناسک، من فهمه الله اسرار البدايات، واطلعه على عالم النهايات، بحر الحقائق، وموضح الطرائق، صاحب الاسرار الصمدانية، والدعوة الرحمانية، واللطائف القرآنية، والمعارف الفرقانية، والمواعظ اللقمانية، والفتوحات الربانية.

ماذا اقول لمن تكامل وصفه

فالمدح فيه وان تطاول قاصر

هو ذو انوار فضل زاهرة، وكرامات باهرة، قد اتضحت فضائله للخاص من الناس والعام، والمأموم من الناس والا مام،وعلى الجملة فانه ملک العلم بازمته،والعرفان بجزئيته وكليته." [٢٩]

"اذا خرج ازدحم الناس على تقبيل يديه و ركبتيه، والنشبث باهدا به، والتبرک برؤية وجهه، ما وضع يده على قلب قاس الارق." [٣٠]

"ووفد اليه كل عالم، وقيدو عنه لطائف من المسائل، وجلالهم كثيرًا من المشكلات لا سيما علم الطائفة الصوفية." [٣١]

"وقد اخذت عنه علم الطريقة، واجازنى فيها بسنده المتصل عن اشياخه على طريق القوم المعروفة باسانيدها، والبسنى الخرقة المعروفة بين اهل التصوف، ويتبرك بها العلماء والمتعلمون، والصالحون، قصدا للدخول فى طريقة التصوف التى هى حقيقة المتابعة للنبى صلى الله عليه وسلم، فيما اخبر به، وامربه، وندب اليه، من قول وفعل وتقرير." [٣٢]

"شيخنا امام العارفين، وقدوة الزاهدين، ورأس المتقين، وخاتمة العلماء المحققين." [٣٣]

"وهو لم يزل يلقن من وفد اليه الذكر ويرشد المريدين، واخذ عنه الطريقة، والعلوم، والارشادات، خلق كثيرون." [٣٤]

"وتطبيقها على الشرع المحمدى من غير غلو ولا تقصير." [٣٥]

﴿۵﴾ عارف باللہ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی (وفات ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۲ء) کا نام و کام اردو دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ نے حجازِ مقدس میں حاجی امداد اللہ چشتی سے خلافت پائی اور مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی کتاب "الدولة المكية" پر تقریظ لکھی۔ بعد ازاں مولانا ضیاء الدین قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی

نے علامہ نبہانی سے اجازت و خلافت پائی۔ نیز آپ کی متعدّد کتب کے اردو تراجم ہوئے اور احوال پر اردو کتاب مطبوع ہے۔ پاکستان میں آپ کی نعتیہ شاعری پر عربی مقالہ برائے پی ایچ ڈی لکھا گیا۔ فلسطین کے گاؤں اجزم میں پیدا ہوئے اور بیروت شہر میں وفات پائی، وہیں مزار واقع ہے۔ حضرت احمد بن ادریس کے بارے میں علامہ نبہانی کی تحریر کا ترجمہ یہ ہے:

''آپ تیرھویں صدی کے عارف اولیا کے مشاہیر میں سے ایک ہیں اور مشہور ادریسی سلسلہ کے مالک ہیں۔ آپ کی وہ عظیم کرامات جس میں مقام فردیت پانے والے اولیا ہی پہنچتے ہیں، یہ ہے کہ آپ نے عالمِ بیداری میں سرکارِ عالی مدار کی زیارت و محفل فرمائی، اپنے اوراد و وظائف اور مشہور درود بالمشافہ حضور سیّدِ کل سے حاصل فرمائے۔

الحمدللہ میں نے یہ سب آپ کے خلیفہ حضرت شیخ اسماعیل نواب مقیم مکہ مشرفہ [۳۶] کے سامنے ایک ہی محفل میں، جب آپ بیروت تشریف لائے تو پڑھے۔ حضرت اسماعیل مکہ میں ہی فوت ہوئے تھے۔ میں نے غالباً یہ اوراد ۱۳۰۹ھ میں آپ کے سامنے پڑھے تھے۔

اور اس سے تین سال پہلے جب آپ زیارت کے لیے قدس شریف آئے تھے تو ان سے وہاں بھی ملا تھا.... تو آپ نے مجھے سلسلۂ عالیہ ادریسیہ رشیدیہ کی تلقین فرمائی اور اپنے اوراد، وظائف اور درودوں کی اجازت بھی عطا فرمائی، جو انھیں حضرت ابراہیم رشید متوفّٰی مکہ مشرفہ ۱۲۹۱ھ نے عطا فرمائے تھے۔ جنھوں نے یہ سلسلہ

کے بانی سیّدی احمد بن ادریس متوفّٰی صبیا ۱۲۵۳ھ سے حاصل کیے
تھے۔" [۳۷]

۵ شیخ حسن بن محمد کوہن تازی (وفات ۱۳۵۵ھ /۱۹۳۶ء تقریباً) جو مراکش کے شہر فاس کے باشندہ اور حجاز مقدّس میں وفات پائی۔ مالکی عالم جلیل، مورّخ، شاذلی صوفی اور واسع الاطّلاع، نیز سواد اعظم اہل سنّت و جماعت کے معتقدات کے عظیم داعی تھے۔ آپ نے شاذلی سلسلہ کے سر تاج حضرت ابوالحسن شاذلی سے لے کر اپنے دور تک کے اکابر مشائخ شاذلیہ کے احوال و کرامات پر کتاب لکھی، [۳۸] جس میں حضرت احمد بن ادریس کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"الاستاذ الاعظم، و البحر الخضم المطمطم، الغوث اللامع، و الفرد الجامع القطب، الذی لا یشارکه احد فی مقامه، و لم یُدانه احد فی علومه من اهل وقته و اوانه، ذی النسبتین الطاهرتین، و السلالتین النیرتین، القطب الربّانی، و العارف النورانی، قطب دائرة التقدیس، مولانا احمد بن ادریس الحسنی الفاسی الشاذلی المحمدی." [۳۹]

اور حالات کے آخر میں مزار کے بارے میں لکھا:

"بصبیا، ومقامه یزار، تقصده بلاد الاسلام قاطبة من کل ناحیة، وتشد الیه الرحال من سائر الآفاق." [۴۰]

۞ شیخ محمد بن محمد مخلوف (وفات ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) تیونس کے شہر منستیر میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ زیتونہ یونی ورسٹی میں تعلیم پائی۔ مالکی عالم، مؤرّخ و سوانح نگار اور مفتی، نیز قاضی تعینات رہے، پھر ملک کے مفتی اعظم ہوئے۔[۴۱] مالکی مذہب کے سر تاج حضرت امام مالک بن انس (وفات ۱۷۹ھ/۷۹۵ء) سے لے کر اپنے دور تک کے اکابر علمائے کرام کے احوال پر عظیم کتاب تالیف کی، جس میں آپ کا ذکر یوں کیا:

"ابو العباس احمد بن ادريس الشريف الادريسی الحسنی القطب الغوث العارف العالم العامل والفرد الهمام الكامل بقية السلف وقدوة الخلف خاتمة العلماء المحققين والائمة العلوم---"

"له كرامات لا تحصى، افردها بعض العلماء بالتاليف، اذ عن له علماء اليمن واعترفوا له بالولاية وآخذ عنه جميعا طريق القوم ---- كان جامعا بين الشريعة والحقيقة." [۴۲]

۞ قاہرہ میں شاذلی ادریسی سلسلہ کے مرشد کبیر شیخ سیّد صالح بن محمد جعفری، جن کا مزید ذکر آگے آرہا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"العارف بالله تعالى، سيّدنا الامام المحدث، الحافظ المفسر، الصوفى النحرير، والمرشد لطريق الحق بالحق، القطب النفيس، صاحب البيان والتدريس، سيدنا و مولانا السيد احمد بن ادريس الشريف الحسنى." [۴۳]

۞ مراکش کے شہر تطوان کے معاصر عالم شیخ سیّد عبد اللہ بن عبد القادر تلیدی (پیدائش ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء) نے مراکش کے مشہور اولیاء اللہ وصوفیۂ کرام کے احوال ومناقب پر کتاب لکھی تو آپ کے حالات بھی شامل کیے۔[۴۴] جن کا آغاز اس عبارت سے ہے:

"العلامة الامام ابو العباس سيّدی احمد بن ادريس صاحب الطريقة الادريسية، العارف الكبير و الولی الشهير القطب الكامل، الجامع بين الشريعة والحقيقة." [۴۵]

عقیدہ

قطب دائرۃ التقدیس شیخ سیّد احمد بن ادریس کے افکار ومعتقدات خود ان کے اقوال واعمال نیز تحریروں سے بہ خوبی ظاہر ہیں، نیز آپ کی نسل اور سلسلہ سے وابستگان کی منہج بھی واضح ہے، یہاں کسی قدر تعارف ملاحظہ ہو:

۞ شاگرد وخلیفہ شیخ حسن عاکش سے فرمایا:

اہل اللہ وسالکین اپنا نصیب بالواسطہ اخذ کرتے ہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے بلاواسطہ اخذ کیا۔ لہٰذا میرا سلسلۂ طریقت حال وقال میں "محمدية احمدية" ہے، جس کی ابتدا نورِ محمدی سے اور انتہا مجھ پر ہے۔

آپ کا قول یہ ہے:

"ارباب هذه الطريقة اخذوا طرقهم بوسائط، وانا اخذت طريقتی عن رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم بلا

واسطة، فانا طريقتي محمدية احمدية في كل حال ومقال و فعال، فمبتدأها من النور المحمدي ومنتهاها اليه." [۴۶]

رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور بلاواسطہ فیض یاب ہونے کا اگر مذکورہ الفاظ میں ذکر کیا تو اپنے مرشد شیخ عبد الوہاب تازی کو بھی آپ ﷺ کی زیارت اور اتصال کا حال بھی خود قلم بند کیا۔ چناں چہ محدث یمن شیخ سیّد عبد الرحمٰن بن سلیمان اہدل کو تحریری اجازت و خلافت عطا فرمائی، جس کا متن محفوظ و مطبوع اور متعلقہ عبارت یہ ہے:

"ومن طريق اخرى اخذنا عن الشيخ عبدالوهاب المذكور، عن سيّدنا رسول صلى الله عليه وسلم عن الله تعالىٰ." [۴۷]

۞ حضرت خضر سے ملاقات و استفادہ کا بھی شیخ سیّد احمد بن ادریس نے خود ذکر کیا۔ جنھوں نے ایک خاص درود شریف آپ کو تعلیم و تلقین فرمایا، جسے اپنی تصنیفات میں درج کیا اور آج بھی سلسلہ سے وابستگان اور دیگر اہل ذوق کے یومیہ اوراد و وظائف میں شامل ہے۔ جو درود عظیمیہ کے نام سے مشہور ہے۔

۞ اور حضرت شیخ عبد العزیز دباغ کے طریق پر بھی آپ کی سند محض دو واسطے بعد حضرت خضر سے متّصل تھی۔ چناں چہ شیخ عبد الرحمٰن اہدل کو جو تحریری اجازت عطا کی اس میں یہ سند خود ان الفاظ میں درج کی:

"وسند طريقتنا اخذ الطريق عن الشيخ الكامل والغوث الحافل سيدنا عبد الوهاب التازي، و هو اخذ عن غوث وقته و امام عصره الشريف عبد العزيز الدباغ، و هو

اخذ عن الخضر عليه السلام، والخضر عن الله
عزوجل." [۴۸]

۞ نورانیت مصطفیٰ ﷺ واوّل الخلق ہونے کے بیان پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا مکمل متن "حديث بدء الخلق" عنوان سے مجموعۂ اوراد کے آخر میں شامل و مطبوع ہے [۴۹] اور ملفوظات میں اس کی مختصر تشریح دست یاب ہے۔

۞ رسالہ "القواعد" کے ایک مقام پر آپ نے کسبی و وہبی علوم پر لکھا، اور دوسری تصنیف میں رسول اللہ ﷺ کے وسعت علم کے بارے میں یہ الفاظ لکھے:

"علومک اللدنيات وكيف لا يا رسول الله، ومن لوح محفوظ كنهك قرا المقربون كلهم حقيقة التجليات صلى الله عليه وسلم عليك يا زين البرايا، يا من لولا هو لم تظهر للعالم عين من الخفيات." [۵۰]

۞ یوں تو صوفیۂ کرام کے اوراد، حمد و مناجات، درود و سلام اور توسّلات پر مبنی اور تقربِ الٰہی کا ذریعہ ہوتے ہیں، لیکن یہاں اورادِ ادریسیہ میں سے آپ کی محض ایک تحریر پیش ہے:

"اللهم يا ربّ بجاه سيدنا محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم، اجمع بينى وبين سيدنا محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم فى الدنيا قبل الآخرة." [۵۱]

۞ جس نے حج کے مناسک ادا کیے پھر میری زیارت کے لیے حاضر ہوا اس کے دو حج مقبول لکھے گئے۔ اس مفہوم کی حدیث شیخ احمد بن ادریس نے نقل کی۔

۞ انبیا اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔[۵۲]

۞ مُردے اذان و اقامت سنتے، نیز سلام کہنے والے کا جواب دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس نے فوت شدہ مومن کی ہڈی توڑی گویا زندہ کو تکلیف و ایذا پہنچائی۔[۵۳] ان عقائدِ اسلامیہ پر مبنی احادیث کے متون آپ نے حسبِ موقع درج کیے۔

۞ دوسرے مقام پر تلقینِ میّت کے متعلّق اہلِ سنّت کا عقیدہ احادیث کی روشنی میں تحریر کیا۔ [۵۴]

۞ قطبِ زمان شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی سے بکثرت کرامات ظاہر ہوئیں، جنھیں مریدین و خلفا نے جمع کیا۔ یہاں ایک کرامت کا حال پیش ہے جو آپ کے دو خلفا شیخ ابراہیم رشیدی نے ''عقد الدر النفیس'' میں اور شیخ حسن عاکش نے ''عقود الدرر'' میں بیان کی، پھر اوّل الذّکر کتاب کے قلمی نسخہ سے علامہ یوسف نبہانی نے بھی نقل کی:

> ''ایک شخص نے گوشت خرید کر اپنے لباس میں رکھ لیا۔ آگے بڑھا تو دیکھا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ چناں چہ شیخ احمد بن ادریس کی معیت میں نماز ادا کی اور گھر روانہ ہو گیا۔ پھر گوشت پکانے کے لیے آگ پر چڑھایا گیا تو اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ چناں چہ آگ بڑھائی گئی، لیکن بے

سود۔ یہ شخص پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس واقعہ کی اطلاع دی، تب آپ نے فرمایا:

ہمیں بشارت دی گئی ہے کہ جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتا ہے اسے آگ اثر نہیں کرتی۔" [۵۵]

یعنی بہ وقتِ نماز گوشت بھی لباس و جیب میں تھا لہٰذا وہ بھی آگ سے محفوظ ہوا۔

۞ حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس مکہ مکرمہ سے نکل کر یمن کے مختلف علمی مراکز سے ہوتے ہوئے صبیا پہنچے تو وہیں پڑاؤ ڈال کر دعوت و ارشاد کے اعمال جاری کیے۔ اس پر علم سے لگاؤ رکھنے والے نیز ارادت مند آپ کے گرد جمع ہونے لگے چناں چہ کچھ ہی عرصہ میں صبیا علم و نور کا مرکز بن گیا۔

صبیا کے نزدیک ایک چھوٹا شہر ابی عریش نام کا ہے، جہاں ایک عالم شیخ احمد بن محمد ابو طالعہ (وفات ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء) مقیم تھے، جنھوں نے الحُدَیدہ شہر میں تعلیم حاصل کی، نیز طبابت سیکھی تھی۔ پھر معتزلہ کی کتابوں کے مطالعہ میں مستغرق ہوئے تو انھی کی فکر اختیار کی اور لوگوں سے بد ظن ہوئے۔ انھی ایام میں شیخ احمد بن ادریس نے دروس میں سورت "التین" کی صوفیانہ تفسیر بیان کی، جسے بعض طلبا نے قلم بند کیا اور دیگر نے نقول تیار کر لیں۔ جب یہ تفسیر شیخ ابو طالعہ کی نظر سے گزری تو ایک کتاب "تلبیس ابلیس فی الرد علی احمد بن ادریس" لکھ ڈالی، جس میں تفسیر کے نکات کا ردّ، نیز آپ پر اتحادؔ و حلول کا الزام عائد کیا اور اہانت آمیز اندازِ تحریر اپنایا۔ [۵٦]

شیخ ابو طالعہ کی یہ تحریر علاقہ کے علما تک پہنچی تو شیخ ابراہیم بن یحییٰ اسواس کا قلم حرکت میں آیا جو شیخ حسن عاکش کے گاؤں ضمد کے باشندہ اور ہم سبق رہ چکے تھے اور ۱۲۱۷ھ / ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوئے، جب کہ ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء میں سفر حج کے دوران راستہ میں وفات پائی۔ صنعاء وزبید میں تعلیم حاصل کی تھی۔ انھوں نے شیخ ابو طالعہ کی مذکورہ کتاب کے جواب میں "العصا القارعة لشيطان ابی طالعة" تالیف کی، جس میں بھرپور ردّ و تعاقب کیا۔ [۵۷]

علاوہ ازیں خود شیخ حسن عاکش نے بھی جواب لکھ کر "السيوف القاطعة لشبهة ابی طالعة" نام دیا۔

اس قلمی جنگ کے خاتمہ و حتمی فیصلہ کے لیے اب یہ تمام رسائل و کتب، شیخ سیّد اسماعیل بن احمد المُغَلّس کبسی (وفات ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء) کی خدمت میں پیش کیے گئے، جو علاقہ بھر کے علما میں علم و فضل میں نمایاں اور زیدی مذہب کے امام تھے اور "المتوکّل علی الله" لقب سے جانے گئے جو صعدہ شہر میں مقیم تھے۔ انھوں نے سارا مواد ملاحظہ کرنے کے بعد شیخ ابو طالعہ کے موقف والزامات کو باطل قرار دیتے ہوئے خود بھی اس کے ردّ و تعاقب میں ضخیم رسالہ لکھ دیا۔ [۵۸]

جب یہ سارا قلمی مواد اہلِ علم کے سامنے آیا تو کچھ ہی عرصہ بعد شیخ سیّد احمد بن ادریس کے بعض شاگردوں کے توسّط سے شیخ ابو طالعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معذرت و ندامت کا اظہار کیا۔

۵ اس واقعہ و قلمی جدل پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ علاقۂ عسیر میں موجود وہابی گروہ کے علما نے شیخ ناصر بن محمد کبیبی جونی کی سرپرستی و قیادت میں حاکم

علاقہ علی بن مجثل کو ایک درخواست پیش کی کہ ریاست میں شیخ احمد بن ادریس نامی ایک شخص شرک وبدعت پھیلارہاہے اور ہم آپ سے اللہ کے دین اور سنّتِ رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے اقدامات کے طلب گار ہیں۔ درخواست میں آپ سے منسوب بعض الزامات بھی ذکر کیے گئے تھے۔

جب اس کی اطلاع آپ تک پہنچی تو الزامات کی تردید اور اپناموقف بیان کرنے پر آمادگی کااظہار کیا۔ چناں چہ ریاست کے حکم راں کی جانب سے فریقین کے درمیان جمادی الثانیہ ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء کو مناظرہ قرار پایا اور شیخ ناصر کبیبی اپنے ساتھیوں کے ہم راہ، شیخ احمد بن ادریس علما کے جلو میں، نیز علاقہ کے زعماو طلبا مناظرہ کے روز جمع ہوئے اور سرکاری نمائندہ نے الزامات پڑھ کر سنائے، جن کے جوابات آپ سے طلب کیے گئے۔ مناظرہ کی دو نشستیں منعقد ہوئیں، ایک سورج طلوع ہونے اور اشراق کے بعد اور دوسری عصر کے بعد۔ مناظرہ کے دوران شیخ ناصر بالعموم شیخ محمد بن عبد الوہاب کی مدح و ستائش میں مبالغہ آرا رہے اور شیخ احمد بن ادریس نے شیخ الاکبر محی الدین ابنِ عربی کے نظریۂ وحدۃ الوجود کی توضیح و تشریح کی، جسے الزامات میں شامل کیا گیا تھا۔ نیز معمولات صوفیہ بارے دلائل پیش کیے۔

ایک موقع پر آپ کے ساتھی علمانے سرکاری نمائندہ سے کہا کہ شیخ احمد بن ادریس حکومت کی اجازت سے اس علاقہ میں قیام پذیر ہوئے اور علمائے یمن نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا۔ اور ان الزامات کی کوئی حقیقت نہیں، ہاں اگر حکام چاہتے ہیں کہ یہ واپس مکہ مکرمہ چلے جائیں تو ہم بغیر جدل و مناظرہ

کے انھیں اس پر راضی کرنے کو تیار ہیں۔ یہ طویل مناظرہ آپ کی فتح و نصرت پر ختم ہوا۔

علاقۂ عسیر کے حاکم علی بن مجثل مغیدی ۱۲۴۲ھ سے ۱۲۴۹ھ اپنی وفات تک حکم راں رہے،[۵۹] اور جب آپ اس خطہ میں وارد ہوئے تو بھرپور استقبال و پذیرائی کی تھی۔ چناں چہ مناظرہ کے اگلے روز شیخ احمد بن ادریس حسبِ معمول طلبا کی مجلس میں تھے اور درس جاری تھا کہ علی بن مجثل تین ساتھیوں کے ہم راہ مجلس میں پہنچے اور آپ سے بڑے احترام و محبت سے ملے، پھر حاکم کے ایک ساتھی نے عرض کیا: یاسیّد! یہ آپ کے گھر پر ملاقات کے متمنّی ہیں۔

اس پر آپ چند خواص کی معیت میں اور حاکم واُن کے ساتھی گھر روانہ ہوگئے، جہاں حاکم نے انعقاد مناظرہ کے ناپسندیدہ واقعہ پر معذرت کی اور عرض کیا کہ وہابی علما کا اس پر اصرار تھا، لہٰذا مجھے اس کے انعقاد کا حکم واجازت دینا پڑی۔

شیخ احمد بن ادریس کے شاگرد و خلیفہ مؤرّخِ یمن و مفسّر شیخ حسن بن احمد عاکش مناظرہ کے اجتماع میں موجود تھے، جنھوں نے مختصر روداد مرتّب و قلم بند کی جو کتابی صورت میں چار سے زائد بار چھپی۔ اب شیخ سیّد عبدالعزیز بن ہاشم ادریسی نے تحقیق انجام دی اور مکتبۂ امّ القریٰ، قاہرہ نے ۸۰ صفحات پر "المناظرة الكبرى بين عين اعيان الامة الهاديين الى سبيل النجاة القطب النفيس الامام السيد احمد بن ادريس وفقهاء الوهابية" نام سے شائع کی۔ اسی اشاعت کا عکس ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء کے آغاز میں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہے۔

۞ عارف باللہ حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی حجازِ مقدّس میں مقیم تھے، تو وہاں کے تاریخی و ساحلی شہر جدّہ کے ایک غریب گھرانہ کا بچہ قاضی مصطفیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا اور محبین میں سے تھا۔ تب آپ اسے ایک ریال نقدی عطا کیا کرتے جسے وہ بچہ جمع کرتا رہا تا آں کہ اسی قلیل مال سے تجارت شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی محنت و خلوص میں برکت ڈالی اور رزق میں وسعت عطا کی حتیٰ کہ جدّہ کے سمندر سے کشتیاں چلا کرتیں۔ تب حضرت احمد وفات پا چکے تھے اور ان کے خلیفۂ خاص شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی، مصطفیٰ کے سرپرست و رہ نما ہوئے۔

مال و ثروت کی فراوانی ہوئی تو اس تاجر نے شیخ سنوسی کو جدّہ میں مسجد و خانقاہ تعمیر کرادی اور اس میں خیر و بھلائی کے اعمال جاری کیے جن پر زرِ کثیر خرچ کیا کرتا۔ شیخ سنوسی نے بھی وفات پائی تو وہیں پر شیخ احمد بن ادریس اور شیخ محمد بن علی سنوسی کے سالانہ عرس کا عظیم انعقاد کیا جاتا، جس میں اہلِ جدّہ کے علاوہ باہر کے لوگ حاضر ہوا کرتے اور ضیافت و طعام کا اہتمام ہوتا، نیز ان اکابر کے احوال و مناقب بیان کیے جاتے۔

قاضی مصطفیٰ، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کیا کرتے، جس سے مال میں کمی نہیں آئی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مزید عطا فرمایا۔ ۱۲۷۹ھ میں شیخ سنوسی کے مزار واقع جغبوب کا سفر کیا اور واپس آئے۔ ایک ہی بیٹی تھی اور زندگی میں مال و دولت کا حصّہ اس کے نام کر کے باقی تمام اللہ کی راہ میں وقف کر دیا اور اپنے معمولات جاری رکھے تا آں کہ وفات پائی۔ [٦٠]

(۵) شیخ سیّد صالح بن محمد جعفری، جنھوں نے حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس کے احوال و آثار پر کئی پہلو سے بھرپور کام انجام دیا، ان کا گھرانہ سوڈان کے مقام دنقلہ میں آباد تھا، جہاں شیخ سیّد احمد بن ادریس کے فرزند جلیل شیخ سیّد عبد العالی ادریسی کا مزار واقع ہے۔ شیخ سیّد صالح جعفری کے والد کی شادی کو آٹھ برس ہونے کو تھے کہ اولاد کی نعمت سے محروم تھے تب عزیز و اقارب نے دوسری شادی کرانے کا عزم وارادہ ظاہر کیا تو آپ غم زدہ عالت میں سیّدی عبد العالی کے مزار پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے دعا و طلب کے بعد منّت مانی کہ اگر اسی بیوی سے اللہ تعالیٰ نے اسی برس بیٹا عطا فرمایا تو میں رمضان کے بعد چھ روزے رکھوں گا جن کا ثواب صاحبِ مزار کو ہدیہ کرنے کے علاوہ عرس کے موقع پر فقرا و مساکین میں نقدی تقسیم کروں گا۔ چناں چہ ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں ہی آپ کے ہاں فرزند کی ولادت ہوئی، جس کا نام صالح جعفری [٦١] تجویز کیا گیا اور منّت پوری کی گئی۔ شیخ صالح جب بڑے ہوئے تو یہ واقعہ احباب کو خود سنایا کرتے۔ دنقلہ میں ہی ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید حفظ کیا پھر انیس برس کی عمر میں صاحبِ مزار شیخ سیّد عبد العالی کے بیٹے شیخ سیّد محمد شریف ادریسی کے مرید ہوئے۔ پھر جامعہ ازہر قاہرہ میں داخلہ لیا، جہاں اکابر علما سے شرعی علوم کی تکمیل کی اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ مالکی عالم جلیل، تفسیر و حدیث، فقہ و تصوف وغیرہ علوم کے ماہر، اپنے دور کے مصر میں سب سے اہم نعت گو شاعر، صوفی کامل، مرشد کبیر تھے۔ حالت بیداری و خواب میں رسول اللہ ﷺ و متعدّد اولیاء اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ستائیس حج ادا کیے اور پچاس کے قریب تصنیفات و

تحقیقات ہیں۔ عقائد و معمولات اہلِ سنّت کے بیان اور وہابیہ سے اختلافی مسائل کے موضوعات پر لکھا۔

شیخ صالح جعفری نے سلسلہ کے سر تاج شیخ احمد بن ادریس کی تصنیفات و ملفوظات کے قلمی نسخوں کی تلاش میں مراکش کا سفر کیا اور حاصل کر کے تحقیق انجام دی، نیز حواشی و شروح لکھیں، علاوہ ازیں احوال پر مستقل کتاب لکھی اور جیبِ خاص سے اشاعت کا اہتمام کیا۔ سوڈان و مصر میں مریدین وارادت مندوں کا وسیع حلقہ ہے اور "احمدیہ محمدیہ" سلسلہ کی "جعفریہ" شاخ آپ سے منسوب ہوئی، جس کی سند "المنتقى النفيس" میں یوں درج کی:

"اجازنی بهذا الطريق شيخى واستاذى، مربى المريدين الشريف السيد محمد عبد العالى، عن والده سيدى عبد العالى عن شيخه العلامة السيد محمد بن على السنوسى، عن شيخه العارف بالله السيد احمد بن ادريس رضى الله عنهم اجمعين." [۶۲]

آپ طویل عرصہ جامعہ ازہر کی مسجد میں امام و خطیب رہے اور ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۸ء میں قاہرہ میں ہی وفات پائی، جہاں کے محلہ دارسہ میں اپنی تعمیر کرائی گئی مسجد کے پہلو میں مزار واقع ہے، نیز یہ سڑک آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ سے اخذ کرنے والوں میں محدثِ اعظم حجاز ڈاکٹر شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی اور مصر کے سابق مفتی اعظم ڈاکٹر شیخ علی محمد جمعه حفظه الله تعالى جیسے اکابر شامل ہیں۔ [۶۳]

عارف باللہ شیخ سیّد صالح جعفری کی وفات کے بعد ان کے فرزند جلیل شیخ سیّد عبد الغنی جعفری (وفات ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء) سجادہ نشین ہوئے اور مصر میں ستر سے زائد مساجد، طرابلس، لیبیا نیز ملائیشیا میں اسلامی مراکز بنوائے۔ اور قاہرہ میں والد گرامی وعلمائے اہلِ سنّت کی تصنیفات کی اشاعت کے لیے ایک ادارہ "دار جوامع الكلم" نام سے قائم کیا، جس کی شائع کردہ کتب میں محدّث حجاز شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی کی ردِّ وہابیت پر شہرۂ آفاق کتاب "مفاهيم يجب ان تصحح" شامل ہے، جس کا اردو ترجمہ پاک و ہند سے چھپ چکا ہے۔ [۶۴]

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ پاکستان کے فضلا مزید حصول علم کے لیے جامعہ ازہر قاہرہ پہنچے تو شیخ عبد الغنی جعفری کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔ جن میں سے ڈاکٹر عبد الواحد ازہری نے آپ سے تحریری اجازت وخلافت پائی۔

۵ قاہرہ کی ہی ایک اور شخصیت شیخ سیّد ابو البرکات محمد زکی بن ابراہیم حسینی بھی قابلِ ذکر ہیں، جو تقریباً ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء میں وہیں وفات پائی۔ فقیہ شافعی، محدّث، مسند، نعت گو شاعر، صحافی، مرشد کبیر تھے۔ جامعہ ازہر میں تعلیم پائی، پھر متعدد تعلیمی اداروں میں مدرّس و پروفیسر رہے۔ اہم یورپی زبانوں، نیز فارسی پر عبور تھا۔ اصلاحی و تبلیغی جماعت "العشيرة المحمدية" کے بانی و سرپرست، نیز اس کا ترجمان ماہ نامہ "المسلم" جاری کیا۔ ایک سو سے زائد تصنیفات ہیں، جن میں عقائد و معمولات اہل سنّت، تعلیمات تصوّف، احوال صوفیہ، جشن میلاد النبی ﷺ، سماع موتیٰ، مزارات اولیاء اللہ، ظہور امام مہدی، شب براءت، والدین مصطفیٰ ﷺ وغیرہ

موضوعات کی تشریح و توضیح کی، نیز نعتیہ دیوان ہے۔ آپ شاذلیہ ناصریہ سلسلہ سے وابستہ تھے، نیز دیگر سلاسل میں عرب و عجم کے اکابر مشائخ سے اجازت پائی۔ جیسا کہ مولانا محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی اور مولانا محمد عبد الحامد بدایونی سے قادری سلسلہ میں خلافت پائی۔ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری نے ایک تحریر کا اردو ترجمہ کیا، جو "سعودی زعما سے اپیل" عنوان سے مطبوع ہے۔ [٦٥]

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے مولانا مشتاق احمد شاہ پیرزادہ، مولانا عبدالحفیظ ازہری مقیم آسٹریلیا اور ڈاکٹر عبدالواحد ازہری، قیامِ قاہرہ کے دوران آپ کی مجالس میں شریک ہوئے۔

ایک مضمون میں ان تمام سلاسل صوفیہ کی اسناد بیان کیں جن میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ اس ضمن میں ادریسی سلسلہ کی سند یوں درج کی:

"شیخ سیّد محمد زکی بن ابراهیم عن شیخ سیّد ابراهیم الخلیل ازهری بن علی عن شیخ احمد رضوان عفیفی عن ابراهیم الرشید عن سیّدی احمد بن ادریس." [٦٦]

٩ محدّثِ اعظم حجاز شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی مکی (وفات ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء) کی شخصیت وافکار اردو دنیا میں معلوم و مشہور ہیں۔ ردِّ وہابیت وغیرہ موضوعات پر متعدد تصنیفات کے اردو تراجم پاک و ہند سے شائع ہوئے، نیز افکار پر اردو کتاب مطبوع ہے۔ آپ نے مسنون اوراد واذکار، نیز اسلاف سے مروی دعائیں، درود وسلام جمع و مرتّب کیے اور وسیلہ، نیز زیارت کے اثبات پر ایک کتاب "ابواب الفرج" تالیف کی، جو ۳۹۴ صفحات پر چھپی اور بلا معاوضہ تقسیم

کی گئی۔ اس میں شیخ احمد بن ادریس فاسی سلسلہ کے متعدد اوراد و اذکار شامل کیے۔[٦٧]

شیخ احمد بن ادریس کے احوال پر کتب

عارف باللہ حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس کے احوال و مناقب و کرامات کے بیان پر ان کی زندگی سے اب تک متعدد مستقل کتب لکھی گئیں۔ شیخ ابراہیم بن یحییٰ اسواس ضمدی اور شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی کی آپ کے دفاع میں تصنیفات کا ذکر گزر چکا، مزید چھ کے نام یہ ہیں:

- زَبید شہر کے قاضی، شیخ سیّد محمد بن محمد دیلمی نے ایک ضخیم کتاب لکھی،[٦٨] جس بارے مزید معلومات پیشِ نظر نہیں۔
- عقد الدر النفیس فی بعض کرامات سیّدنا و مولانا احمد بن ادریس، جو رشیدی سلسلہ کے سر تاج شیخ سیّد ابراہیم بن صالح رشیدی مہاجر مکی کی تصنیف ہے، مکتبۂ حرم مکہ مکرمہ اور طائف میں واقع سیّدنا عبد اللہ بن عباس کے مزار و مسجد سے ملحق کتب خانہ، نیز صنعاء یمن کی تاریخی مرکزی مسجد کے عظیم کتب خانہ، اور دارالکتب ظاہریہ دمشق میں قلمی نسخے محفوظ ہیں۔

واضح رہے: ”العقد النفیس فی نظم فوائد التدریس“ الگ کتاب ہے، جس کی اشاعت کا ذکر گزر چکا۔ صاحب ”جامع کرامات اولیاء“ نے دونوں سے مواد نقل کیا۔[٦٩]

- اعطار ازہار اغصان، حظیرة التقدیس فی کرامات العالم المحدث والفقیه المفسر السیّد احمد بن ادریس، شیخ سیّد صالح بن محمد جعفری، مطبوعہ ۱۹۷۰ء، دار جوامع الکلم، قاہرہ، صفحات ۱۴۴
- المنتقی النفیس فی مناقب قطب دائرة التقدیس سیدی احمد بن ادریس، شیخ سیّد صالح بن محمد جعفری، دار جوامع الکلم، قاہرہ نے ۱۹۷۵ء میں ۲۱۴ صفحات پر اور ۱۴۱۹ھ /۱۹۹۸ء میں چوتھی بار ۲۴۸ صفحات پر شائع کی۔ نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ پر دست یاب ہے۔
- مدرسة احمد بن ادریس المغربی واثرها فی السودان، پروفیسر ڈاکٹر یحیٰی بن محمد ابراہیم، پہلی اشاعت ۱۴۱۳ھ /۱۹۹۳ء، دار الجیل، بیروت، صفحات ۴۴۰
- العارف بالله سیّدی احمد بن ادریس، شیخ سعد القاضی، دار غریب، مصر نے ۲۰۰۱ء، وغیرہ میں متعدد بار شائع کی، صفحات ۶۴
- انیس الجلیس فی ترجمة السید احمد بن ادریس، شیخ عثمان حدغ بن عمر بن داؤد طیری شافعی صومالی، سال تکمیل تالیف ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء مطبوع، نیز انٹرنیٹ کے ۱۳۰ صفحات پر دست یاب ہے۔

اولاد

حضرت شیخ احمد بن ادریس کے متعدد فرزندان تھے اور وفات کے بعد بھی آپ کے گھرانہ کے اکثر افراد صبیا میں مقیم رہے، جنھیں علاقے میں قدر و منزلت و اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ ایک بیٹے کا نام شیخ سیّد محمد بن احمد بن ادریس تھا

جو ۱۲۲۳ھ /۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئے اور والد گرامی سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کر کے اجازت و خلافت پائی، پھر یمن میں رشد وہدایت کے اعمال انجام دینے کے بعد ۱۳۰۶ھ /۱۸۸۹ء میں صبیا میں وفات پائی۔[۷۰] "فیض الملک الوھاب" کے مصنّف مولانا عبد الستار بن عبد الوہاب دہلوی مکی نے اوائل ۱۳۰۶ھ میں یعنی وفات سے چند ماہ قبل ان سے روایت کی اجازت بہ ذریعہ مراسلت پائی۔

پھر شیخ سیّد محمد یمنی ازہری بن علی بن محمد بن احمد بن ادریس رحمھم اللہ تعالٰی کا دور آیا، جو ۱۲۹۳ھ /۱۸۷۶ء میں صبیا میں پیدا ہوئے اور جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم حاصل کی پھر وطن واپس آئے اور اجداد کے سلسلہ کی تعلیمات کو عام کیا اور مریدین کا حلقہ مزید وسیع ہوا۔ تب صبیا، عسیر و یمن کے علاقوں پر قبضہ کر کے ۱۳۲۶ھ /۱۹۰۸ء میں سلطنت ادریسیہ قائم کرلی اور پہلے حکم راں ہوئے تا آں کہ ۱۳۴۱ھ /۱۹۲۳ء میں وفات پائی۔ [۷۱]

اب آپ کے بیٹے شیخ سیّد علی بن محمد یمنی ازہری، سلطنت ادریسیہ عسیر و تہامہ کے دوسرے حکم راں ہوئے، جو ۱۳۴۴ھ /۱۹۲۶ء میں چچا شیخ سیّد حسن بن علی ادریسی کے حق میں دست بردار ہوگئے۔

مذکورہ برس شیخ سیّد حسن ادریسی ریاست کے تیسرے سربراہ ہوئے اور انھی کے عہد میں خطہ میں ابھرنے والی نئی مملکت سعودی عرب کے بانی آل سعود کے ساتھ ایک معاہدہ طے پایا، جس پر ۱۴ر ربیع الآخر ۱۳۴۵ھ / ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۶ء کو مکہ مکرمہ میں شیخ احمد شریف سنوسی کے سامنے فریقین نے دستخط کیے۔ یہ معاہدہ گیارہ شقوں پر مشتمل تھا، جس کے مطابق آل سعود اور شیخ حسن

ادریسی دونوں نے ایک دوسرے کی سیادت و حکومت نیز حدود تسلیم کیں اسی کے تحت شیخ حسن ادریسی نے مشروط اطاعت قبول کی۔ ادھر فریق مخالف نے خطۂ عسیر و جازان پر ادریسی خاندان یا ان کے حمایتی کی حکم رانی کا حق تسلیم کیا تا آں کہ ۱۳۵۱ھ میں شیخ حسن ادریسی نے آل سعود کو معاہدے کی خلاف ورزی کا ذمہ دار قرار دیا، اسی باعث مذکورہ برس سلطنت ادریسیہ کا مکمل خاتمہ ہو گیا اور آپ مکہ مکرمہ چلے گئے، وہیں وفات پائی۔ تب سے اب تک یہ علاقہ سعودی عرب کا صوبہ ہے۔

سعودی امرا نے ادریسی خاندان کی صبیا میں جملہ املاک و جائیداد بہ حق سرکار ضبط کر لی اور افراد کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ عرصہ بعد ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں ادریسی خاندان نے جائیداد کی واپسی و حصول کے لیے عدالت میں مقدمہ دائر کیا، جو آج چالیس برس سے جاری ہے۔ ادھر صبیا میں ان کے محلّات، مسجد، دیگر عمارات کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکی ہیں اور ادریسی گھرانہ کے افراد حجاز مقدّس وغیرہ مقامات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ [۷۲]

۞ جن دیگر ممالک میں حضرت شیخ احمد بن ادریس کی نسل موجود ہے یا آپ کے سلسلہ کو فروغ حاصل ہے اُن میں مصر قابلِ ذکر ہے، جہاں قاہرہ شہر کے وسط میں مزار سیّدہ زینب سے کچھ ہی فاصلہ پر شارع مجلس الشعب کے پہلو میں عظیم الشان مسجد سیّدی احمد بن ادریس، نیز فلاحی ادارہ اور ڈسپنسری ان دنوں فعال ہیں۔

وادی مصر کے شہر الاقصر کے قریب گاؤں زینیہ میں حضرت احمد بن ادریس نے پانچ برس قیام فرمایا تھا۔ وہاں عرس کا وسیع اہتمام ہوتا ہے، جیسا کہ

۲۰۱۱ء میں عرس کی تقریب میں جامعہ ازہر کے عالم شیخ فراج یعقوب نے خطاب فرمایا، جس دوران ردِّ وہابیت میں آپ کی خدمات بیان کیں۔

مصر کے علاقہ اسوان کے مقام دراو میں واقع ادریسی پارک میں عرس کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں آپ کی نسل کے پیرِ طریقت شیخ سیّد ادریس بن مصطفیٰ موجود تھے اور حمد و نعت کے بعد دار المصطفیٰ تریم یمن سے تشریف لائے ہوئے شیخ سیّد عمر بن سالم بن حفیظ نے خطاب کیا۔

۞ قطب دائرۃ التقدیس شیخ سیّد احمد بن ادریس کی نسل کے اہل اللہ سوڈان میں بھی موجود ہیں اور ملک میں صوفیہ کے جو سلاسل مقبول ورائج ہیں[۷۳] ان میں ادریسیہ [۷۴] نیز ختمیہ [۷۵] نمایاں ہیں۔ وہاں اس خاندان کے دو علمی و روحانی مراکز ہیں: ایک دنقلہ میں اور دوسرا ام درمان شہر کے محلّے موردہ میں واقع ہے۔

آپ کے ایک فرزند شیخ سیّد عبد العالی تھے، جو ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے اور والد گرامی کی وفات کے روز ان کی عمر محض سات برس تھی۔ کچھ عرصہ بعد صبیا سے مکہ مکرمہ آگئے، جہاں مسجد حرم کے پہلو میں واقع مشہور پہاڑ جبلِ ابی قُبیس پر اپنے والد کے خلیفۂ اعظم شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کی قائم کردہ خانقاہ میں تعلیم و تربیت پائی، پھر انھی کے ہم راہ ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء میں لیبیا کے علاقہ برقہ کا سفر کیا اور شیخ سنوسی کی وفات کے بعد ۱۲۷۷ھ میں وادی مصر کے گاؤں زینیہ منتقل ہو گئے، جہاں سے سوڈان کی راہ لی اور ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں دنقلہ میں وفات پائی، وہیں پر مزار و مسجد مشہور ہیں۔

ان کے فرزند شیخ سیّد محمد شریف بن عبد العالی بن احمد بن ادریس مصر کے مقام قوص میں ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں دنقلہ سوڈان میں وفات پائی۔ شیخ سیّد صالح جعفری انھی کے مرید و خلیفہ تھے۔

شیخ سیّد محمد شریف ادریسی کے بیٹے شیخ حسن ادریسی وادیِ مصر کے مقام دراو میں ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے پھر خاندان کے ہم راہ دنقلہ کے قریب گاؤں بیوض منتقل ہوئے۔ والد کے بعد سجادہ نشین ہوئے اور دنقلہ، نیز امّ درمان کے محلّہ موردہ میں مساجد تعمیر کرائیں۔ امّ درمان میں وفات پائی، جہاں مسجد و مزار مشہور اور مرجع خلائق ہیں۔ [۷۶]

ادریسی خانقاہ امّ درمان سوڈان میں ماہ رجب کے آخری عشرہ میں حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس کے عرس کی عظیم الشان تقریب منعقد ہوتی ہے، جیسا کہ جمعرات ۱۹ر رجب ۱۴۳۲ھ کے عرس کی جھلکیاں ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہیں۔ [۷۷] ادھر صومالیہ میں بھی عرس کا وسیع اہتمام ہے اور کہا گیا کہ افریقی ممالک میں آپ کے سلسلہ سے وابستہ افراد کی تعداد ان دنوں ایک کروڑ سے زائد ہے۔

شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

الجزائر کے ساحلی شہر مستغانم [۷۸] کے نواح میں واقع گاؤں میں ۱۲۰۲ھ /۱۷۸۷ء میں پیدا ہوئے اور لیبیا کے مقام جغبوب[۷۹] میں ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء میں وفات پائی، جہاں کی مرکزی مسجد کے پہلو میں مزار بنا۔ ادریسیّ النّسب، مالکی عالم،داعی اجتہاد، خاتمة المحدثین والمسندین، حجة الله علی المتأخرین،اشعری العقیدہ، مجاہد،شاعر،اور صوفیہ کے سلسلۂ سنوسیہ کے سرتاج، نیز قادری وغیرہ سلاسل میں مجاز تھے۔ وطن میں تعلیم کے بعد مراکش کے شہر فاس کی درس گاہ قرویّین میں ۱۲۲۳ھ / ۱۸۰۸ء میں داخلہ لیا اور سات برس اعلیٰ شرعی علوم حاصل کیے، نیز شہر کے اکابر شاذلی و قادری مشائخ سے سلوک کی منازل طے کیں۔ صوفیہ کے سلسلہ تجانیہ کے سرتاج شیخ ابوالعباس احمد بن محمد تجانی مالکی فاسی (وفات ۱۲۳۰ھ / ۱۸۱۵ء) سے اجازت و خلافت پائی اور ان کی نماز جنازہ و تدفین میں شریک تھے اور ان کو غسل دیے گئے پانی کو پیا۔ نیز محدث و مرشد سیاح و مصنف شیخ محمد بن عبدالسلام ناصری درعی فاسی مالکی (وفات ۱۲۳۹ھ /۱۸۲۳ء) سے اجازت پائی۔ پھر دعوت و ارشاد کا عمل شروع کیا، ۱۲۳۰ھ میں ہی حج ادا کیا اور مختلف ممالک سے ہو کر ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء کے اوائل میں واپس وطن گئے اور الجزائر و تیونس میں دعوتی و تربیتی عمل

آگے بڑھایا اور ۱۲۳۸ھ / ۱۸۲۳ء میں مصر پہنچے، اور ۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۶ء میں دوبارہ حجاز مقدس حاضر ہوئے۔

مکہ مکرمہ میں اکابر علمائے احناف سے اخذ کیا اور وہیں پر عارف باللہ شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی سے ملاقات ہوئی تو انھی کے ہو کر رہ گئے پھر اہم خلفا میں سے ہوئے۔ ان دنوں الجزائر خلافت عثمانیہ کا حصّہ تھا اور ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں فرانس نے اس پر قبضہ کر لیا تو آپ نے وطن ترک کیا۔ ادھر شیخ احمد بن ادریس مکہ مکرمہ سے صبیا چلے گئے تو آپ بھی وہیں خدمت میں حاضر رہے اور ۱۲۵۳ھ /۱۸۳۷ء میں مرشد گرامی نے وہیں وفات پائی تو شیخ سنوسی نے مکہ مکرمہ سے سرگرمیوں کا آغاز کیا اور اسی برس مسجد حرم کے پہلو میں واقع مشہور پہاڑ جبل ابی قُبیس پر مرکز و خانقاہ قائم کی، جو سنوسی تحریک کا اوّلین مرکز ہوا۔ ۱۲۵۵ھ / ۱۸۴۰ء میں حج کے بعد آپ مریدین کے ہم راہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور اگلے برس کے آغاز میں وہاں سے مصر روانہ ہوئے، جہاں جامعہ ازہر قاہرہ کے اکابر علمائے مالکیہ سے اجتہاد کے موضوع پر بحث ہوئی۔ وہاں سے لیبیا کے صوبہ برقہ پہنچے اور مختلف مقامات کے دورہ کے بعد ۱۲۵۶ھ / ۱۸۴۰ء میں وہیں کے مقام جبل الاخضر میں خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء میں حجاز مقدس حاضر ہوئے تا آں کہ ۱۲۶۸ھ میں آخری حج ادا کیا جس میں دونوں بیٹے نیز سید عمران بن برکہ اور دیگر سنوسی اکابر ساتھ تھے، اور ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء میں واپس بُرقہ تشریف لے گئے اور دونوں فرزندان کو تعلیم و تربیت کے لیے خانقاہ جبل ابو قُبیس میں اپنے خلفا کے سپرد کر گئے۔ مصر میں پہلی سنوسی خانقاہ و مرکز ۱۲۷۳ھ میں قائم کیا۔

سنوسی تحریک کے چار اہداف سامنے آئے: امتِ مسلمہ میں اتحاد و یگانگت، صلیبی استعمار سے نجات کے لیے جہاد، تعلیم کا فروغ اور قبائلی عدالتوں کا خاتمہ۔ چناں چہ آئندہ زمانہ میں مختلف ممالک میں اس غرض کے لیے سیکڑوں سنوسی خانقاہیں قائم کی گئیں، جن میں حفظ قرآن کریم، دیگر شرعی علوم کی تعلیم، جہادی تربیت، مالی امور اور دیگر ضروریات پوری کرنے کے لیے پیشہ ورانہ تربیت کا اہتمام تھا اور وہاں سے علما، مرشد، مجاہدین تیار ہو کر نکلے، جنھوں نے برطانیہ، اٹلی، فرانس جیسی اہم استعماری قوتوں سے لیبیا، چاڈ، سوڈان و مصر کو آزاد کرانے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ موّرخین نے شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی دور کی پچاس سے زائد خانقاہوں اور مراکز کے نام ذکر کیے ہیں۔

حجاز مقدّس میں قیام کے دوران مکہ مکرمہ میں مسجد حرم، نیز مذکورہ خانقاہ میں آپ کا حلقۂ درس منعقد ہوتا اور مدینہ منورہ میں ۱۲۶۶ھ میں خانقاہ قائم کی، جہاں تعلیم و تربیت کے علاوہ اہلِ مدینہ کی خدمت کے اعمال شروع کیے، جو آج تک جاری ہیں۔

تحریک آزادیِ الجزائر کے مشہور رہ نما و مرشد کبیر، استاذ العلماء، امیر المجاہدین شیخ سیّد عبد القادر بن محی الدین الجزائری مالکی (وفات ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء) والد گرامی کے ہم راہ ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء میں حج و زیارت کے لیے حاضر ہوئے [۸۰] تو مکہ مکرمہ میں شیخ سنوسی کبیر کے ہاں قیام کیا۔

عارف باللہ، مجاہد، صوفی کبیر شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی جہاں بھی ہوتے، محافل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کا اہتمام کرتے، تا آں کہ برقہ میں اپنے آباد کردہ مقام جغبوب میں وفات پائی، جہاں مسجد سے ملحق حجرہ میں مزار بنا اور

ایک سو پچیس برس بعد ۱۹۸۴ء میں لیبیا کی اشتراکی حکومت کے کارندوں نے جغبوب کی سنوسی خانقاہ منہدم کردی، نیز آپ کے جسدِ خاکی کو نکال کر صحرا کے کسی نامعلوم مقام پر دفن کردیا۔ کہا گیا کہ اس موقع پر جسم کے اعضا جوں کے توں محفوظ دیکھے گئے۔ قبل ازیں استعماری افواج ہوائی جہاز کے ذریعے مزار پر بم برسا چکی تھیں۔ [۸۱] نو صفر کو سنوسی حلقوں میں آپ کے سالانہ عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

شاگرد و خلفا

شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کے شاگردوں، خلفا اور روایت کی اجازت حاصل کرنے والوں میں اسلامی دنیا کے جلیل القدر علما و مشائخ کے نام ملتے ہیں، جن میں سے آٹھ یہ ہیں:

- شیخ صدّیق بن عبد الرحمٰن کمال مکی
- شیخ جمال بن عبد اللہ مکی
- شیخ سیّد محمد بن عبد الواحد الکبیر کتانی
- شیخ حسین بن ابراہیم مالکی
- شیخ محمد بن عبد اللہ ابن حُمید
- شیخ سیّد محمد حقی نازلی
- شیخ سیّد محمد بن خلیل قاوقجی
- شیخ سیّد محمد صالح بن عبد الرحمٰن زواوی رحمهم الله تعالٰی اجمعین

یہاں ان کا کسی قدر تعارف ملاحظہ ہو:

۞ شیخ صدّیق بن عبد الرحمٰن کمال، جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں وفات پائی، نیز قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مفسّر، محدّث، فرضی، مدرّس مسجد حرم تھے اور جن دیگر علما سے اخذ کیا ان میں مولانا محمد عابد سندھی مہاجر مدنی شامل ہیں، جب کہ خود شیخ صدّیق کمال کے شاگردوں میں شیخ الاسلام جمال بن عبد اللہ مکی جیسے اکابر شامل ہیں۔

آپ کے دو فرزندان بھی مکہ مکرمہ کے اہم علما میں سے ہوئے۔ بڑے بیٹا شیخ محمد علی کمال (وفات ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء) نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی دو تصنیفات پر تقاریظ لکھیں اور چھوٹے فرزند شیخ محمد صالح کمال (وفات ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۴ء) نے مولانا غلام دستگیر قصوری کی ”رجم الشیاطین برد اغلوطات البراہین“، نیز ”تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل“ کے علاوہ مولانا بریلوی کی چار تصنیفات پر تقریظات لکھیں، نیز ان سے اجازت و خلافت پائی۔ علاوہ ازیں راول پنڈی میں مقیم مولانا پروفیسر سیّد محمد ذاکر حسین شاہ (پیدائش ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۴ء) نے شیخ صالح کمال کی ایک تصنیف کا اردو ترجمہ کیا۔ [۸۲]

۞ شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں وفات پائی اور قبرستان المعلی میں قبر بنی۔ خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں علما کے نگران اعلی منصب ”شیخ العلماء“، نیز مفتی احناف تعینات رہے، نیز مسجد حرم میں کتب تقاسیر کے مدرّس تھے۔ چند تصنیفات میں ”فتاوٰی جمالیہ“ اور ”شب براءت“ کے موضوع پر کتاب ہے۔ خطّۂ ہند کے مشہور

عالم مولانا عبد القادر بدایونی ۱۲۷۹ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے تو آپ سے روایت حدیث کی سند و اجازت پائی۔[۸۳]

۞ شیخ سیّد محمد بن عبد الواحد الکبیر کتانی، مراکش کے شہر فاس کے باشندہ، جو ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء میں وفات پائی، فاس میں مزار مشہور ہے۔ ابو المفاخر، مالکی عالم، صوفیہ کے متعدد سلاسل میں مجاز تھے اور کتانیہ سلسلہ آپ سے منسوب و جاری ہوا۔ تین بار حج ادا کیا اور ''سفر نامۂ حجاز'' یاد گار ہے۔[۸۴]

''فهرس الفهارس والاثبات'' کے مصنّف شیخ سیّد محمد عبد الحی کتانی آپ کے پوتے تھے، جنھوں نے مکہ مکرمہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے اجازت و خلافت پائی، جن کا مزید تعارف آگے آرہا ہے۔

دوسرے پوتے شیخ سیّد محمد کتانی شہید (وفات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء) نے مولانا محمد حسین چشتی الہ آبادی ثم اجمیری سے سلسلۂ روایت و اجازت کا تبادلہ کیا۔

۞ شیخ حسین بن ابراہیم مالکی کا خاندان لیبیا کے شہر طرابلس [۸۵] کے نواح میں آباد تھا، جب کہ آپ کی پیدائش ۱۲۲۲ھ /۱۸۰۷ء میں مصر میں ہوئی۔ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی۔ ۱۲۵۵ھ میں مکہ مکرمہ ہجرت کی، جہاں ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ مسجد حرم میں مدرّس، نیز امام و خطیب رہے اور ۱۲۶۲ھ میں مفتی مالکیہ تعینات کیے گئے، پھر وفات تک اس منصب سے متعلّق ذمہ داریاں انجام دیں۔ چند تصنیفات میں ''مولود نامہ'' کے علاوہ ''الحکم العطائیة'' کی شرح شامل ہیں۔ دہلی کے عالم

مولانا عبد الرحیم ہادی قادری (وفات ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء) حج و زیارت کے لیے ۱۲۸۸ھ میں حجاز مقدس پہنچے [۸٦] تو میلاد و قیام کے جواز و تائید میں وہاں کے متعدد علمائے کرام سے فتاویٰ حاصل کیے۔ اس فتویٰ پر جن علما نے مواہیر تصدیق ثبت کیں ان میں مفتی مالکیہ شیخ حسین شامل ہیں۔ یہ فتاویٰ مولانا عبد الرحیم دہلوی کی تصنیف "روضۃ النعیم" کی تیسری اشاعت، نیز "رحمۃ الرحیم فی ذکر النبی الکریم" کے آخر میں عربی متن و اردو ترجمہ کے ساتھ مطبوع ہیں، جہاں کاتب نے غلطی سے آپ کا نام "حسین مفتی مالکی" کی بجائے "حسن مفتی حنبلی" لکھ دیا ہے۔

بعد ازاں شیخ حسین مالکی کے تین بیٹے بھی خلافت عثمانیہ کی طرف سے مکہ مکرمہ میں "مفتی مالکیہ" کے منصب پر یکے بعد دیگر فائز رہے: پہلے شیخ محمد بن حسین مالکی (وفات ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء)، جنھوں نے مولانا قصوری کی "رجم الشیاطین" پر تقریظ لکھی۔ پھر شیخ محمد عابد بن حسین مالکی (وفات ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء)، جنھوں نے "تقدیس الوکیل" کے علاوہ فاضل بریلوی کی تصنیفات پر تقاریظ لکھیں، نیز اجازت و خلافت پائی اور شیخ محمد علی بن حسین مالکی (وفات ۱۳٦۷ھ / ۱۹۴۸ء)، انھوں نے بھی فاضل بریلوی کی تصانیف پر تقریظات لکھیں، نیز اجازت پائی۔ [۸۷]

۵۔ شیخ محمد بن عبد اللہ ابن حُمَید عامری شرقی آج کے ملک سعودی عرب کے علاقہ قصیم کے مرکزی شہر عنیزہ میں ۱۲۳٦ھ / ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں طائف میں وفات پائی۔ حافظ، حنبلی عالم، مؤرّخ، مسند، ادیب و شاعر نیز ماہر انساب تھے۔ مسجد حرم مکہ مکرمہ میں مدرّس امام و خطیب

رہے پھر ''مفتی حنابلہ'' کا منصب بھی سونپا گیا۔ صاحب نشرالنور کے والد کے اہم احباب میں سے تھے اور متعدد ممالک کے جن اکابر سے اخذ کیا ان میں شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی سب سے اہم استاذ تھے، نیز مولانا محمد عابد سندھی سے اجازت پائی۔ فقہ وغیرہ موضوعات پر چند تصنیفات میں ''السحب الوابلة علی ضرائح الحنابلة'' اہم اور آپ کی پہچان ہے، جو پہلی بار ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء میں مکتبۂ امام احمد نے ۵۲۴ صفحات پر شائع کی اور یہ حنبلی علما کا تذکرہ ہے۔ خطّۂ ہند کے مشہور فقیہ مولانا محمد عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی نے سفر حج وزیارت کے موقع پر آپ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی اور میلاد وقیام کے جواز پر علما مکہ مکرمہ کا جاری کردہ فتویٰ جو مولانا عبدالرحیم قادری دہلوی کی ''رحمة الرحیم'' وغیرہ میں مطبوع ہے اس پر مفتی حنابلہ شیخ محمد بن عبد اللہ ابنِ حمید نے بھی مہر تصدیق ثبت کی، جہاں کاتب نے نام ''محمد شرقی مفتی حنبلی'' کی بجائے ''محمد شرقی مفتی مالکی'' لکھ دیا۔ [۸۸]

بعد ازاں آپ کے پوتا شیخ عبد اللہ بن علی بن محمد بن عبد اللہ ابن حُمَید (وفات ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء) بھی مسجد حرم مکہ مکرمہ کے امام و خطیب، نیز مفتی حنابلہ رہے، جنھوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی ایک تصنیف پر تقریظ لکھی۔

۵۔ شیخ سیّد محمد حقی نازلی بن علی حصاری آیدینی، وطن سے ہجرت کرکے مکہ مکرمہ آئے، جہاں ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء میں وفات پائی۔ حنفی عالم، نقش بندی مجددی سلسلہ سے وابستہ، چند تصنیفات ہیں۔ مولانا محمد عبدالحق الٰہ آبادی مہاجر مکی سے اوراد و اذکار کی تلقین و اجازت پائی۔ نقوش و تعویذات کے ماہر تھے۔

کتاب "خزینۃ الاسرار جلیلۃ الاذکار" آپ کی پہچان ہے، جس پر خطیب جامع الازہر شیخ ابراہیم بن علی سقا (وفات ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء) نے تقریظ لکھی اور یہ پہلی بار ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں مطبع النیل، قاہرہ سے ۳۶۰ صفحات پر اور پھر مصر سے ہی دس سے زائد بار چھپی، اب دارالفکر، بیروت نے شائع کی ہے۔ پروفیسر محمد الیاس برنی حیدر آبادی کے والد نے اس کا اردو ترجمہ کیا تھا، جو غیر مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں چھ مختصر تصانیف یک جا "مجموع مشتمل علی ست رسائل" نام سے مطبع عامرہ شرفیہ مصر نے ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء میں ۱۳۲ صفحات پر شائع کیں۔ [۸۹]

۞ شیخ سیّد محمد بن خلیل قاوقجی، لبنان کے شہر طرابلس میں ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء میں پیدا ہوئے اور سفر حج کے دوران مکہ مکرمہ میں ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ ابوالمحاسن، فقیہ حنفی، محدّث، مسند شام، صاحب کرامات، جامعہ ازہر میں تعلیم پائی اور ستائیس برس وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ مولانا محمد عابد سندھی مہاجر مدنی وغیرہ اکابر سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ شاذلی سلسلہ کی شاخ قاوقجیہ آپ سے منسوب و جاری ہوئی۔ سو سے زائد تصنیفات: حدیث، فقہ حنفی، تصوّف، عملیات، درود و سلام وغیرہ موضوعات پر اور چار مولود نامے یادگار ہیں۔ [۹۰]

۞ شیخ سیّد محمد صالح بن عبد الرحمٰن زواوی ادریسی، جو ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۱ء میں وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ شافعی عالم، مسجد حرم میں امام و مدرّس، نقش بندی مجددی سلسلے کے مرشدِ کبیر اور شاہ محمد مظہر بن احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی کے

خلیفۂ اجل تھے۔ شیخ صالح زواوی کی تحریک وخواہش پر ان کے خلیفہ شیخ محمد مراد قازانی (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) نے "مکتوبات امام ربانی" وغیرہ کتب کا فارسی سے عربی ترجمہ کیا، جو مکہ مکرمہ وغیرہ مقامات سے بارہا شائع ہوئے۔ بعض نے نام "محمد بن صالح" لکھا، جو درست نہیں۔

آپ کے بیٹا شیخ سیّد عبد اللہ زواوی بھی عالم جلیل اور نقش بندی مجدّدی مرشد، نیز مدرّس مسجد حرم اور مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ تھے۔ وہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں نجدی افواج کے ہاتھوں قلعہ طائف میں خاندان کے متعدد افراد سمیت شہید ہوئے۔

زواوی گھرانہ کے چند اکابر کوئٹہ اور دہلی آئے، جہاں شاہ ابو الخیر عبد اللہ فاروقی دہلوی سے نقش بندی مجددی سلسلہ میں بیعت کی پھر سانحۂ طائف میں شہادت پائی۔ [۹۱]

۵ عرب دنیا کے ان اکابر کے علاوہ خطۂ ہند کے علامہ محمد سعید بن واعظ علی جعفری عظیم آبادی (وفات ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء) ۱۲۶۲ھ میں حجازِ مقدس حاضر ہوئے تو شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی سے اخذ کیا۔ [۹۲]

اور شیخ سنوسی کبیر کے فرزندان نیز سنوسی تحریک سے وابستہ آپ کے دیگر اہم شاگردوں کا تعارف آگے آرہا ہے۔

تصانیف

شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی نے متعدد انواع کی مصروفیات و مشاغل، نیز بہ کثرت اسفار کے ساتھ مختلف موضوعات پر چالیس کے قریب تصانیف یادگار چھوڑیں، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

- ایقاظ الوسنان فی العمل با لحدیث والقرآن، صفحات ۱۴۱
- مقدمة مؤطا الامام مالک رضی الله عنه، صفحات ۶۰
- شفاء الصدر بأرِی المسائل العشر، صفحات ۷۵
- بغیة المقاصد فی خلاصة المراصد، صفحات ۲۹۷، اور "شفاء الصدر" اسی کا انتخاب و تلخیص ہے، جو خود تیار کیا۔

مذکورہ بالا چاروں کتب یک جا "المجموعة المختارة" نام سے ۱۹۹۰ء میں قاہرہ سے ۵۷۳ صفحات پر شائع ہوئیں۔

- الدرر السنیة فی اخبار السلالة الادریسیة، ۱۹۹۰ء میں ہی ضمن مجموعہ شائع ہوئی۔
- السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین، وزارت اطلاعات و ثقافت لیبیا نے ۱۹۶۸ء میں شائع کی، صفحات ۱۱۴
- المسلسلات العشرة فی الاحادیث النبویة علی صاحبها افضل الصلاة واتم السلام، ۱۹۳۸ء میں مطبع حجازی قاہرہ سے چھپی، صفحات ۱۶۔ نیز اردو کتاب "سیدی ضیاء الدین احمد القادری" کی دوسری اضافہ شدہ اشاعت کی پہلی جلد کے صفحہ ۷۰۹ تا ۷۳۳ پر عربی

متن شامل ہے جو حزب القادریہ لاہور نے ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء میں شائع کی۔ دس احادیث سے متّصل اسناد کا بیان۔

- المنهل الروى الرائق فى اسانيد العلوم و اصول الطرائق، شاہ لیبیا شیخ سیّد ادریس سنوسی کے مصارف پر پہلی بار مطبع حجاز قاہرہ سے ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء میں ۱۰۸ صفحات پر چھپی۔ پھر وزارت اطلاعات و ثقافت لیبیا نے ۱۹۶۸ء میں شائع کی۔ اب دارالتوفيقية الجزائر نے ۲۰۱۱ء میں ۱۶۰ صفحات پر طبع کرائی، اسی اشاعت کا عکس انٹرنیٹ میں ہے۔
- الشموس الشارقة فيما لنامن اسانيد المغاربة والمشارقة، دو ضخیم جلدوں میں ہے، غیر مطبوع
- البدور السافرة فى عوالى الاسانيد الفاخرة، الشموس الشارقة کو خود ہی مختصر کر کے یہ نام دیا۔ مکتبۂ حرم مکہ مکرمہ میں قلمی نسخہ بخط مولانا عبدالستّار دہلوی محفوظ ہے، بہ قول بعض شائع ہوئی۔
- سوابع الايد فى مرويات ابى زيد
- الكواكب الدرية فى اوائل الكتب الاثرية المعروف باوائل السنوسى

اعترافِ عظمت

اب چند مشاہیر کی تحریروں کے اقتباس پیش ہیں، جن سے شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کا علمی مقام، نیز تصوّف و صوفیہ سے تعلّق واضح ہے:

۞ مفسّر قرآن کریم شیخ حسن بن احمد عاکش کا تعارف گزر چکا، جن کی آپ سے نہ صرف ملاقات تھی، بلکہ دونوں نے حضرت شیخ احمد بن ادریس کی شاگردی اختیار کی اور باہم گہرے روابط تھے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

"محمد بن علی السنوسی من سادات الغرب، هو ممن اخذ الطريقة عن شيخنا --- حتى حاز الولاية الكبرى، وظهرت له كرامات --- وكان بحرًا فى معارف اهل الطريقة، جاريًا على سنن الشرع المحمدى فى افعاله واقواله --- وله هناك اتباع كثيرون مشوا على طريقته، وتخلّفوا با خلاقة، وانتفعوا بارشاده، وبلغوا النهاية فى علم الطريقة والحقيقة---" [٩٣]

۞ قطبِ زماں، مرشد السالکین وخاتمۃ المحدّثین شیخ سیّد ابو المحاسن محمد بن خلیل قاوقجی کا ذکر گزر چکا۔ آپ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو ایک روز شیخ سنوسی کبیر کی خدمت میں خانقاہ پہنچے اور ان کے سلسلۂ طریقت میں خلافت پائی، جس کا ذکر اس عبارت میں کیا:

"العارف الدانى ذوالمعارف والهيكل النورانى محمد بن على المغربى السنوسى العالم الربانى، اجتمعت به فى جبل ابى قُبَيس فى مكة الشريفة، وتلقيت عنه طريقته المنيفة." [٩٤]

۞ شیخ عبد اللہ بن احمد ابو الخیر مرداد (وفات ١٣٤٣ھ / ١٩٢٤ء) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور نجدی افواج کے ہاتھوں طائف میں شہید ہوئے۔ حنفی

عالم، مکہ مکرمہ شہر کے قاضی تعیّنات رہے۔ مسجد حرم کے امام و خطیب تھے، پھر ان کے نگراں منصب "شیخ الخطباء والائمة" پر فائز رہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم و قادری مرشد مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے دورانِ ملاقات اجازت و خلافت پائی۔ چند تصنیفات میں علمائے مکہ مکرمہ کا تذکرہ "نشر النور والزهر فی تراجم افاضل مكة من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر" آپ کی پہچان، جس کا اختصار مطبوع ہے [۹۵]، جس میں یہ الفاظ ہیں:

"العارف بالله الشيخ محمد بن على السنوسى المغربى الاصل، ثم المكى المالكى ... الامام الجليل الكبير، العلامة المحدث الشهير ... وصحب العارف بالله سيدى العلامة احمد بن ادريس واخذ عنه العلوم لقنه الذكرو والبسه الخرقة واجازه بالاجازة العامة والخاصة، وتخلف بعده بنى له بيتا وزاوية بجبل ابى قبيس وهى الى الآن موجودة عامرة." [٩٦]

۵ مفتی اعظم تیونس و قاضی شیخ محمد مخلوف نے مالکی علما کے تذکرہ میں اوصاف یوں بیان کیے:

"ابو عبد الله محمد بن على السنوسى الخطابى الحسنى، صاحب الجبل الاخضر الشهير الذكر الرفيع القدر، شيخ الاسلام والمسلمين، وارث علوم سيّد الاولين والآخرين، الفقيه الحافظ العالم العامل المحدث الجامع الولى المقرب، الواصل شهرته شرقا وغربا، تغنى عن

التعريف به، له صيت عظيم فى الجهات و ذكر جميل وكرامات، متين الدين، اتباعه يعدون بعشرات الملايين منتشرون باليمن والحجاز والشام والسود ان و مصر و صحراء افريقبة والجهات الغربية، و مركزه الجبل الاخضر بجغبوب القريب من بن غازى." [٩٧]

۞ قاہرہ کے مشہور عالم وشاذلی مرشد کبیر شیخ محمد زکی بن ابراہیم نے ایک سوال کے جواب میں مضمون بہ عنوان "سوال صوفى تاريخى وجوابه الطرق الصوفية فى العالم الا سلامى" قلم بند کیا، جس میں آج کی اسلامی دنیا میں رائج صوفیہ کے مشہور سلاسل نیز اہم شاخوں کا کسی قدر تعارف پیش کیا اور بعض سلاسل سے وابستگان کے ہاں درآئی بدعات منکرہ کا ردّو تعاقب، نیز براءت کا اظہار کیا۔ اس مضمون میں سنوسی سلسلہ کا تعارف اس عبارت سے ہوتا ہے:

فاما السنوسية: فقد اسسها الامام العلامة العارف با لله الجامع بين الجهادين، سيدى الشيخ محمد بن على السنوسى الكبير، وتتصل فى بعض اسناد ها با لشاذلية، وتعتبر هذه الطريقة المثل الحى الشرعى للتصوف الاسلامى فى امدافه ومناهجه، بوصف ان التصوف هو خلاصة الاسلام." [٩٨]

۞ حکومت الجزائر کے قومی ادارہ برائے مکالمہ نے ملک کی تحریک وجنگ آزادی میں خانقاہی نظام [٩٩] کے کردار پر ہر سال یوم آزادی کے موقع پر دو

روزہ سیمینار منعقد کرنے کا اہتمام کیا، جسے "دور الزوایا ابان المقاومة والثورة التحریریة" نام دیا گیا۔ اس سلسلے کا پہلا سیمینار ۲۵ تا ۲۶ مئی ۲۰۰۵ء کو وہران شہر کی سانیا یونی ورسٹی میں منعقد ہوا، جس میں اہم علمی شخصیات نے مقالات پیش کیے۔ بعد ازاں وزارتِ مجاہدین الجزائر نے ابتدائی دو برس کے مقالات دو اجزا، لیکن ایک جلد کی شکل میں شائع کیے۔ پہلے سیمینار میں الجزائر یونی ورسٹی میں تاریخ کے سابق استاذ ڈاکٹر محمد طاہر عدوانی نے "الزاو یة تقود المقاومة وتشارک فی حرب التحریر" عنوان سے جو مقالہ پیش کیا، اس میں سنوسی صوفیہ کی خدمات کا ذکر آیا تو آپ کا تعارف ان الفاظ سے شروع کیا:

"هو السيد محمد بن على السنوسى الذى ولد و نشأ فى مدينة مستغانم بالغرب الجزائرى، وقد كان محبا للاسفار، سافرالى المملكة المراكشية، وقصد مدينة فاس و اقام فيها لطلب العلم، ودرس الطرق الصوفية على اشهر مشايخها، كا لطريقة القادرية والشاذلية والدرقاوية والناصرية والحبيبية والجزولية والزبانية والمحمدية والتيجانية." [١٠٠]

عقیدہ

سنوسی سلسلۂ صوفیہ کے سر تاج شیخ محمد بن علی سنوسی کی فکر و اعتقاد جاننے کے لیے ان کی اپنی تحریریں رہ نما ہیں، یہاں چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

۞ خاتم الانبیاوالمرسلین سیّدنا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی نورانیت اور اوّلین مخلوق ہونے کے بارے میں آپ کے الفاظ یہ ہیں:

"فانه صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين ونوره اوّل مخلوق" [۱۰۱]

۞ رسول اللہ ﷺ کی خواب اور حالتِ بیداری میں زیارت کو اہل اللہ کی کرامات میں شمار کیا۔ پھر کلام اساتذہ کی روشنی میں مریدین کو تلقین کی کہ درود و سلام بہ کثرت پڑھنے سے زیارت ممکن ہے۔[۱۰۲]

۞ نماز ادا کرنے کا طریقہ قرآن و سنّت سے استنباط کر کے شیخ سنوسی نے اپنی تحقیقات پیش کرنے کے دوران لکھا کہ التحیات اور درود ابراہیمی پڑھنے کے بعد حسب ذیل درود و دعا بھی نماز میں پڑھے جا سکتے ہیں، جو ہمارے استاذ ابو العباس عرائشی نے تجویز کیے ہیں:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَآئِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَمَلَكِ الْمَوْتِ وَحَمَلَةِ الْعَرْشِ وَعَلَى الْمَلَآئِكَةِ اَجْمَعِيْنَ وَعَلَى الْاَوْلِيَآءِ وَعَلٰى جَمِيْعِ عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ كُلِّ لَمْحَةٍ وَّنَفْسٍ عَدَدَ مَا وَسِعَهٗ عِلْمُكَ آمِيْن." [۱۰۳]

شیخ سنوسی نے یہ درود درج کرنے کے بعد اپنے مرشد کی ہی موزوں کردہ دعا دس سطور میں بیان کی، پھر لکھا کہ انھیں پڑھنے کے بعد دائیں بائیں سلام کر کے نماز سے باہر ہو جائے۔[۱۰۴]

۞ گزر چکا کہ آپ مالکی المذہب تھے۔ چناں چہ امام مالک بن انس (وفات ۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) کے حالات اور ان کی عظیم کتاب "المؤطا" کے تعارف واہمیت پر "مقدمة مؤطا الامام مالک" نام سے مستقل کتاب لکھی، جس میں المؤطا کے متعلق اکابر علما کی آرا، رواۃ المؤطا، مندرجات کا عمومی تعارف، امام مالک کے احوال، اُن سے روایت کرنے والوں کا ذکر، امام بارے اکابر کے اقوال، علم حدیث سے تعلق و اہتمام، وفات و مراثی اور پھر علم مصطلحاتِ حدیث شریف کا تعارف پیش کیا۔

ایک مقام پر بتایا کہ امام مالک درسِ حدیث سے قبل خاص اہتمام کیا کرتے۔ غسل یا وضو کے بعد اچھا لباس وعمامہ زیب تن کرتے پھر عطر لگا کر مقررہ مقام پر بیٹھ کر داڑھی ولباس درست کر کے مؤدّب ہئیت اختیار کرتے اور پر وقار طریقہ سے درس کا آغاز ہوتا اور حدیث بیان کرنے کے دوران اگر کوئی آواز بلند کرتا تو اسے آواز دھیمی کرنے کو کہتے، نیز قرآنِ مجید کی آیت کے حوالہ سے فرمایا کرتے کہ حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کرنے کے دوران کسی دوسرے کا آواز بلند کرنا، رسول اللہ ﷺ کی آواز پر اپنی آواز بلند کرنے کے مترادف ہے۔

درس کے دوران داڑھی، جسم اور لباس کو چھیڑنے سے گریز کرتے اور ادب وسکوت کی یہ کیفیت ہوتی کہ ایک بار بچھو کپڑوں میں گھس گیا اور سولہ بار ڈس لیا۔ تکلیف سے آپ کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا، لیکن صبر سے درس جاری رکھا۔ مجلس ختم اور لوگ منتشر ہو گئے تو سبب دریافت کیا گیا تو سارا واقعہ بیان فرماتے ہوئے کہا، حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم واجلال کے لیے صبر اور برداشت کیا۔

امام مالک عام حالات یا راستہ میں حدیث سے متعلق گفتگو سے اجتناب کرتے۔ چناں چہ ایک بار کسی طالبِ علم نے کھڑے کھڑے ایک حدیث دریافت کی تو اسے بیس چھڑی مارنے کی سزادی۔ پھر شفقت و مروّت کا رویہ اپنایا اور ایک کی بجائے بیس احادیث تعلیم فرمائیں۔ طالبِ علم نے عرض کیا:

کاش آپ چھڑی کی تعداد بڑھا دیتے اور اسی نسبت سے مزید احادیث بھی۔

آپ بڑھتی عمر اور جسمانی کم زوری کے باوجود مدینہ منورہ میں سواری کا استعمال نہیں کرتے اور فرماتے: جس شہر میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں، وہاں سوار ہونے کا کیسے سوچ سکتا ہوں۔ [۱۰۵]

۞ شیخ سنوسی کبیر نے بغية المقاصد تالیف کی تو آخری باب تزکیۂ نفس کے بیان پر مختص کیا، جس میں اکابر صوفیۂ کرام، حجۃ الاسلام غزالی، قطب ابوالحسن شاذلی، عارف باللہ سیّدی احمد بن عطاء اللہ اسکندری، سیّدی علی وفا، سہل تستری، عارف باللہ سیّدی احمد زروق، ابنِ عربی رحمهم الله تعالى اجمعين کے اقوال و تحریروں سے استدلال کیا۔ [۱۰٦]

۞ حضرت شیخ محمد بن علی سنوسی نے حضرت خضر سے متصل اپنے سلسلہ کی سند متعدد مقامات پر خود درج کی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرے اور نبی ﷺ کے درمیان محض چار واسطے ہیں، الفاظ یہ ہیں:

"اخذ نا عن شيخنا قطب العارفين، امام المحقّقين، مولانا السيد احمد بن ادريس عن شيخه العارف بالله السيد عبدالوہاب التازی. عن شيخه العارف بالله السيد

عبد العزيز بن مسعود الدباغ الفاسی عن سيدنا و مولانا ابی العباس الخضر عليه السلام عن النبی صلی الله عليه وسلم ---فتكون الوسائط بيننا وبين النبی صلی الله عليه وسلم اربعة، ولله الحمد وله شكر." [۱۰۷]

﴿۵﴾ اسی پر بس نہیں، بلکہ جن دیگر سلاسل تصوّف و صوفیہ میں مجاز تھے، ان کی اسناد بھی تفصیل سے بیان کرنے کا اہتمام کیا۔ جیسا کہ "المنهل الروی الرائق فی اسانيد العلوم واصول الطرائق" تالیف کی تو بارہ ابواب و خاتمہ میں منقسم و مرتّب کیا۔ پھر ابواب میں کتب حدیث، سیرت، تفسیر سے متعلّق اپنی اسناد متّصل درج کیں اور خاتمہ میں صوفیہ کے ان سلاسل کی اسناد نیز اوراد و اذکار، جن میں مختلف مشایخ سے اجازت و خلافت پائی۔

علاوہ ازیں اسناد صوفیہ کے بیان پر مستقل کتاب "السلسبيل المعين فی الطرائق الاربعين" نام سے ہے، جس میں چالیس کے قریب ان سلاسل کی اسناد درج ہیں جن میں مجاز تھے۔ ان میں اویسیہ، حلاجیہ، ملامتیہ، شطاریہ، مولویہ، قلندریہ، قادریہ، نقش بندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ سلاسل شامل ہیں۔ نقش بندی سلسلہ کی سند مولانا عبد الرحمٰن جامی کے طریق پر، جب کہ چشتیہ کی خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر سے متّصل، اور سہروردیہ کی حضرت سیّد جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت، حضرت ابو الفتح شاہ رکن الدین ملتانی، حضرت شیخ صدر الدین عارف ملتانی، حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمهم الله تعالیٰ کے طریق پر ہے۔

اور نقش بندی مجددی سلسلہ کی اپنی سند المنھل الروی میں درج کی، جو خواجہ محمد معصوم فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر ہے۔

مذکورہ دونوں کتب یعنی المنھل الروی اور السلسبیل المعین، آپ کے پوتا شاہ لیبیا سیّد محمد ادریس سنوسی کی اجازت و خواہش پر شائع کی گئیں اور اوّل الذّکر کے سرورق پر مصنّف کا نام ان الفاظ میں درج ہے:

"مولانا الاستاذ الاکبر العارف باللہ عمدۃ المتصرفین و خاتمۃ العلماء المحققین وقطب دائرۃ اهل الحق اجمعین۔ مؤسس الطریقۃ السنوسیۃ سیّدنا واستاذنا السیّد محمّد بن علی السنوسی الخطابی الحسنی الادریسی۔۔۔"

ایک الزام کا جائزہ

الجزائر، مراکش ولیبیا میں بالعموم مالکی مذہب رائج ہے، اور حضرت شیخ سیّد احمد بن ادریس نیز سنوسی تحریک کے اکابر کا تعلّق انھی ممالک سے تھا اور سبھی مالکی فقہ پر عمل پیرا تھے، لیکن شیخ احمد بن ادریس وطن کو خیر باد کہہ کر مکہ مکرمہ مقیم ہوئے تو کئی برس بعد تقلید کی بجائے اجتہاد کے داعی ہوئے اور آپ کے بعض خلفا بھی مؤیّد ہوئے تب علمائے مکہ مکرمہ اور شیخ احمد بن ادریس کے درمیان بحث و مناظرہ کی کیفیت غالب آئی اور ماحول میں حدّت اتنی بڑھی کہ بالآخر شیخ احمد بن ادریس مکہ مکرمہ سے نکل کر یمن جابسے۔ آپ نے تقلید و اجتہاد کے موضوع پر کوئی تصنیف یادگار نہیں چھوڑی۔

آپ کے خلیفۂ اعظم شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور دو کتب تالیف کیں: پہلے "ایقاظ الوسنان فی العمل با لحدیث والقرآن"، جس میں ترکِ تقلید اور اجتہاد کی اہمیت و ضرورت، قرآن مجید و حدیث سے استنباط کی ترغیب دی۔ پھر "بغیة المقاصد فی خلاصة المراصد" لکھی، جس میں ادائیگی نماز سے متعلّق دس مسائل کے بارے میں اجتہادی رائے پیش کی، جو بالعموم مالکی مذہب کے بر عکس تھی۔

اسی بات کو لے کر کئی عشرے بعد چودھویں صدی ہجری میں بعض نے لکھ دیا کہ شیخ محمد بن علی سنوسی، افکار و معتقدات میں شیخ احمد بن عبد الحلیم ابنِ تیمیہ (وفات ۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء)، نیز شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی (وفات ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء) سے متاثر بلکہ انھی کے پیروکار تھے۔

جب کہ حقیقت محض یہی ہے جو اوپر عرض کی گئی کہ ان دونوں اکابر، نیز ان سے متعلّق علمانے [۱۰۸] اجتہاد کا دروازہ علما کے لیے کھلا رکھنے کی تائید و حمایت کی۔ شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کی سات مطبوعہ تصنیفات راقم السطور کے پیشِ نظر ہیں اور ان میں کوئی بات سوادِ اعظم اہلِ سنّت و جماعت کے بنیادی عقائد کے منافی نہیں۔ ان کتب میں شیخ محمد بن عبد الوہاب کا نام یا کسی تصنیف کا ذکر تک نہیں اور مذکورہ دو کتب میں شیخ ابنِ تیمیہ کا ذکر ایک مقام پر لازم ٹھہرا تو یوں لکھا:

"ابن تیمیہ" [۱۰۹]

جب کہ انھی کتب میں سوادِ اعظم کے بعض ائمہ کا ذکر آیا تو یہ الفاظ لکھے:

"حجة الاسلام الغزالی قَدَّسَ اللهُ سِرَّهٗ" [۱۱۰]

"الامام فخر الدین الرازی" [۱۱۱]

"الشیخ الامام التقی السبکی" [۱۱۲]

علاوہ ازیں وہابی فکر کی ترویج واشاعت اور عقیدہ کے بیان پر شیخ سنوسی کا کوئی قول بھی راقم کے علم میں نہیں۔ آپ کے دوست مفسّر و مؤرّخ شیخ حسن عاکش نے حالات قلم بند کیے تو اس جانب کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ نیز مکہ مکرمہ و دیگر مقامات کے اکابر علما و صوفیہ نے آپ سے اخذ کیا، جن میں سے بعض کے نام گزر چکے اور اکابر علمائے اہل سنّت میں سے کسی نے شیخ سنوسی پر یہ الزام عائد نہیں کیا۔ مزید یہ کہ صوفیہ کے معتقدات آپ کی تصانیف میں بیان کرنے کا اہتمام ہے، جن کے چند نمونے گزشتہ صفحات پر پیش کیے گئے۔ یہاں دیکھنا ہوگا کہ الزام دینے والے کون لوگ ہیں اور ان کی ثقاہت کس قدر ہے۔

۞ امریکی مستشرق ڈاکٹر لوتھروپ سٹوڈارڈ (Lothrop Stoddard) جو ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔ ہارورڈ یونی ورسٹی سے ۱۹۱۴ء میں پی ایچ ڈی کی، نیز متعدد زبانیں جانتے تھے۔ انھوں نے اسلامی دنیا کے بارے میں انگریزی میں کتاب ***The New World of Islam*** تالیف کی، جو پہلی بار ۱۹۲۲ء میں چھپی۔

ڈاکٹر لوتھروپ کی اس کتاب کا عربی ترجمہ عجاج نویهض نے کیا، جو ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں لبنان کے مقام رأس المتن میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء میں وہیں وفات پائی۔ وہ مفکر، محقق، ادیب تھے اور قضیّہ فلسطین میں فعال اور القدس الشریف میں پچیس برس مقیم رہے۔ [۱۱۳]

شکیب بن حمود ارسلان نے اس عربی ترجمہ پر تقدیم و حواشی لکھے، نیز اضافات کیے۔ ان کی شخصیت علمی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ وہ ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء میں لبنان کے مقام شویفات میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۶ء میں بیروت میں وفات پائی اور وطن میں قبر بنی۔ ادیب و شاعر، مؤرّخ، مفکّر اور ''امیر البیان'' لقب تھا۔ عثمانی پارلیمنٹ میں رکن اور سلطنتِ عثمانیہ کے اہم مؤید، نیز بقاو استحکام کے لیے فعال رہے۔ متعدد زبانیں جانتے تھے، نیز یورپ و امریکہ کے دورے کیے اور پچیس برس جنیوا میں مقیم رہے، متعدد تصانیف ہیں۔ مذکورہ ترجمہ ''حاضر العالم الاسلامی'' نام سے پہلی بار ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا اور یہی تکمیلِ ترجمہ کا سال ہے۔[۱۱۴] اب یہ جدید انداز میں دو جلد کے ۱۲۸۶ صفحات پر مطبوع اور پیشِ نظر ہے۔

ڈاکٹر لوتھروپ نے ایک باب ''السنوسية'' عنوان سے لکھا[۱۱۵]، جس میں بتایا کہ

> ''آج کی اسلامی دنیا میں رائج صوفیہ کے جمیع سلاسل میں سے سنوسی سلسلہ سے وابستہ دراویش یورپ کے سب سے بڑے اور شدید دشمن ہیں، جن کا مقصد و ہدف کفّار سے جہاد اور مسلمانوں کو دشمن کے سامنے ایک صف میں کھڑا کرنا ہے۔ اس سلسلہ کے بانی سیّد محمد بن علی سنوسی تھے، جو غیر مقلّد اور مجتہد تھے۔''

امیر شکیب ارسلان نے ڈاکٹر لوتھروپ کی اس عبارت پر حاشیہ کے ذریعے قارئین کو آگاہ کیا کہ میں نے سیّد محمد بن علی سنوسی کے پوتا اور خلیفہ سیّدی احمد شریف سنوسی سے اس عبارت کی وضاحت چاہی تو انکار کرتے ہوئے

فرمایا، میرے دادا اسلاف کے راستہ پر تھے۔ شکیب ارسلان نے مزید لکھا، میں نے دیکھا تھا کہ سیّد احمد شریف سنوسی نماز میں قیام کے دوران احناف کی طرح ہاتھ باندھتے تھے، جب کہ مالکیہ کے ہاں ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا عمل ہے۔ چناں چہ میں نے دریافت کیا آپ مالکی المذہب ہیں، لیکن اس مسئلہ میں مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ تب جواب دیا، رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے اور میرے دادا نے بھی قابلِ احترام مالکیہ سے یہی اختلاف کیا تھا۔

مسٹر لوتھروپ نے اسی باب میں لکھا کہ قیام مکہ مکرمہ کے دوران شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی بعض وہابی افکار کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ یہاں امیر البیان شکیب ارسلان نے حاشیہ میں وضاحت کی کہ خود سنوسی حضرات اس الزام کا رد و انکار کرتے ہیں۔

سیّد احمد شریف سنوسی، جن سے امیر شکیب ارسلان کے گہرے مراسم تھے، ان کا تعارف آگے اپنے مقام پر آرہا ہے۔

۵ جن دیگر مصنّفین نے شیخ سنوسی کبیر کو وہابی افکار سے متاثر قرار دیا، ان میں اہم "الموسوعة الميسرة فى الاديان والمذاهب والاحزاب المعاصرة" نامی کتاب کے مصنّف ہیں۔ جو پہلی بار ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء اور دوسری بار ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء میں سعودی عرب کے سرکاری تبلیغی ادارہ "الندوة العالمية للشباب الاسلامی" (سال تاسیس ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء)، جسے عرفِ عام میں ***WAMY*** کہا جاتا ہے، نے ایک جلد کے ۵۷۶ صفحات پر شائع کی، جس پر مصنّف کا نام درج نہیں تھا۔ یہ کتاب آج کی دنیا بھر میں موجود ادیان، مذاہب اور

فکری جماعتوں کے مختصر تعارف و تاریخ پر مبنی ہے اور پہلی و دوسری اشاعت میں سنوسی سلسلہ و تحریک کے متعلق کچھ موجود نہیں۔

بعد ازاں مصنف نے مندرجات میں اضافہ کیا، جس میں ایک باب "السنوسية" عنوان سے ہے [۱۱۶] اور یہ اسی ادارہ نے تیسری بار ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء میں دو جلد کے ۱۲۲۷ صفحات پر شائع کی، جس پر مصنف کا نام ڈاکٹر مانع بن حماد جُہنی درج ہے، جو ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء میں سعودی عرب کے شہر ینبع کے نواح میں پیدا ہوئے، اور ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء میں سڑک حادثہ کے نتیجہ میں ریاض میں وفات پائی۔ امریکہ سے انگریزی میں پی ایچ ڈی کی، پھر ریاض یونی ورسٹی میں پروفیسر ہوئے اور ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء سے وفات تک مذکورہ ادارے کے جنرل سیکرٹری رہے، نیز مجلس شوریٰ کے رکن تھے اور عربی و انگریزی میں متعدد تصنیفات ہیں۔[۱۱۷]

ڈاکٹر مانع کی یہ کتاب جھوٹ اور الزامات کا مجموعہ ہے، جس کے جائزہ کے لیے الگ مضمون درکار ہے۔ اسی باعث یہ اہل علم میں "الموسوعة السیئة" نام سے مشہور ہے۔ سنوسی سلسلہ کے بارے میں ان کی تحریر کو ہی دیکھا جائے تو اس کے تعارف میں شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کی کسی ایک بھی تصنیف سے بہ راہِ راست اخذ نہیں کیا اور نہ ہی سلسلہ سے وابستہ اکابر میں سے کسی کی تحریر کا حوالہ دیا۔

ڈاکٹر عبد العزیز بن محمد آل عبد اللطیف، جو ڈاکٹر مانع کے مکتب فکر کے ہی فرد ہیں اور ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء میں ریاض میں پیدا ہوئے اور وہیں کی یونی ورسٹی میں پروفیسر ہیں، انھوں نے الموسوعة المیسرة میں درج محض چند

اغلاط و مہمل عبارات کی نشان دہی پر ایک مضمون قلم بند کیا، جو "ملاحظات علی الموسوعة المیسرة" عنوان سے ماہ نامہ "البیان" میں چھپا۔ نیز ان دنوں انٹرنیٹ پر موجود ہے۔

ڈاکٹر مانع نے کتاب کے مختلف مقامات پر مختلف جماعتوں اور افراد کے بارے میں جو لکھ دیا تھا کہ یہ شیخ محمد بن عبد الوہاب سے متاثر تھے، جن میں سنوسی اکابر بھی شامل ہیں، ڈاکٹر عبد العزیز نے مذکورہ مضمون میں اس نوع کی عبارات کے بارے میں یہ لکھا:

"کیا ہی اچھا ہوتا جو ڈاکٹر مانع اس دعویٰ کی کوئی دلیل و ثبوت بھی درجِ کتاب کرتے۔"

(۵) ڈاکٹر لوتھروپ اور ڈاکٹر مانع جہنی کے علاوہ ڈاکٹر علی محمد صلابی کی بھی اس نوع کی رائے پیشِ نظر ہے۔ جو لیبیا کے شہر بن غازی میں ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوئے اور مدینہ یونی ورسٹی سے بی اے، جب کہ ام درمان یونی ورسٹی سوڈان سے ایم فل نیز پی ایچ ڈی کی۔ پھر لیبیا کے صدر معمر قذافی کے بیٹے سیف الاسلام قذافی کے طویل عرصہ مقرب رہے، تا آں کہ آغاز ۲۰۱۱ء میں الگ ہوئے اور دوحہ قطر میں قیام کیا جہاں سے قذافی نظام کے خاتمہ میں کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر صلابی، عالم، مؤرّخ، سیاسی رہ نما اور صلح کل شخصیت کے مالک ہیں۔ گزشتہ چند برسوں میں ان کی ۳۵ سے زائد تصانیف اس تیزی و تسلسل سے شائع ہوئیں کہ ہر دو تین ماہ میں ضخیم کتاب بازار میں آگئی۔ ان کا کام غیر معیاری اور محض متعلقہ مواد کو جمع کر دیا، تحقیق اور چھان بین کے عمل سے نہیں گزارا۔ الغرض شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کے احوال پر کتاب لکھی تو نہ صرف اس الزام کو بیان

کیا، بلکہ مبالغہ سے کام لیا۔ [۱۱۸] یہاں ان کی عبارات کا تفصیلی جائزہ وجواب کی حاجت نہیں۔ محض اتنا اشارہ کافی ہو گا کہ خود وہابیہ نے ان کے تعاقب میں لکھ دیا۔ چناں چہ کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ایک طویل تحریر "الدرر البهية فی بيان ضلال عقائد الفرقة السنوسية" عنوان سے بہ قلم محمودی ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ آپ طبقۂ صوفیہ میں سے تھے اور خود وہابیہ کے افکار سے کوئی تعلق نہ تھا۔

محمودی کی مذکورہ تحریر کی تائید میں لیبیا کے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم کا مضمون "الشعوذة والسحر والاساطير الموجودة فی کتب السنوسی الكبير" بھی انٹرنیٹ پر دست یاب ہے۔

۞ عرب دنیا کے بعض اہلِ سنّت کی تحریریں "حول العلاقة بين السنوسية والوهابية" عنوان سے ہیں، جن میں بتایا گیا کہ سنوسی کبیر کو وہابی قرار دینے کا آغاز مستشرقین نے کیا اور اب یہی کچھ بعض ممالک کی جامعات کے نصاب میں نیز ان دنوں انٹرنیٹ پر ہے، جو آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف اور محض افترا ہے، جس کا مقصد تحریک کی جہادی خدمات کو اپنے کھاتہ میں ڈالنے کی ناکام ومذموم کوشش ہے۔

انٹرنیٹ پر ہی شیخ محمد صادق کا سات اقساط پر مشتمل مضمون "الحق المبين فی عقائد السنوسيين" بھی اہم و قابلِ ذکر ہے، جو محمودی کی تحریر الدرر البهية کے علاوہ سالم علی نامی کسی وہابی کے مضمون "الضلال المبين فی عقائد السنوسيين" کے ردّو تعاقب میں ہے۔ جس میں شیخ محمد صادق نے

سنوسی مشائخ کے حوالہ سے عقائد و معمولات سواد اعظم اہل سنّت کی بہ خوبی توضیح وتشریح کی ہے۔

اور یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ وہابی تحریک کے آغاز سے اب تک اس سے وابستہ افراد کے ہاتھ امتِ مسلمہ کے خون سے رنگین ہیں۔ جب کہ سنوسی تحریک سے متعلّقین نے اپنے دور کی عالمی طاقت اور استعماری قوت برطانیہ، اٹلی، فرانس کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور شرعی جہاد کیا، نیز اتّحاد بین المسلمین کے لیے کوشاں رہے۔ گویا فکر و اعتقاد کے پس منظر میں دونوں کی ترجیحات اور راستے جدا جدا رہے۔

آخر میں واضح رہے کہ بعد کے دور میں محمد بن علی سنوسی نام کی ایک اور شخصیت بھی گزری ہیں، جو ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں سعودی عرب کے جنوبی صوبہ کے شہر جیزان میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء میں وفات پائی۔ اپنے دور کے مشہور ادیب و شاعر، نیز کئی شعری مجموعے ہیں اور متعدد ایوارڈ حاصل کیے، نیز "شاعر الجنوب" لقب تھا۔[۱۱۹]

شیخ سیّد محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی

طرابلس کے قریب علاقۂ جبل الاخضر کے شہر البیضاء کے قریب مقام ماسہ میں ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے اور چاڈ کے مقام "قِرو" میں فرانسیسی استعمار سے جہاد کے دوران ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء میں شہید ہوئے۔ عالم و حافظ، مصلح، مرشد، مجاہد کبیر تھے۔ شیخ سیّد عمران بن برکہ وغیرہ سنوسی اکابر سے تعلیم حاصل کی اور سات سال کی عمر میں ۱۸۵۱ء کو والد گرامی نے حجاز مقدس طلب کیا۔ جب مدینہ منورہ حاضر ہونے تو والد کی خواہش و گزارش پر روضہ مطہرہ شریفہ کے خدام آپ کو اندر لے گئے جہاں کچھ دیر پردوں کے نیچے کھڑے رکھا۔ پھر آپ کے جد اعظم سیّدنا محمد ﷺ کے روضہ شریفہ کا اندرونی دروازہ کھولا اور اندر لے گئے، جہاں انھیں دوسرے پردوں کے نیچے کھڑا کیا اور اکیلے چھوڑ کر خدام باہر آ گئے۔ سید محمد مہدی سنوسی کافی دیر تک روضہ اقدس کے اندر تنہا رہے۔ حجاز مقدس میں والد گرامی سے اخذ کیا اور سات برس بعد بارہ ربیع الاول ۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۷ء کو واپس جغبوب پہنچے جہاں شان دار استقبال کیا گیا۔ جب والد نے وفات پائی تو عمر سولہ سال تھی، آپ سجادہ نشین و خلیفہ ہوئے اور والد گرامی کے اکابر خلفا شیخ سیّد عمران بن برکہ وغیرہ کی رہ نمائی میں سنوسی خانقاہ کے افعال و اعمال کو آگے بڑھایا۔ آپ کے دور میں سنوسی دعوت کو خوب فروغ و

عروج ملا اور تحریک کا پیغام لیبیا سے نکل کر سوڈان تک پہنچا۔ چناں چہ ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں مرکز کو جغبوب سے سوڈان کی جانب صحرائی مقام الکفرۃ [۱۲۰] منتقل کر کے وہاں خانقاہ تاج قائم کی، جہاں قبائل کو تعلیم سے آراستہ کرنے کے ساتھ اسلحہ کے استعمال کی تربیت دی گئی۔ مؤرّخین کے بہ قول ۱۸۸۰ء میں سنوسی جماعت کے ہاں قبائلی مجاہدین و تربیت یافتہ رضاکاروں کی تعداد چوّن ہزار تھی اور الکفرۃ مرکز میں تربیت کے اہتمام سے ان میں مزید اضافہ ہوا۔

فرانسیسی استعمار سے آزاد کرائے گئے علاقوں میں نظام چلانے اور جہادی اعمال کو منظّم کرنے کے لیے آپ نے سنوسی اکابر کی مجلس تشکیل دی، جس میں تمام فیصلے کیے جاتے۔ اس مجلس میں شیخ احمد بن عبد القادر ریفی کو سیّد محمد مہدی سنوسی کے مشیر خاص اور وزیرِ اعظم کی سی حیثیت حاصل تھی اور شیخ سیّد عمران بن برکہ اس مجلس کے سربراہ و اسپیکر تھے۔ لیبیا اور اس کے گرد و نواح کے ممالک کو استعماری قوتوں سے آزاد کرانے کے لیے سنوسی زعما کس قدر متحرک تھے، اس کا اندازہ یوں لگانا آسان ہے کہ شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی کے ہاں محض ذاتی استعمال کے لیے پچاس بندوقیں تھیں، جنھیں خود ہی صاف و تیار کیا کرتے کسی کی مدد لینا پسند نہ تھی۔ جب وفات پائی تو حجازِ مقدّس، لیبیا، سوڈان، مصر میں ایک سو چھیالیس مراکز و خانقاہیں یادگار چھوڑیں۔

شیخ سیّد عمران بن برکہ کی بیٹی سیّدہ فاطمہ سے یکم محرم ۱۲۷۶ھ کو شادی ہوئی، جن سے شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی پیدا ہوئے، جو آزاد مملکت لیبیا کے حکم راں ہوئے۔

عارف باللہ مجاہدِ کبیر سیّد محمد مہدی سنوسی کے فرانسیسی استعمار سے متعدد معرکے برپا ہوئے اور ایسی ہی ایک جھڑپ میں قِرو کے مقام پر شہادت پائی۔ شیخ احمد بن عبد القادر ریفی کی تجویز و سرپرستی میں جسدِ خاکی قِرو سے الکفرۃ لاکر خانقاہ تاج میں سپردِ خاک کیا گیا، اطالوی استعمار کے دنوں میں وہیں کی خانقاہ الجوف میں مزار منتقل کیا گیا۔ جب لیبیا آزاد ہوا اور بیٹے سیّد محمد ادریس سنوسی ملک کے سربراہ ہوئے تو ان کے حکم پر وہاں سے برقہ لے جاکر دفن کیے گئے۔ اکتوبر ۱۹۵۱ء سے دسمبر تک یعنی تین چار ماہ مزار وہیں پر رہا، پھر بیٹے شاہ لیبیا سیّد ادریس کو خواب میں فرمایا کہ مجھے یہاں سے نکال کر وہیں لے جاؤ جہاں پہلی بار تدفین ہوئی چناں چہ جسدِ خاکی واپس الکفرۃ کی خانقاہ تاج منتقل کیا گیا، جہاں مزار واقع ہے۔

شیخ عبد المالک طرابلسی نے الفوائد الجلیۃ میں مزار کی منتقلی کے واقعات کسی قدر فرق و اختلاف کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ان کی تحقیق ہے کہ شیخ سید مہدی سنوسی لکڑی کے صندوق میں قِرو میں ہی سپرد خاک کیے گئے۔ کچھ عرصہ بعد شیخ احمد بن عبد القادر قلعی ریفی کے فرزند محمد ریفی نے وفات پائی تو انھیں بھی لکڑی کے صندوق میں آپ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جب فرانسیسی افواج نے سوڈان کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اس خوف سے کہ وہ دونوں قبور کی بے حرمتی کے مرتکب ہوں گے، سنوسی افراد دونوں صندوق نکال کر الکفرہ ساتھ لے گئے۔ جہاں شیخ احمد ریفی کی خواہش پر ان کے بیٹے کی نعش کو صندوق سے نکال کر عام قبرستان میں جب کہ شیخ سید مہدی سنوسی کا صندوق مسجد کے ایک کونہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ جب اس علاقہ پر اطالوی فوج قابض ہوئی تو آپ

کی قبر کھود ڈالی اور صندوق کھولا تو عمامہ و عصا کے سوا کوئی چیز ان کے ہاتھ نہ لگی چناں چہ صندوق بند کر کے اسی جگہ دفنا دیا۔

پھر ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں آپ کے فرزند سید محمد ادریس سنوسی لیبیا کے حکم ران تھے تو ان کا ارادہ ہوا کہ والد کے مزار کو الکفرہ سے ان کے مقام ولادت خانقاہ علاقہ البیضاء میں منتقل کیا جائے جہاں دیگر سنوسی اکابر مدفون اور تحریک کا مرکز و دارالحکومت ہے۔ تاکہ لوگوں کو زیارت میں آسانی ہو۔ چناں چہ انھوں نے مزار منتقل کرنے کا حکم جاری کیا اور اس پر عمل کے لیے کمیٹی تشکیل دی۔ متعلقہ حضرات گاڑیاں اور دیگر ضروری سامان لے کر الکفرہ پہنچے، جہاں مقامی آبادی کی طرف سے اس فیصلہ پر شدید احتجاج سامنے آیا۔ تب اسی رات مزار کے خادم و متولی کو سید محمد مہدی سنوسی خواب میں آئے اور فرمایا تم لوگ مطمئن و خاموش رہو، میں تم لوگوں کے ہاں واپس لایا جاؤں گا۔ چناں چہ کمیٹی کے افراد آپ کے صندوق کو نکال کر روانہ ہو گئے اور راستہ میں خلق کثیر زیارت کے لیے جمع ہو گئی۔ جب یہ قافلہ البیضاء کے نزدیک پہنچا تو شاہ محمد ادریس خود استقبال کے لیے نکلے لیکن ایک ہول ناک طوفان نے قافلہ کو آلیا، جس نے درخت اور کھمبے اکھاڑ پھینکے اور ہاتھ سجھائی دینا محال ہوا۔ اس پر خاندان سنوسی کے افراد، حکام اور خود شاہ ادریس نے اسے خدائی حکمت خیال کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش روک دی اور صندوق کو واپس الکفرہ اسی مقام پر لے جانے کا حکم دیا۔ تب یہ خوف ناک طوفان لمحوں میں تھم گیا۔

بعض نے کہا کہ شیخ سید محمد مہدی سنوسی نے "مہدی منتظر" ہونے کا دعویٰ کیا، لیکن شیخ عبدالمالک طرابلسی اسے محض الزام قرار دے کر مسترد

کرتے ہیں۔ہاں آپ کے افعال اور انجام وصندوق کا حال سن کر دوسروں نے ایسا کہا۔[۱۲۱]

جنوری ۲۰۱۲ء کے آغاز میں انتہا پسند گروہ کے چند افراد شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی کے مزار کی عمارت میں گھس گئے اور وہاں مدفون آپ سمیت سترہ اکابر وخواتین کے مزارات کھود ڈالے اور مرد وخواتین سب کے جسدِ خاکی نکال کر لے گئے اور کسی نامعلوم جگہ پر دبا دیے، جنھیں فوج نے چند دن میں تلاش و برآمد کرلیا اور واپس اپنے مقام پر لائے گئے۔اس موقع پر شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی کا جسد صحیح سلامت دیکھا گیا اور دریافت کے اس عمل کی فلم ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ کی ویب سائٹ ***YouTube*** میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

واضح رہے مہدی سنوسی اور مہدی سوڈانی دو الگ الگ شخصیات ہیں۔ دونوں ایک ہی دور میں گزرے ہیں، نیز دونوں ہی استعماری قوتوں سے برسرپیکار رہے۔[۱۲۲]

شیخ سیّد عمران بن برکہ

لیبیا کے شہر طرابلس سے مشرقی جانب ۱۵۸ کلومیٹر پر واقع ساحلی مقام زلیتن یا زلیطن کے قبیلہ فواتیر کے مذہبی گھرانہ میں ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں "جغبوب" میں وفات پائی۔ [۱۲۳] مالکی عالم جلیل، مدرّس، مربی، مجاہد، شاعر، معمر، ابو موسیٰ کنیت تھی۔ آپ ۱۲۳۸ھ میں طرابلس گئے، جہاں عارف باللہ شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی سے ملاقات و تعارف ہوا اور پھر کئی برس بعد تقریباً ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں برقہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دینی علوم کی تکمیل کی، جس کے بعد البیضاء شہر میں واقع سنوسی خانقاہ و مدرسہ میں مدرّس پھر جغبوب کے دعوتی مرکز میں صدر مدرّس تعینات کیے گئے۔ مرشد و استاذِ گرامی کے معتمدِ خاص تھے، نیز سنوسی حلقوں میں اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ جب استعمار کے خلاف سنوسی مشائخ کی سرگرمیوں نے تحریک کی شکل اختیار کر لی تو آپ سر کردہ رہ نماؤں میں سے تھے۔ اور ۱۲۶۸ھ میں مرشد کے ہم راہ حج و زیارت کے مناسک ادا کیے۔

شیخ سیّد عمران زلیطنی کے شاگردوں میں مرشدِ گرامی کے دو فرزند جلیل شیخ سیّد محمد شریف سنوسی اور شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی شامل ہیں۔ یکم محرم ۱۲۷۶ھ کو آپ کی دو بیٹیاں مرشد کے ان دونوں فرزندان کے عقد میں آئیں اور

اول الذکر یعنی سید محمد شریف سنوسی کے ہاں شیخ احمد شریف سنوسی تولد ہوئے۔ ان دونوں اکابر کا تعارف آگے آرہا ہے۔

دیگر شاگردوں میں شیخ فالح ظاہری مدنی اور شیخ محمد بن سیف بن مقرب کے نام اہم ہیں۔

شیخ عمران زلیطنی نے ان مصروفیات کے ساتھ شاعری میں بھی طبع آزمائی کی اور مرشدِ گرامی، نیز شیخ محمد مہدی سنوسی کی مدح میں قصائد موزوں کیے۔ عمر مبارک نوّے برس کے قریب ہوئی تو ظاہری بینائی انتہائی کم زور ہو گئی۔ چناں چہ ۱۲۹۴ھ میں علاج کے لیے مصر لے جائے گئے، لیکن افاقہ نہیں ہوا، بالآخر بصارت مکمل جاتی رہی۔ صاحب "شجرة النورالزكية" نے آپ کا نام ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا:

"ابو موسىٰ عمران بن بركة الزليتنى الطرابلسى الشريف الحسنى العلامة الخير البركة الفقيه الفاضل الاستاذ الكامل." [۱۲۴]

شیخ سیّد احمد بن عبد القادر مازونی قلعی ریفی

لیبیا کے علاقہ ''قلعیہ'' کے دیہات میں ۱۲۴۴ھ / ۱۸۲۸ء میں پیدا ہوئے، جسے ریف کہا گیا، اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں وہیں کے مقام الکفرۃ میں وفات پائی۔ استاذ العلماء، مجاہد، مالکی المذہب، شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی سے ۱۲۶۶ھ میں وابستہ ہوئے، آپ کے دوسرے اہم شاگرد و خلیفہ۔ شیخ سیّد احمد ریفی کے اہم شاگردوں میں مرشد گھرانہ کے شیخ سیّد محمد شریف سنوسی، شیخ محمد مہدی سنوسی، شیخ احمد شریف سنوسی، شیخ محمد ادریس سنوسی رحمهم الله تعالی شامل ہیں۔ [۱۲۵] آپ کا مزید ذکر آگے آرہا ہے۔

آپ کے پوتا شیخ سیّد احمد عرف حمیدہ بن محمد بن احمد بن عبد القادر ریفی رحمهم الله تعالی بھی آپ کے شاگرد اور جیّد علما میں سے تھے، انھوں نے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔[۱۲۶]

شیخ سیّد فالح بن محمد ظاہری مہنوی حسینی

مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے درمیان واقع شہر رابغ کے نزدیک ایک گاؤں میں ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ابو النجاح، ابو الیسر، محدّث و مسندِ مدینہ منورہ، لغوی، ادیب و شاعر، متعدد علوم کے ماہر، صوفی و سیاح تھے۔ ابتدائی تعلیم رابغ کے سنوسی مدرسہ میں حاصل کی پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور مسجد نبوی میں اکابر علما سے اخذ کیا۔

۲۵/ذی قعدہ ۱۲۶۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہی شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی سے ملاقات ہوئی پھر اگلے سات برس تک سفر و حضر میں ان کی خدمت میں حاضر رہے اور بھرپور استفادہ کیا۔ صحاح ستّہ و دیگر کتب حدیث پڑھیں، نیز صوفیہ کے اوراد و اذکار میں اجازت و خلافت پائی اور ان کی معیت میں تین حج ادا کیے۔

شیخ فالح ظاہری کے دیگر اہم اساتذہ میں شیخ سیّد ابو موسیٰ عمران بن برکہ ہیں، جن سے طویل عرصہ استفادہ اٹھایا اور مدینہ منورہ میں شیخ عبد الغنی بن ابی سعید مجدّدی دہلوی سے اخذ کیا اور بارہا مصر کا سفر کیا، جہاں اکابر علمائے ازہر سے تعلیم و اجازت پائی۔ مصر کا پہلا سفر ۱۲۷۱ھ میں اور آخری ۱۳۱۳ھ میں کیا۔

۱۳۰۹ھ میں عثمانی دار الخلافہ استنبول تشریف لے گئے۔ یہ سلطان عبدالحمید دوم (وفات ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء) کا دور تھا،[۱۲۷] جنھوں نے قدر و منزلت سے دیکھا اور اپنے محل میں علمِ حدیث کا مدرّس مقرر کیا۔ آپ وہاں چند برس رہے، بالآخر محلات کی زندگی سے اکتا کر ۱۳۱۴ھ کے اوائل میں "مدرّس مسجد نبوی" کی تعیناتی کا پروانہ لے کر مدینہ منورہ آگئے۔

مسجد نبوی میں آپ کا حلقۂ درس نمایاں رہا، جس میں مشرق و مغرب کے علما و طلبا حاضر ہوا کرتے اور حاضرین تعلیم کے ساتھ حدیث وغیرہ علوم میں روایت کی اجازت حاصل کرتے۔ آپ اپنے دور کے عالی الاسناد علما میں سے تھے، اسی باعث "مسند المدینہ" کہلائے۔ آپ سے اجازت پانے والوں میں محدّث حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی، محدّث مراکش و مسند العصر صاحب "فهرس الفهارس" شیخ سیّد محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتانی، خطّۂ ہند کے اہم عالم مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی رحمهم الله تعالی شامل ہیں۔

شیخ سیّد فالح ظاہری نے آٹھ سے زائد تصانیف یادگار چھوڑیں۔ صحیح بخاری و موطا امام مالک پر حواشی لکھے اور فقہ پر انجح المساعی فی الجمع بین صفتی السامع والواعی، جو پہلی بار ۱۳۳۱ھ میں ۱۵۹ صفحات پر چھپی۔ علم روایت و اسانید پر تین کتابیں لکھیں: بڑی، متوسّط، مختصر۔ ان میں جامع کا نام شیم البارق من دیم المهارق ہے، جس کا قلمی نسخہ رباط مراکش کے شاہی کتب خانہ کے ذخیرۂ کتانی میں زیرِ نمبر ۱۳۶۰ محفوظ ہے۔ اور متوسّط، ماتشدّ الیه فی الحال حاجة الطالب الرحال، جب کہ مختصر کا نام حسن الوفا لاخوان الصفا ہے، جو پہلی بار ۱۳۲۳ھ میں اسکندریہ مصر سے ۶۹ صفحات پر

چھپی۔ بعد ازاں مکہ مکرمہ کے شافعی عالم و مسند العصر شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی (وفات ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ دار البشائر بیروت نے ۱۴۰۸ھ میں دوسری بار ۸۸ صفحات پر پھر ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں ضمن مجموعہ شائع کی۔ حسن الوفا کی پہلی اشاعت پر اسکندریہ کے دو علما نے نظم و نثر میں تقاریظ لکھیں، جن کے نام یہ ہیں: شیخ مصطفیٰ حماد، شیخ محمد خفاجی رحمهم الله تعالی، اور دونوں ہی نے تاریخ طباعت اخراج کیں۔

سنوسی سلسلہ و تحریک کے بانی شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کی وفات کے بعد اکابر کی جو مجلس اعلیٰ تشکیل دی گئی، آپ اس کے رکن تھے۔[۱۲۸]

شیخ سیّد محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی

لیبیا کے علاقہ برقہ کے مقام درنہ میں ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء کو پیدا ہوئے اور ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء کو بہ قول دیگر ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۷ء میں جغبوب میں وفات پائی اور وہیں والد گرامی کے پہلو میں قبر بنی۔ ۱۲۶۸ھ کے آخر میں والد نے حجاز مقدس طلب کیا اور سب نے مل کر حج ادا کیا۔ اور سات برس قیام کے بعد ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۷۵ھ کو واپس جغبوب پہنچے جہاں بھرپور استقبال کیا گیا۔ مالکی عالم، تحریک کی سرگرمیوں میں مشیر، سنوسی تحریک سے وابستہ اکابر سے تعلیم پائی جن میں والد ماجد کے علاوہ شیخ سیّد عمران بن برکہ اور شیخ احمد ریفی اہم ہیں۔ پھر عمر بھر درس و تدریس سے وابستہ رہے اور جغبوب میں مدرسہ کے سربراہ ہوئے، جو جماعت کا مرکز تھا اور وہاں مجاہدین علما و صوفیہ تیار کیے جاتے۔ لہٰذا مرکز کو فعال و مفید بنانے کے لیے آپ نے خاص توجہ مرکوز رکھی۔ مؤرّخین نے آپ کے حلقۂ درس کا بہ طورِ خاص ذکر کیا، جس میں تفسیر، حدیث، تصوّف، لغت وغیرہ موضوعات پر دروس میں آپ مصنّفین کی تحریروں کے اقتباس اور علما کے اقوال بلاتوقّف نیز مؤثّر انداز میں بیان فرماتے۔ اسی کے ساتھ حسب موقع اکابر کے اشعار بھی زبان پر ہوتے۔

آپ نے کتب کا عظیم ذخیرہ جمع کیا، جس میں بہت بڑی تعداد قلمی کتب کی تھی۔ کتابوں کے حصول کے لیے پوری اسلامی دنیا سے رابطہ میں تھے، چناں چہ کسی بھی جگہ سے کوئی نئی کتاب شائع ہوتی، آپ اسے حاصل کرنے کے لیے سرگرم و بے چین ہو جاتے۔ یوں جغبوب کے سنوسی کتب خانہ میں تفسیر، حدیث، اصول، فقہ، توحید وغیرہ موضوعات پر آٹھ ہزار کے قریب جلدیں موجود تھیں۔

آپ تعلیم و تربیت کا شعبہ سنبھالے، تحریک کا اہم ستون تھے اور وفات پائی تو جغبوب میں سرگرمیاں ماند پڑنے لگیں۔ چناں چہ طے پایا کہ اب "الکفرۃ" کو مرکز کی حیثیت دی جائے، جہاں آپ کے بڑے بھائی شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی مقیم تھے۔ وفات کے چند ہفتے بعد شیخ احمد بن عبد القادر ریفی اور شیخ محمد بو سیف مقرب کی معیت میں آپ کا گھرانہ جغبوب سے الکفرۃ منتقل ہو گیا اور وہاں سنوسی گھرانے کا کوئی فرد باقی نہ رہا، گو جغبوب خانقاہ کی سرگرمیاں اور وہاں اکابر کی آمد جاری رہی۔ شیخ سیّد محمد شریف سنوسی کی شادی ان کے استاذ گرامی شیخ سیّد عمران بن برکہ کی بیٹی سے یکم محرم ۱۲۷۶ھ کو ہوئی، جن سے فرزند جلیل شیخ سیّد احمد شریف سنوسی پیدا ہوئے۔[۱۲۹] سنوسی حلقے ۲۷ رمضان کو سید محمد مہدی سنوسی، سید محمد شریف سنوسی یعنی دونوں بھائیوں کا عرس مناتے ہیں۔

شیخ محمد بو سیف مقرّب حدّوث البرعصی

شیخ سیّد عمران بن برکہ کے اہم شاگرد، اور جب سنوسی تحریک کے اہم رہ نما شیخ عمر مختار شہید نے جہادی عمل کا آغاز کیا تو شیخ محمد بو سیف خانقاہ القصور میں صدر مدرّس و سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ سنوسی مشایخ اور مجاہدین کی شاعری کے ذریعے حوصلہ افزائی و مدد کرتے، اس باعث "شاعر الحضرة السنوسية" لقب ہوا۔ خانقاہ الکفرة میں ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۷ء بہ قول دیگر ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی۔ [۱۳۰]

شیخ عمر بن مختار شہید

طرابلس لیبیا کے صحرائی علاقہ برقہ کے مقام بطنان کے قبیلہ مِنفہ میں تقریباً ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں اطالوی استعمار نے سرِعام پھانسی دی۔ عالم، حافظ، صوفی، مجاہد کبیر تھے۔ شیخ سیّد حسن غریانی سے حفظ قرآن کریم کیا اور ابتدائی تعلیم کے بعد جغبوب کے سنوسی مرکز میں داخلہ لیا، جہاں شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی سے مزید شرعی علوم حاصل کیے، نیز خلافت پائی۔ دیگر اساتذہ میں شیخ سیّد فالح ظاہری مدنی اہم ہیں۔ شیخ عمر المختار کی مزید علوم پر دسترس کی خواہش و تمنا ناتمام رہی اور ۱۸۹۵ء میں مرشدِ گرامی نے برقہ ہی کے علاقہ جبل الاخضر کے مقام القصور کی خانقاہ سنوسیہ کا انتظام آپ کے سپرد کیا۔ اسی برس شیخ محمد مہدی سنوسی نے سوڈان کا سفر کیا تو آپ ہم راہ تھے، چناں چہ وہاں کے مقام کلک کی جملہ ذمہ داریاں آپ کو سونپ دی گئیں، جہاں سے ۱۹۰۳ء میں واپس القصور آئے۔ اور ۱۹۱۱ء میں اطالوی فوج نے شہر ''بن غازی'' اور اس کے اردگرد علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اس کے بعد شیخ عمر المختار کی تمام زندگی قابض فوجوں سے جنگ میں گزری۔ چناں چہ اطالوی افواج کے جنرل گریزینی نے تسلیم کیا کہ محض بیس ماہ کے دوران شیخ عمر المختار کے ساتھ ۲۶۳ معرکے برپا ہوئے۔ آپ کی سرپرستی میں یہ میدانی جہاد اگلے بیس برس تک

جاری رہا۔ بالآخر گرفتار کیے گئے اور اٹلی جیسے ملک کی تمام تر جدید اسلحہ سے لیس افواج اس ستر برس کے بوڑھے سے اتنی خوف زدہ تھیں کہ گرفتاری کے بعد محض چار دن میں مقدّمہ کی کارروائی مکمل کر کے سزائے موت تجویز کی اور پانچ ویں روز بن غازی کے مقام سلوق کے میدان میں پھانسی دے دی، جسے دیکھنے کے لیے ہزاروں افراد جمع کیے۔

آپ کے مرشد سیّد مہدی سنوسی فرمایا کرتے:

"اگر مجھے عمر المختار جیسے دس آدمی مل جاتے تو جملہ مقاصد کے حصول کے لیے کافی تھے۔"

شہادت پر پوری اسلامی دنیا میں رنج و ملال اور غم و غصّہ کا اظہار کیا گیا۔ اہلِ فلسطین، جنھیں استعماری و صہیونی سازشوں کا شدّت سے سامنا تھا، انھوں نے کسی خوف کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے فلسطین کے متعدد مدارس آپ کے نام موسوم کیے، نیز غزہ شہر کی مرکزی سڑک کو آپ کا نام دیا۔ آج بھی فلسطین کی ایک جہادی تنظیم "سرية عمر المختار" نام سے فعال ہے۔

شیخ عمر المختار کی شہادت پر امیر الشعراء احمد شوقی [۱۳۱] و غیرہ مسلم و غیر مسلم شعرا نے مراثی موزوں کیے۔ [۱۳۲]

گزر چکا کہ شیخ المجاہدین عمر المختار کو سلوق نامی مقام پر ہزاروں افراد کے سامنے میدان میں پھانسی دی گئی۔ سلوق ایک قصبہ ہے جو لیبیا کے دوسرے بڑے شہر بن غازی سے تقریباً پچاس کلو میٹر فاصلہ پر واقع ہے۔ اور اطالوی استعمار نے آپ کا جسد خاکی بن غازی کے محلہ صابری کے بڑے قبرستان سیدی عبید میں

خاموشی سے دفن کر دیا، اور قبر غیر معروف رہی۔ تا آں کہ عرصہ بعد قبر میں اتارنے والے شخص نے نشان دہی کی۔

لیبیا آزاد ہوا اور شیخ سید ادریس سنوسی ملک کے سربراہ ہوئے نیز بن غازی دارالحکومت قرار پایا تو ان کے حکم پر شہر کے نمایاں مقام پر آپ کا عظیم الشان مقبرہ تعمیر کیا گیا، پھر جسد خاکی قبرستان کے گوشہ سے نکال کر ایک عالی شان جلوس کے ہم راہ پارلیمنٹ کے سامنے میدان میں لایا گیا۔ جہاں ملک کے نام ور عالم، بن غازی کے سابق مفتی و قاضی القضاۃ، رئیس جامعہ اسلامیہ فضیلۃ الشیخ عبدالحمید الدیبانی ازہری جو ۱۹۵۸ء سے وزیر عدل نیز نائب وزیرِ اعظم تھے، ان کی اقتدا میں شیخ الشہداء عمر المختار شہید کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے شانہ بہ شانہ جہاد میں حصہ لینے والے متعدد مجاہدین اس اجتماع میں موجود تھے، جو تابوت کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لائے۔ اور عرب دنیا و دیگر ممالک کے وفود کی موجودگی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی، یہ ۷ اگست ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے۔ بعد ازاں دارالحکومت بن غازی آنے والے اعلیٰ سرکاری وفود آپ کے مزار پر حاضر ہو کر پھول پیش کیا کرتے۔

شاہ ادریس سنوسی کا تختہ الٹ کر معمر قذافی بر سر اقتدار آئے تو ان کے حکم پر ۱۶ ستمبر ۱۹۸۰ء کو شیخ عمر المختار کا جسد خاکی بن غازی کے وسط میں واقع اس عظیم الشان مزار سے نکال کر قصبہ سلوق کے اس مقام پر سپرد خاک کیا گیا، جہاں پھانسی دی گئی تھی۔ پھر دسمبر ۲۰۰۰ء کی ایک سرد رات کو بن غازی میں

آپ کے مزار کی عمارت بھی منہدم کرادی۔ جب کہ شیخ عمر المختار کے خاندان اور اہل لیبیا کا مطالبہ و مہم جاری ہے کہ بن غازی میں مزار کی عمارت دوبارہ تعمیر کر کے آپ کا جسد اقدس واپس لایا جائے، نیز اس مقام کی شان بان بحال کی جائے۔ مزار کے متعلق تفصیلات نیز اس کی تصاویر ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ میں دست یاب ہیں۔ جن میں بن غازی کے مشہور مؤرخ و محقق ڈاکٹر فرج بن عبد العزیز نجم کا مضمون "قصة ضريح و رمز الشهيد عمر المختار" اور سلیم نصر الرقعی کی تحریر "لماذا ازال القذافی ضريح المختار من بنغازی" شامل ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لیبیا کے دس دینار کے نوٹ پر شیخ الشہداء عمر المختار کی تصویر دی گئی ہے۔ نیز بئر الاشهب نامی سرحدی مقام کا ایئر پورٹ آپ سے موسوم ہے۔ اور ہر سال ۱۶ ستمبر کو آپ کا یوم شہادت سرکاری سطح پر منایا جاتا ہے، اور ملک کے صدر و دیگر اعلیٰ عہدیداران اس کے اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں۔

شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

سیّد احمد بن محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی ۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۳ء میں جغبوب میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں مدینہ منورہ کی خانقاہ سنوسیہ میں وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ صفی الدین، ابوالفضائل، مالکی عالم، حافظ، مجاہد، صوفی، نیز مسند و مصنّف اور سنوسی خانقاہ کے تیسرے سجادہ نشین و رہ نما تھے۔ خانقاہ جغبوب میں ہی تعلیم پائی اور اساتذہ میں نانا شیخ سیّد عمران بن برکہ، نیز والد شیخ سیّد محمد شریف سنوسی، چچا سیّد محمد مہدی سنوسی اور شیخ احمد بن عبد القادر ریفی وغیرہ اکابر شامل ہیں۔ آپ والد کی زندگی میں ہی ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء میں جغبوب سے الکفرۃ گئے، جہاں تعلیم کے ساتھ جہادی سرگرمیوں میں چچا کے معاون ہوئے، جو تحریک کے سربراہ تھے اور ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں ان کے ہم راہ چاڈ کے علاقہ قرو کا تبلیغی دورہ کیا اور جب چچا نے وفات پائی تو بارہ ربیع الاوّل ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء کے مبارک روز سجادہ نشین و جماعت کے سربراہ ہوئے پھر سنوسی تحریک کے اعمال کو آگے بڑھایا۔

۱۸۹۷ء میں سنوسی تحریک کے زیرِ اہتمام مدارس میں طالبانِ علم کی تعداد پانچ ہزار تھی، جن میں فقط جغبوب خانقاہ میں دو ہزار طلبا تھے اور ۱۹۰۰ء میں مجموعی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ ادھر مجاہدین کے لیے اسلحہ

خریدنے کے لیے طرابلس اور مصر میں مراکز قائم تھے اور ۱۸۹۰ء میں بندوقوں کی تعداد چھ سو تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں چاڈ پر مسلّط فرانسیسی استعمار سے نبرد آزمائی کے لیے شیخ احمد سنوسی نے بڑے پیانے پر اسلحہ کی فراہمی کے لیے کوششیں کیں۔

لیبیا ان دنوں عظیم اسلامی سلطنت خلافتِ عثمانیہ میں شامل تھا اور یہ سلطنت زوال پذیر تھی، لہٰذا استعماری قوتیں فرانس، اٹلی، برطانیہ اس کے مختلف حصّوں پر قابض ہونے لگیں۔ شیخ احمد سنوسی جماعت کے سربراہ تھے کہ اٹلی نے طرابلس پر قبضہ کرلیا تو آپ جہاد کے لیے مستعد ہوگئے۔ جہادی سرگرمیوں میں مالی تعاون کے لیے اسلامی دنیا کے عوام ان کی پشت پر تھے، ان میں مسلمانانِ ہند وافغانستان بھی اس جانب متوجہ تھے۔ افغانستان کے حکم ران شاہ حبیب اللہ نے ۱۹۰۲ء میں عوام سے فنڈ مہیا کرنے کی درخواست کی اور خود بھی عطیہ پیش کیا۔

شیخ احمد سنوسی نے ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء سے اگلے دس برس تک چاڈ میں فرانسیسی افواج کے خلاف جہاد کی قیادت کی اور جب اٹلی نے لیبیا پر قبضہ کرلیا تو واپس آئے اور ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۲ء سے ۱۹۱۵ء تک اطالوی استعمار کا مقابلہ کیا، جس دوران ۱۹۱۳ء میں لیبیا کے بعض علاقوں پر سنوسی مملکت کے قیام کا اعلان کیا۔ آپ ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۶ء تک تحریک کے سربراہ رہے۔ پہلی جنگِ عظیم کا آغاز ہوچکا تھا کہ مذکورہ برس شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور لیبیا میں اٹلی کے خلاف جہاد کی قیادت انھیں سونپ کر خود لیبیا کی سرحد پر واقع مصری شہر مرسٰی مطروح پہنچے۔ مصر ان دنوں برطانوی استعمار کے چنگل میں تھا۔ چناں چہ آپ نے جہادی سرگرمیاں جاری رکھیں اور وہاں آپ کی قیادت میں

صحرائی مقام سلوم کے قریب ۱۹۱۷ء میں بارہ ہزار سنوسی مجاہدین کا انگریزی فوج سے معرکہ برپا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہاں سے واپس جغبوب پہنچے۔

یہ ماضی کی عظیم الشان اسلامی سلطنت عثمانیہ کے آخری ایام تھے۔ جس کا دار الخلافہ آج کے شہر استنبول میں اور سلطان محمد وحید الدین خان (وفات ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) کا دَورِ حکم رانی تھا۔[۱۳۳] جن کی دعوت و خواہش پر مجاہدِ کبیر شیخ احمد شریف سنوسی اگست ۱۹۱۸ء میں وطن جغبوب سے ہجرت کر کے استنبول پہنچے۔ خلیفہ نے کمال قدر دانی سے کام لیا اور خدمات کے اعتراف میں تمغۂ مجیدی پیش کیا، نیز اعزازی وزیر کا رتبہ دیا تا آنکہ ۱۹۲۴ء میں سلطنتِ عثمانیہ کا کلّی خاتمہ اور ترکی میں مصطفیٰ کمال پاشا کا لادینیت پر مبنی نظام رائج ہوا تو اہلِ ایمان بالخصوص قائدین کا جینا دوبھر کر دیا گیا۔ چناں چہ آپ مصائب کا سامنا کرنے کے بعد دمشق پہنچے، جہاں الجزائر کی تحریکِ آزادی کے رہ نما امیر المجاہدین شیخ سیّد عبد القادر الجزائری کے پوتا شیخ سیّد سعید بن محمد پاشا الجزائری (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) کے مہمان ہوئے۔[۱۳۴] خطّۂ شام ان دنوں فرانس کی گرفت میں تھا، جس نے وہاں برداشت نہیں کیا۔ چناں چہ القدس الشریف حاضر ہوئے اور مفتیِ اعظم فلسطین شیخ سیّد محمد امین الحسینی (وفات ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء) کے ہاں قیام کیا، [۱۳۵] لیکن خطّۂ فلسطین برطانوی استعمار نے جکڑ رکھا تھا اس پر مزید یہ کہ صہیونی سازشیں اور عزائم عروج پر تھے۔ چناں چہ وہاں بھی آپ کا سانس لینا دوبھر کر دیا گیا۔ بالآخر حجازِ مقدس کی راہ لی اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں بقیہ زندگی بسر کی جہاں امّتِ مسلمہ کے درمیان صلح اور بھائی چارہ کی فضا قائم کرنے، درس و تدریس اور عبادات میں مشغول رہے۔ وفات پائی تو گورنر

مدینہ منورہ و دیگر اکابر نماز جنازہ میں حاضر ہوئے اور یہ مدینہ منورہ میں اس نوع کا بے مثل اجتماع تھا۔

فقیہِ ہند مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ مولانا ضیاءالدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔[١٣٦]

وفات پر اٹلی حکومت نے فرحت کا اظہار کیا اور جنرل ڈی پونو نے کابینہ کے اجلاس میں کہا: ہمارے ازلی دشمن کی موت سے شمالی افریقہ میں ہمارے مفادات کو درپیش خدشات بھی مر گئے۔ اطالوی اخبارات میں مسرت بھرے اداریے لکھے گئے۔ ادھر پوری اسلامی دنیا میں رنج و غم محسوس کیا گیا۔[١٣٧]

امیر البیان شکیب ارسلان اور شیخ احمد شریف سنوسی کے درمیان تب سے رابطہ تھا جب آپ برقہ لیبیا میں تھے پھر ١٩٢٣ء میں استنبول اور اس کے نواحی شہر مرسین میں اور بعد ازاں مکہ مکرمہ میں دونوں کے درمیان متعدد ملاقاتیں ہوئیں، نیز مراسلت رہی، پھر شکیب ارسلان نے آپ کے احوال و خدمات پر دو مضامین اور ایک کتاب لکھی[١٣٨] اور بتایا کہ ١٣٤٢ھ / ١٩٢٤ء کے ماہ رمضان میں مرسین شہر میں شیخ احمد سنوسی کی امامت میں مجھے ایک دوبار نماز تراویح ادا کرنے کا موقع ملا۔ آپ کا معمول تھا کہ تراویح کے دوران پانچ روز میں قرآنِ کریم ختم کیا کرتے اور تراویح کا دورانیہ دو گھنٹے سے زائد جاری رہتا، اس برس بھی چھ ختم کیے جب کہ عمر پچاس ساٹھ سال کے درمیان تھی۔

مزید لکھا کہ آپ خلافتِ عثمانیہ کے حلیف اور استنبول میں حکومت کے معزز و مکرم مہمان کے طور پر مقیم رہے۔ سلطان وحید الدین خان کے بعد ترکی میں خلافتِ اسلامیہ کی بقا کے حامیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی

خواہش ظاہر کی، لیکن آپ معذرت خواہ ہوئے اور عثمانی سلطنت کا خاتمہ ہوا تو استنبول میں ہی تھے۔ مصطفیٰ کمال کی نئی حکومت نے کچھ عرصہ تو برداشت کیا، پھر آپ کے اثر و نفوذ کی وجہ سے خوف زدہ ہوئی، نیز اٹلی کا دباؤ اور ناراضگی بھی نمایاں ہوئی۔ چناں چہ ایک واقعہ کو لے کر کمالی حکومت نے فی الفور ترکی حدود سے نکل جانے کا حکم صادر کیا اور اخبارات میں شائع کرایا کہ احمد شریف سنوسی سلطنتِ عثمانیہ کی بحالی کے لیے کوشاں پائے گئے، لہٰذا اس ''خیانت و غداری'' جیسے فعل کے باعث یہ حکم جاری کیا گیا۔

۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء میں امیر شکیب ارسلان حج کے لیے گئے تو مکہ مکرمہ میں آپ سے پھر ملاقات ہوئی۔ اسی برس انھوں نے جنیوا سوئٹزرلینڈ سے اخبار ''الامة العربية'' نیز فرنچ زبان میں ماہ نامہ ''منبر الشرق'' جاری کیے، جن کے صفحات عالمِ عرب کو بیدار کرنے نیز وہاں پر جاری آزادی کی تحریکوں کی معاونت کے لیے مختص تھے۔ امیر شکیب ارسلان کے بہ قول سنوسی مجاہدین اور انگریزی فوج کے درمیان مصر کے مقام مرسٰی مطروح میں جو معرکہ ہوا تھا اس کی تفصیل اس کے قائد و رہ نما سیّد احمد شریف سنوسی سے سن چکا تھا۔ بعد ازاں لندن میں واقع عراقی سفیر جعفر پاشا سے ملاقات ہوئی، جو اس معرکہ کے قائدین میں سے تھے، ان سے مجھے مزید تفصیلات بھی معلوم ہوئیں۔

امیر شکیب ارسلان نے مزید لکھا کہ شیخ احمد شریف سنوسی بیس برس تک عالمی استعماری قوتوں کے خلاف جہاد کی قیادت کرتے رہے اور آج کے دور میں خاتمۂ مجاہدینِ اسلام تھے۔ شیخ شامل داغستانی [۱۳۹] نے روس کے خلاف چالیس برس، پھر امیر عبد القادر الجزائری نے فرانس کے ساتھ سترہ برس جہاد

کیا۔ بعد ازاں، محمد بن عبد الکریم خطابی رَیفی[۱۴۰] فرانس و اسپین سے نبرد آزما رہے۔ پھر سیّد احمد شریف نے اٹلی کو ناکوں چنے چبائے جو سنوسی تحریک کی آخری کڑی تھے۔ جس جہاد کو ان کے دادا سیّد محمد بن علی سنوسی نے شروع کیا اور عظیم و منفرد مجاہد عمر المختار شہید نے عروج بخشا، افسوس کہ خلافتِ عثمانیہ کم زور و ضعیف ہو چکی تھی، اگر وہ اٹلی کے خلاف اس جہادی تحریک میں معاونت و سرپرستی کے قابل ہوتی تو آج تاریخ مختلف ہوتی اور یہ کہنا درست ہے کہ امّتِ اسلامیہ نیز خلافتِ عثمانیہ دونوں نے سیّد احمد شریف سنوسی کی اس درجہ قدر دانی نہیں کی جس کے وہ مستحق تھے۔

شیخ احمد شریف سنوسی کے دوسرے اہم سوانح نگار ان کے سیکرٹری و خادمِ خاص شیخ عبد المالک بن عبد القادر طرابلسی ہیں، جو قیامِ ترکی سے وفات تک ہر مقام پر خدمت میں حاضر رہے۔ انھوں نے لکھا کہ جب آپ عثمانی خلیفہ کی دعوت پر استنبول پہنچے تو خلیفہ نے اپنا نائب و نمائندہ تعینات کرنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن آپ معذرت خواہ ہوئے اور جب ترکی چھوڑا تو براستہ لبنان شام پہنچے، وہاں سے بیت المقدس حاضر ہوئے اور شام واپس آکر دو ماہ بعد براستہ ریاض و نجد، حجازِ مقدس پہنچے۔ جدّہ میں شاہ عبد العزیز آل سعود سے ملاقات ہوئی۔ حج ادا کیا اور پھر طائف گئے، جہاں سے اپنے دادا مرشد شیخ احمد بن ادریس کے مزار کی زیارت کے لیے صبیا گئے۔ اس دوران آل سعود اور حاکمِ عسیر و جازان سیّد حسن بن علی ادریسی کے درمیان معاہدہ طے کرانے میں کردار ادا کیا اور ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء میں واپس مکہ مکرمہ آئے اور پھر مدینہ منورہ کی راہ لی۔

شیخ عبد المالک طرابلسی نے بتایا کہ آپ سے متعدد کرامات ظاہر ہوئیں۔ پھر چند کرامات مضمون میں بیان کیں۔[141]

سید احمد شریف کی عادت و معمول تھا کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر متعدد اکابر کی طرف سے اکتالیس جانور خود ذبح و قربان کیا کرتے۔ ان میں رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین رضی اللہُ عنہم، حضرت حسن، حضرت حسین، سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہُ عنہا، امہات المومنین رضی اللہُ عنھن، اور مشہور اسلامی شخصیات اپنے دادا سید محمد بن علی سنوسی، والد سید محمد شریف سنوسی، استاذ احمد بن عبد القادر ریفی، نانا سید عمران بن برکہ شامل ہیں۔ شیخ عبد المالک طرابلسی جو پندرہ برس تک آپ کے خادم رہے، ان کا قول ہے کہ جب بڑھاپے کی وجہ سے آپ کے ہاتھ کانپنے لگے تو میں ذبح میں مدد کرتا۔

تصانیف

عارف باللہ شیخ سیّد احمد شریف سنوسی نے درس و تدریس، جہاد، سماجی خدمات اور بہ کثرت اَسفار کے ساتھ تصنیف و تالیف کے ذریعہ بھی امتِ مسلمہ کی رہ نمائی و خدمت کی۔ تین موضوعات علم روایت و اسناد، تاریخ اور جہاد پر متعدد کتب یادگار چھوڑیں، جن کے نام یہ ہیں:

۞ الانوار القدسیة فی مقدمة الطریقة السنوسیة، جس کا مزید ذکر آگے آرہا ہے۔

- الدرة الفريدة فى بيان مبنى الطريقة السنوسية المحمدية، آپ کی زندگی میں مطبع حجازیہ بمبئی سے ۲۷ صفحات پر چھپی، جس کا عکس انٹرنیٹ پر ہے۔
- الدر النضيد من كلام ساداتنا المفيد
- رسالة فى فضل الجهاد والحث عليه
- السراج الوهاج فى بيان رحلة السيد محمد المهدى وصنو السيد محمد الشريف من الجغبوب الى التاج، اپنے والد اور چچا کے ساتھ اسفار اور جہادی سرگرمیوں کی روداد
- الشموس الاشراقية فى ذكر مشايخ ساداتنا السنوسية الادريسية، چھ جلد کے پندرہ سو صفحات پر مشتمل قلمی نسخہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، جس کی دو جلدیں بہ خط مصنّف ہیں۔
- مختصر الشموس الاشراقية، کمپوز شدہ ان دنوں انٹرنیٹ پر ہے۔
- الفيوضات الربانية فى اجازة الطريقة الاحمدية الادريسية، مطبوعۂ استنبول، صفحات ۱۶
- فيوضات نفحات المواهب الرحمانية فى الطريقة السنوسية، سنوسی سلسلہ کا تعارف، نیز سلسلۂ روایت کے تقریباً تین سو مشائخ کے حالات، سترہ ابواب اور دو ضخیم جلدوں پر مشتمل، تکمیل تالیف ۱۳۴۶ھ، دوسرا نام ''فيوض المواهب الرحمانية'' ہے۔

 الکوکب الزاهر فی سماء مجد مجلی الظلام العاکر، جو کمپوز شدہ ۸۷ صفحات پر پیش نظر اور سنوسی کبیر نیز ان کے دونوں فرزندان کے بعض اسفار کی روداد واحوال پر مبنی ہے۔

"الانوار القدسیة" کے آغاز میں اپنے مشائخ کے نام و سنین ولادت و وفات درج کیے۔ پھر سنوسی سلسلہ کا تعارف پیش کیا، جس کے بعد اپنی اسناد و روایت بیان کیں، جو بالترتیب قرآنِ کریم، صحاح ستہ وغیرہ کتب احادیث، خرقۂ خلافت، خضریہ محمدیہ، ناصریہ، شاذلیہ، قادریہ، اویسیہ، نقش بندیہ سلاسل سے متعلق اسانید ہیں۔ آئندہ صفحات پر سنوسی اوراد کے متن نیز اسناد درج کیں۔ پھر اپنے دادا و سلسلہ کے سرتاج سنوسی کبیر کا تزکیۂ نفس بارے منظوم کلام بہ عنوان "الرائیة" نیز "السیر والسلوک فی بیان مراتب النفوس السبعة وما یتعلق بها" ہیں۔ آخر میں اعتکاف کے احکام و فوائد درج کیے اور حضرت شیخ احمد بن ادریس کی "القواعد" کا متن خاتمہ پر ہے۔ یہ پہلی بار ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء میں مطبع عامرہ استنبول سے ۱۱۷ صفحات پر چھپی، نیز آئندہ ۱۸۲ صفحات پر مجموعۂ اوراد شیخ سیّد احمد بن ادریس مطبوع ہیں اور ان دونوں کی یک جا اشاعت کا اہتمام آپ کے خادمِ خاص شیخ عبد المالک طرابلسی نے کیا جیسا کہ خاتمہ پر مذکور ہے۔[۱۴۲] اب ان دونوں کتب کو کمپیوٹر کتابت سے آراستہ نیز آغاز میں شیخ احمد شریف سنوسی کے احوال پر شیخ عبد المالک طرابلسی کا مضمون بھی شامل کیا گیا اور ان دنوں انٹرنیٹ پر دست یاب ہیں۔ علاوہ ازیں "الانوار القدسیة" کا متن چند برس قبل دوسری بار عرب دنیا سے چھپا، جو ۱۴۴ صفحات پر ہے۔

آپ کے فرزندان بھی علم و فضل میں نمایاں تھے، جن کے نام یہ ہیں: شیخ عربی بن احمد شریف سنوسی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء)، شیخ سیّد ابراھیم سنوسی (وفات ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء)، شیخ سیّد محی الدین سنوسی (وفات ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء)، مدفون قبرستان المعلیٰ مکہ مکرمہ، نیز شیخ زبیر سنوسی (وفات ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۵ء)، شیخ عبد اللہ سنوسی (وفات ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۰ء)، نیز آپ کی بیٹی سیّدہ فاطمہ شفا سنوسیہ رحمۃ اللہ علیہا بھی قابلِ ذکر ہیں، جن کا تعارف آگے آرہا ہے۔

شاگرد و خلفا

مجاہد و غازی شیخ سیّد احمد شریف سنوسی سے عرب و عجم کے اکابر علما و مشائخ نے روایت کی اجازت پائی۔ ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ایک تحریر "بعض الرواۃعن الامام احمد الشریف السنوسی" عنوان سے موجود ہے، جس میں آپ سے اخذ کرنے والے تقریباً اڑتالیس اکابر کے نام ہیں۔ جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، شام، مراکش، مصر، یمن اور ہندوستان وغیرہ کے باشندے تھے۔ یہاں چند کا تعارف پیش ہے:

۞ شیخ ابرہیم بن محمد خیر غلایینی، دمشق میں ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۷۷ھ / ۱۹۸۵ء میں وہیں وفات پائی۔ حنفی عالم، نقش بندی مجددی مرشد، صاحبِ کرامات، دمشق کے نواحی علاقہ قطنا کے مفتی اور ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء میں علمائے شام کی نمائندہ تنظیم "رابطة علماء الشام" قائم ہوئی، جس کے بانی رکن پھر نائب صدر رہے۔ ایک مختصر تصنیف "القول الموجز المبین فیما اختصرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امور

الدین" مطبوع ہے۔ آپ کے فرزند شیخ عبد اللہ غلایینی (وفات ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء) بھی نقش بندی مجددی مرشد نیز مفتی قطنار ہے، جن سے محدّث لاہور مولانا عبد الحکیم شرف قادری نیز بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال کے بانی و سرپرست پیر انور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اجازت و خلافت پائی۔[۱۴۳]

۵۔ شیخ سیّد محمد عبد الحی بن عبد الکبیر کتانی، مراکش کے شہر فاس میں ۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے اور فرانس کے شہر پیرس کے نواحی قصبہ نیس میں ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء میں وفات پائی وہیں قبر بنی۔ ادریسی النسب، محدّثِ مراکش، مسند العصر، مالکی عالم، صوفی، سیاح، مؤرّخ، ماہر مخطوطات، مستشرقین کے مرجع اور پانچ سو کے قریب تصنیفات ہیں۔ سیاسی موقف کے باعث قید رہے، پھر وطن ترک کرنا پڑا۔ مشرق وسطیٰ، نیز یورپ کے متعدد ممالک کے دورے کیے۔ بیس برس سے بھی کم عمر میں مزار سیّدی ادریس فاسی پر درسِ حدیث کا آغاز کیا۔ عظیم الشان ذخیرۂ کتب جمع کیا، جس کا معتدبہ حصہ پبلک لائبریری رباط میں محفوظ ہے۔ دو بار ۱۳۲۳ھ پھر ۱۳۵۱ھ میں حج ادا کیا۔ دو تصنیفات بہ طورِ خاص قابلِ ذکر ہیں:

ایک "التراتیب الاداریۃ"، جو پانچ سے زائد بار چھپی، اب ڈاکٹر یحییٰ ابو المعاطی عباسی وغیرہ کی تحقیق و حواشی کے ساتھ دار السلام قاہرہ نے پہلی بار ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں دو جلد کے ۱۱۲۰ صفحات پر شائع کی اور اس پر مختلف ممالک کے بیس سے زائد علما نے نثر و نظم میں تقریظات لکھیں۔ قبل ازیں علامہ رضی الدین نے مختصر اردو ترجمہ کیا جو "دورِ نبوی کا نظامِ حکومت" نام سے کراچی

سے چھپا۔ بعد ازاں مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی نے ترجمہ کیا جو "نظامِ حکومتِ نبویہ ﷺ" اور "عہدِ رسالت اور عہد صحابہ میں علمی سرگرمیاں" ناموں سے دو جلدوں میں چھپا، جس میں تقاریظ کا ترجمہ درج نہیں۔ اب مفتی محمد خان قادری کے ہاں مکمل کتاب زیرِ ترجمہ ہے۔

دوسری کتاب "فهرس الفهارس والاثبات" ہے، جس پر اپنے دور کے اہم محقّق فلسطین کے باشندہ ڈاکٹر احسان عباس (وفات ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء) نے تحقیق انجام دی اور یہ دوسری بار ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء میں دار الغرب الاسلامی بیروت نے تین جلد کے ۱۶۲۱ صفحات پر شائع کی، جو علمِ روایت واسناد پر لکھی گئی متاخرین کی تصنیفات میں بے مثل کتاب ہے۔

علاوہ ازیں "مفاكهة ذوى النبل والاجادة حضرة مدير جريدة السعادة" بھی اہم ہے، جو بارہا چھپی اور "التاليف المولدية" نامی منفرد تصنیف جس کا اردو ترجمہ مفتی محمد اکرم المحسن فیضی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کیا۔

شیخ سیّد عبد الحی کتانی نے پہلے سفرِ حج وزیارت کے موقع پر مکہ مکرمہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے خود، نیز فرزندان کے لیے اجازت وخلافت پائی۔

اور دہلی کے مشہور عالم و نقش بندی مرشد مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی مجددی نیز ان کے چھوٹے بھائی مولانا شاہ ابو السعد سالم فاروقی مجددی مدفون کوئٹہ نے ۱۴ر ذی قعد ۱۳۵۱ھ کو قاہرہ میں شیخ عبد الحی کتانی سے ملاقات کے موقع پر اسلامی علوم میں روایت کی اجازت حاصل کی۔ [۱۴۴]

جب کہ آپ کے فرزندِ جلیل شیخ سیّد عبد الرحمٰن کتانی حفظہ اللہ تعالیٰ (پیدائش ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) سے محدّثِ لاہور مولانا عبد الحکیم شرف

قادری وغیرہ نے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی اور شیخ عبد الرحمٰن کتانی اب دنیا بھر میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے روایت کرنے والے آخری زندہ فرد ہیں۔[۱۴۵]

(۵) شیخ سیّد محمد عربی بن محمد مہدی ہاشمی عزوزی ادریسی مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم حاصل کی، پھر ۱۳۳۲ھ میں وطن سے نکل کھڑے ہوئے اور مصر، حجازِ مقدس، دمشق کے علمی سفر کیے بالآخر بیروت میں سکونت اختیار کی جہاں شریعت کالج میں پروفیسر اور ۱۹۴۴ء میں مفتی اعظم لبنان کے نائب و معتمد تعینات ہوئے اور اسی منصب پر تھے کہ ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء میں بیروت میں ہی وفات پائی وہیں قبر بنی۔ فقیہ مالکی، مسند، مؤرخ، متعدد علوم کے ماہر تھے اور مراکش، شام، لبنان، مصر و حجازِ مقدس کے اکابر علماء سے روایت کی اجازت پائی۔ متعدد تصنیفات میں اپنی اسانید و مرویات کا مجموعہ "اتحاف ذوی العناية ببعض مالی من المشيخة والرواية" نام سے ۳۲۵ صفحات پر مطبوع ہے۔ دیگر کتب میں "حاشية على سنن ابی داؤد"، "قبس الانوار و تذليل الصعاب فی ترتيب احاديث الشهاب"، "شرح المنظومة الغرامية فی مصطلح الحديث"، "الجمع بين الصحيحين" پانچ ضخیم جلد، "المنبع المنيف فی اسرار اسم الله تعالى اللطيف"، "شرح منظومة المرادی فی الذال المعجمة"، "الانس والايتناس"، نیز سفر نامہ "الرحلة العزوزية الى الاراضی والبلاد الشامية" شامل ہیں۔[۱۴۶]

شیخ سیّد احمد شریف سنوسی سے پہلی ملاقات دمشق میں ہوئی تو شیخ محمد عربی عزوزی نے قرآن کریم کا نصف آخر، احادیث شریف کا مجموعہ صحیح مسلم اور

درود و سلام کی مشہور کتاب دلائل الخیرات کا اعلیٰ کتابت و تزئین سے آراستہ، قلمی نسخے آپ کو تحفۃً پیش کیے۔ دوسری ملاقات بیروت میں ہوئی تو شیخ سنوسی نے اپنی اسانید و مرویات پر مبنی کتاب نیز سنوسی سلسلہ کے اوراد کا مجموعہ عطا کیا، نیز روایت کی اجازت دی۔ [۱۴۷]

۞ شیخ سیّد علوی بن عباس مالکی جو ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۹ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں وہیں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ مالکی عالم، مسند، صوفی، حافظ، شاعر اور مسجدِ حرم میں مدرّس نیز نماز تراویح کے امام تھے۔ مدرسۃ الفلاح میں بھی استاذ اور ریڈیو پر تقاریر نشر ہوا کرتیں۔ بیس کے قریب تصنیفات میں "المنهل اللطيف فى بيان احكام الحديث الضعيف"، "نفحات الاسلام من محاضرات البلد الحرام"، "شرح بلوغ المرام"، "فتح القريب على تهذيب الترغيب والترهيب"، مجموعہ فتاویٰ نیز شعری مجموعہ شامل ہیں۔

مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی نیز مولانا حبیب الرحمٰن عباسی قادری سے شیخ سیّد علوی مالکی نے اجازت و خلافت پائی، جب کہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیالکوٹی مہاجر مدنی سے گہرے تعلّقات استوار تھے اور ۱۳۶۲ھ میں ان کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن قادری کی مدینہ منورہ میں شادی ہوئی تو شیخ سیّد علوی مالکی نکاح کی تقریب میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں ۱۳۸۰ھ میں مولانا فضل الرحمٰن مدنی کو اجازت و خلافت سے نوازا۔ رضا اکیڈمی لاہور کے بانی رکن مولانا حکیم محمد عارف ضیائی لاہوری مہاجر مدنی شیخ سیّد علوی مالکی کی مجالس و محافل سے فیض یاب ہوئے۔ [۱۴۸]

۞ شیخ عبد المالک بن عبد القادر طرابلسی، لیبیا کے علاقہ برقہ کے مقام جبل الاخضر کے نواحی قصبہ ''البیضاء'' میں ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی، قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ مالکی عالم، حافظ، مدرّس تھے۔ وطن کے نزدیک شہر درنہ میں ابتدائی تعلیم نیز قرآنِ مجید حفظ کیا۔ پھر عثمانی حکومت کے وظیفہ پر مزید تعلیم کے لیے دیگر طلبا کے ساتھ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء میں دارالخلافہ استنبول پہنچے۔ جہاں تعلیم جاری تھی کہ پہلی جنگِ عظیم برپا ہوگئی اور خلافت عثمانیہ زوال و خاتمہ کے جانب بڑھی اور تعلیمی سرگرمیاں معطّل ہوئیں۔ عالمی جنگ کے آخری دنوں میں شیخ احمد سنوسی لیبیا سے استنبول پہنچے تو شیخ عبد المالک کو ترکی زبان کے مترجم و سیکرٹری کے طور پر ساتھ رکھ لیا، پھر استنبول سے شام اور حجازِ مقدّس حتّٰی کہ وفات تک ان کی خدمت میں حاضر رہے اور بھرپور علمی و روحانی فائدہ پایا۔ حجازِ مقدس پہنچے تو شیخ عبد المالک نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے جلیل القدر علما سے بھی اخذ کیا۔

شیخ احمد شریف سنوسی کی وفات کے چند برس بعد ۱۳۵۰ھ میں سعودی محکمۂ تعلیم میں استاذ تعینات ہوئے اور ۱۳۶۲ھ تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر یکے بعد دیگر مکہ مکرمہ و ریاض کے یتیم خانہ کے نگراں رہے۔ بعد ازاں، محکمۂ تعلیم کی طرف سے مختلف شہروں میں استاذ و نگراں ہوئے تا آں کہ ۱۳۸۶ھ میں پنشن پائی۔ تب سعودی وزارت حج و اوقاف کی خواہش پر مکہ مکرمہ میں ولادت رسول اللہ ﷺ کی زمین پر قائم کتب خانہ ''مکتبہ مکہ مکرمہ'' کے نگرانِ اعلیٰ کی ذمّہ داری سنبھالی۔ [۱۴۹] شیخ احمد شریف سنوسی کی تجہیز و تکفین انجام دی، نیز

قبر میں اتارا اور سنوسی گھرانہ کی خدمات پر "الفوائدالجلیة فی تاریخ العائلة السنوسیة الحاکمة بلیبیا" نام سے کتاب تالیف کی۔[۱۵۰]

عالمی ادارۂ منہاج القرآن لاہور کے بانی و سرپرست ڈاکٹر محمد طاہر القادری ادائیگی عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو ۱۹ر نیز ۲۰ فروری ۱۹۹۴ء کو مکتبۂ مکہ مکرمہ پہنچے جہاں شیخ عبد المالک طرابلسی نے گرم جوشی سے استقبال کیا، نیز ایک قلمی کتاب ڈاکٹر قادری کو بہ طورِ تحفہ پیش کی جس کے صفحۂ اوّل پر ہدیہ کے چند الفاظ خود تحریر کیے اور انھی کے توسّط سے ڈاکٹر طاہر القادری، نیز ان کی اہلیہ کو مقام ولادت پر نوافل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔[۱۵۱]

۞ ڈاکٹر شیخ سیّد ادریس بن محمد بن جعفر کتانی حفظه الله تعالٰی، دمشق میں ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۵ھ میں وطن فاس مراکش منتقل ہوئے اور قرویّین یونی ورسٹی فاس، دارالبیضاء، لوزان یونی ورسٹی فرانس نیز لافال یونی ورسٹی کینیڈا میں تعلیم پائی۔ مالکی عالم، مبلّغ، لغوی، صوفی، مفکر، سیاسی رہ نما، شاعر، نیز فرانسیسی استعمار کے خلاف جدّوجہد میں حصّہ لیا۔ حزب الشوری والاستقلال مراکش کے بانی، اور ۱۹۶۱ء میں قائم کی گئی رابطة علماء المغرب کے بانی رکن، نیز مسئلۂ فلسطین کو اٹھانے کے لیے مراکش میں ۱۹۶۹ء میں قائم کی گئی تنظیم کے بانی رکن، اور ۱۹۸۰ء میں فکرِ اسلامی کلب کی بنیاد رکھی۔

متعدد تصنیفات میں مقالہ برائے پی ایچ ڈی بہ عنوان "المحددات الثقافیة للشخصیة المغربیة من خلال الامثال الشعبیة" کے علاوہ استراتیجیة الدفاع عن الامن الاسلامی، بنو اسرائیل فی عصر الانحطاط العربی، ثمانون عاما من الحرب الفرنکو فونیة فی المغرب

ضد الاسلام واللغة العربية، حرب الخليج نهاية السقوط العربی، الخريطة القرآنية للمجتمعات البشرية، المغرب المسلم ضد اللادينية، دوراللغة فی تنمية الطاقات البشرية شامل ہیں۔ ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء کے آغاز میں زندہ ہیں۔ [۱۵۲]

﴿۵﴾ شیخ سیّد محمد فاتح بن محمد مکی بن محمد بن جعفر کتانی حفظه الله تعالیٰ، دمشق میں ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے جلیل القدر دادا، صاحب "الرسالة المستطرفة" کا دور دیکھا، ساڑھے پانچ برس عمر تھی کہ دادا نے وفات پائی۔ والد کے علاوہ دمشق کے اکابر علما سے تعلیم و تربیت پائی۔ پھر شریعت کالج بیروت میں داخلہ لیا، جہاں شیخ سیّد محمد عربی عزوزی وغیرہ سے پڑھا، جس کے بعد قاہرہ کی راہ لی اور جامعہ ازہر میں ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء سے ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء تک تعلیم کے بعد فراغت پائی۔ پھر استاذ العلماء، صوفی کبیر ہوئے۔ محکمۂ تعلیم شام میں استاذ رہے اور ۱۹۷۶ء میں "مفتی مالکیہ شام" بنائے گئے۔ متعدد صوفیہ سے مختلف سلاسل میں اجازت و خلافت پائی اور جن کتب کا درس دیا کرتے ہیں ان میں امام غزالی، شیخ الاکبر نیز امام شعرانی رحمهم الله تعالیٰ کی تصنیفات شامل ہیں۔ دمشق اور اس کے نواح میں مساجد کی مرمّت و تعمیر جدید کے علاوہ صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا مزار پھر سے تعمیر کرایا۔ شہر میں ایک خیراتی ادارہ قائم کیا، جس کے تحت اسپتال، نیز لڑکے، لڑکیوں کا الگ الگ اسکول فعال ہے۔ چند تصنیفات ہیں، نیز میلاد النبی ﷺ پر دادا کی تصنیف "اليمن والاسعاد بمولد خير العباد" وغیرہ کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ [۱۵۳] ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء کے آغاز میں زندہ ہیں۔ [۱۵۴]

عالمی ادارۂ منہاج القرآن لاہور کے بانی و سرپرست ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے آپ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔

اسلامیانِ ہند سے تعلّق

خطۂ پاک وہند کے جن اکابر علمائے کرام نے خاتمۃ المجاہدین شیخ سیّد احمد بن محمد شریف سنوسی سے بہ راہِ راست اخذ کیا اور اسلامی علوم میں روایت کی اجازت و خلافت پائی ان میں پانچ نام معلوم ہو سکے، جو یہ ہیں:

عالمی مبلّغِ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی، مولانا محمد علی حسین بن محمد اعظم صدیقی خیر آبادی بھوپالی مہاجر مدنی، شیخ الاسلام مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا شاہ ابو السعد سالم فاروقی مجددی دہلوی، مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی رحمهم الله تعالٰی۔

مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی ازہری اور ان کے بھائی نے ۲۷ محرم ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء کو مکہ مکرمہ میں شیخ احمد شریف سنوسی سے تحریری اجازت پائی۔ آپ کی مہر میں دیگر عبارات کے ساتھ قصیدۂ بردہ کا ایک شعر کندہ تھا اور "مقاماتِ خیر" میں مہر کی گول شکل نیز اس میں درج مکمل عبارت نقل کی گئی، شعر یہ ہے:

فَاِنَّ لِیْ ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَتِیْ

مُحَمَّدًا وَّهُوَ اَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ[۱۵۵]

بہ قولِ بعض خطۂ پاکستان کے علاقہ سیال کوٹ کے مشہور عارف باللہ مولانا سیّد جماعت علی شاہ علی پوری نے بھی شیخ احمد شریف سنوسی سے اجازت پائی، لیکن یہ درست نہیں۔ البتہ مدینہ منورہ میں باہم ملاقات ممکن ہے۔

حق یہ ہے کہ عثمانی خلیفہ عبد الحمید دوم نے حجاز ریلوے [١٥٦] کی تعمیر میں تعاون و دیگر خدمات کے اعتراف میں مولانا سیّد جماعت علی شاہ کو ایوراڈ، نیز "سنوسیِ ہند" کا خطاب دیا تھا۔ [١٥٧] آپ حنفی عالم، نقش بندی مرشد، مصنّف، تحریکِ پاکستان کے رہ نما، سماجی کارکن، اہلِ مدینہ منورہ کے خادم اور "امیر ملّت" لقب ہے۔ ادھر شیخ سیّد احمد شریف سنوسی، مالکی عالم، سنوسی مرشد، مصنّف، تحریکِ آزادیِ لیبیا کے رہ نما، سماجی خدمات میں فعال، اتّحادِ امّت کے لیے کوشاں اور اہلِ مدینہ منورہ کی خدمت میں نمایاں تھے اور مذکورہ عثمانی خلیفہ، امّتِ مسلمہ کے ان دونوں اکابر کی خدمات و مقام سے آگاہ تھے۔

آئندہ دنوں میں ہندوستان کے مشہور اہلِ سنّت عالم و قادری مرشد مجاہدِ ملّت مولانا محمد حبیب الرحمٰن عباسی کو بھی "سنوسیِ ہند" کے عوامی لقب سے یاد کیا گیا۔ [١٥٨]

شاہِ لیبیا شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی

شیخ سیّد محمد ادریس بن محمد مہدی بن محمد بن علی سنوسی ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں جغبوب میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء میں قاہرہ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ مالکی عالم، مسند، سنوسی مرشد، مجاہد، معمر، سنوسی تحریک و خانقاہ کے چوتھے اور آخری رہ نما تھے۔ والد گرامی وغیرہ اکابر سے تعلیم و تربیت پائی اور نانا شیخ سیّد عمران بن برکہ کی وفات کے وقت عمر تین برس کے قریب تھی، ان کی گود میں علمی ماحول ملا، جنھوں نے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت مرحمت فرمائی اور ۱۹۱۴ء میں حج و زیارت کی سعادت پائی۔ گزشتہ صفحات پر آچکا کہ آپ کے چچازاد بھائی شیخ سیّد احمد شریف سنوسی ۱۹۱۶ء میں تحریک کی قیادت سے الگ ہو گئے اور آپ سربراہ ہوئے۔ ۲۵/اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اطالوی استعمار نے آپ کو سنوسی علاقوں کا امیر تسلیم کر لیا اور اٹلی پر میسولینی حکم راں ہوا تو لیبیا کے ساتھ تمام معاہدے منسوخ کر دیے۔ اس پر سیّد محمد ادریس نے پوری شدت سے عَلَم جہاد بلند کیا، جو سال ہا سال جاری رہا، اس دوران والد کے شاگرد و خلیفہ شیخ عمر المختار کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

بالآخر ۲۴/دسمبر ۱۹۵۱ء کو لیبیا آزاد ہوا [۱۵۹] اور اسلامی مملکت لیبیا کے آپ سربراہ ہوئے۔ شاہ لیبیا سیّد ادریس سنوسی نے ملک کو ترقی کے راستہ پر

ڈالا اور اعلیٰ تعلیم کے اداروں کی بنیاد رکھی۔ یوں تقریباً اٹھارہ برس حکم رانی کی اور علاج کی غرض سے ملک سے باہر تھے کہ ستمبر ۱۹۶۹ء میں کرنل معمر قذافی نے تختہ الٹ دیا، تب قاہرہ میں سکونت اختیار کی۔ [۱۶۰]

لیبیا کی آزادی اور پھر حکومت سے الگ کیے جانے کے بعد آپ وطن و عوام سے دور تیس برس سے زائد زندہ رہے اور یہ اوقات درس و تدریس، عبادت اور خیر و بھلائی کے کاموں میں بسر کیے۔ اس دوران متعدد ممالک کے اکابر علمائے کرام نے آپ سے اخذ کیا، نیز سلسلۂ روایت کی اجازت پائی، جن میں محدّث اعظم حجاز شیخ سیّد محمد حسن بن علوی مالکی شامل ہیں۔[۱۶۱] علمائے پاک و ہند سے شاہ ادریس سنوسی کے تعلّق کا ذکر آگے آرہا ہے۔

ایک کتاب "اجازة الطريقة السنوسية" نام کی پچپن صفحات پر مطبوع ہے، جس میں اپنی اسناد کا مختصر ذکر اور اسی پر شائقین و طلبا کو اجازت و خلافت عطا فرماتے۔ شاہِ لبیا شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی کی شادی اپنے چچازاد بھائی کی بیٹی سیّدہ فاطمہ الشفا بنت احمد بن محمد شریف بن محمد بن علی سنوسی سے ہوئی۔ سیّدہ فاطمہ سنوسیہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۱ء کو الکفرۃ میں پیدا ہوئیں اور ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ والدِ گرامی اور خاندان کے دیگر اکابر سے شرعی علوم حاصل کیے اور روایت کی اجازت پائی۔ شیخ ادریس سنوسی علاقہ برقہ کے امیر تھے کہ ۱۹۳۱ء میں شادی کی تقریب مصر میں منعقد ہوئی۔ دوسری جنگِ عظیم کے خاتمہ پر وطن واپس پہنچیں اور ۱۹۵۱ء میں ملک آزاد ہوا اور شوہر سیّد ادریس نے زمامِ مملکت سنبھالی تو آپ کو سرکاری طور پر "ملکہ فاطمہ" کا لقب دیا گیا۔

۱۹۶۹ء میں قذافی کے برپا کردہ انقلاب کے بعد وفات تک قاہرہ مقیم رہیں اور حجازِ مقدّس کے سفر کیے۔ اولاد نہیں تھی، لہٰذا قاہرہ میں شاہ ادریس کی وفات کے بعد اپنے بھتیجا ڈاکٹر سیّد نافع بن عربی سنوسی کے ہاں مقیم رہیں۔ سیّدہ فاطمہ سنوسیہ نے وصیت کی تھی کہ قبرستان بقیع مدینہ منورہ میں شوہر کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چناں چہ ڈاکٹر نافع سنوسی آپ کا جسدِ خاکی قاہرہ سے لے کر مدینہ منورہ پہنچے، لیکن مقامی حکام نے مسجد نبوی میں نماز جنازہ ادا کرنے اور قبرستان بقیع میں تدفین کی اجازت نہیں دی۔ انکار کی وجہ یہ سامنے آئی کہ سنوسی زعما، سعودی نظام و حکام کے مخالفین میں سے تھے۔ چناں چہ جبلِ احد کے قریب مدینہ منورہ کے نئے قبرستان میں سپردِ خاک کی گئیں۔ [۱۶۲]

سیّدہ فاطمہ سنوسیہ سے پاکستان کے جن علما و طلبا نے روایت کی اجازت پائی ان میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے شیخ الحدیث، محقق شہیر مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، اور امام الصوفیہ سیّد علی بن عثمان ہجویری عرف داتا گنج بخش لاہوری کے مزار پر واقع مدرسہ سے وابستہ مدرّس، مصنّف و مسند مولانا علی احمد سند ھیلوی، نیز دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور اوکاڑا کے سرپرست، قادری مرشد، مفتی محمد محبّ اللہ نوری حفظہ اللہ تعالی اہم نام ہیں۔

شیخ سیّد مالک سنوسی

سیّد مالک بن عربی بن احمد بن محمد شریف بن محمد بن علی حسنی خطابی سنوسی مصر کے مقام مرسیٰ مطروح کی خانقاہ سنوسیہ میں ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ اس روز آپ کے جلیل القدر دادا کے چہلم کی تقریبات جاری تھیں اور ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جہاں قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ آپ مالکی عالم، محدّث، مسند، نیز سماجی خدمات میں فعال تھے۔ والد نے نام "احمد" رکھا، لیکن شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی کو پیدائش کی اطلاع ملی تو نام "مالک" تجویز کیا، چناں چہ دونوں نام یک جا کر کے "احمد مالک" سرکاری ریکارڈ میں درج کرایا گیا، جب کہ مالک نام سے جانے گئے۔ مرسیٰ مطروح میں والدِ گرامی اور دیگر اساتذہ سے قرآن کریم پڑھا نیز ابتدائی تعلیم اسکول میں پائی۔ ۱۳۶۷ھ میں والدہ کا انتقال ہوا تو اسی برس آپ کا گھرانہ لیبیا منتقل ہوا، جہاں بن غازی شہر سے ساٹھ کلو میٹر کے فاصلہ پر مقام الابیار میں سکونت اختیار کی۔

اب بن غازی کے علما سے استفادہ اٹھایا، نیز مقامی یونی ورسٹی سے تکمیل کی، جس کے بعد ۱۳۸۴ھ میں سیّدہ فایزہ بنت محی الدین سنوسی رحمۃ اللہ علیہا سے شادی ہوئی، نیز بن غازی کے مدارس میں استاذ تعینات ہوئے تا آں کہ ۱۳۸۷ھ میں تعلیم و تربیت بارے ایک سالہ کورس کے لیے بیروت لبنان گئے اور تکمیل کے

بعد واپس آئے تو کچھ عرصہ بعد پھر تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہوئے، جس سے ۱۳۹۵ھ میں مستعفی ہو کر صنعت وزراعت کے شعبہ میں تجارت شروع کی اور ۱۴۰۹ھ میں مدینہ منورہ ہجرت کی، جہاں سنوسی ٹرسٹ کے سربراہ ہوئے۔

شیخ سیّد مالک سنوسی کو خاندان کے متعدد اکابر، نیز عرب و عجم کے علما سے روایت علوم اسلامیہ کی اجازت حاصل تھی۔ چناں چہ مدینہ منورہ میں مدرّس اور مسند کے طور پر شہرت پائی۔ محدّث اعظم حجاز شیخ سیّد محمد حسن بن علوی مالکی سے اجازت و روایت کا تبادلہ و تدبج کیا۔ مدینہ منورہ کے مقامی علما و شائقین علم روایت، نیز وہاں اسلامی دنیا سے وارد ہونے والے احباب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور کتب احادیث و اسانید، نیز امام ترمذی کی "الشمائل المحمدیة" اور قاضی عیاض اندلسی کی "کتاب الشفا" وغیرہ پڑھتے، نیز روایت کی اجازت کے متمنی ہوتے۔

مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی کے خلیفہ شیخ سیّد محمد زکریا بخاری مہاجر مدنی (وفات ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء) [۱۶۳] سے خود شیخ سیّد مالک سنوسی نے ۱۴۲۲ھ میں درود شریف کی مشہور و مقبول کتاب دلائل الخیرات کی روایت میں اجازت پائی۔

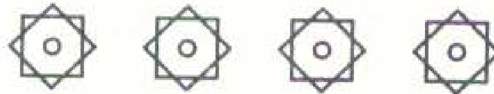
لیبیا سے قذافی نظام کے خاتمہ پر شیخ سیّد مالک سنوسی نے تقریباً چوبیس برس بعد وطن کا دورہ کیا، جہاں اعیان و طلبا نے اخذ کیا۔

مدینہ منورہ کے شیخ احمد بن عبد المالک عاشور شافعی (پیدائش ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء) نے آپ کے اقوال و اسانید پر کتاب "الفوائد المنتقاة من حدیث

ابی محمد مالک بن العربی السنوسی" لکھی، جو تا حال شائع نہیں ہوئی۔[۱۶۴]

علمائے پاکستان سے تعلّق

علمائے پاکستان سے روابط و اتّصال میں سے ہے کہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو ۱۴ر رمضان ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء کو سنوسی ٹرسٹ میں شیخ سیّد مالک سنوسی سے ملاقات کی، اس موقع پر دونوں اکابر نے ایک دوسرے کو روایت کی اجازت پیش کی۔ اور شیخ مالک سنوسی سے اخذ کرنے والے دیگر اہل علم میں مولانا علی احمد سندھیلوی، مفتی محمد محبّ اللہ نوری، ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور کی مجلسِ ادارت کے رکن صاحب زادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری، احمد پور شرقیہ بہاول پور کے مفتی محمد اکرام المحسن فیضی شامل ہیں۔



سنوسی تحریک و سلسلہ سے وابستہ بعض رہ نماؤں کا مختصر تعارف گزشتہ صفحات پر پیش کیا گیا، اس کی سرگرمیوں اور ثمرات کا احاطہ کرنا ایک بڑا کام ہے، جو یہاں ممکن و مقصود نہیں۔ عروج کے ایام میں اس سے وابستگان کی تعداد لاکھوں میں تھی جو یمن، حجازِ مقدس، شام، سوڈان، مصر، صحرائے افریقہ، بالخصوص لیبیا کے مغربی کونہ میں جبل اخضر سے مشرق میں واقع شہر بن غازی کے قریب مقام جغبوب تک پھیلے ہوئے تھے۔ ۱۲۷۳ھ /۱۸۵۶ء سے ۱۸۹۵ء تک جغبوب کو مرکز و دار الحکومت کی حیثیت حاصل رہی پھر ۱۸۹۸ء تک سوڈان کا سرحدی مقام الکفرة اور ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۲ء تک چاڈ کا مقام قرو مرکز رہے۔ لیبیا آزاد ہوا تو بن غازی دار الحکومت قرار پایا تا آں کہ ۱۹۶۹ء میں کرنل قذافی نے فوجی انقلاب برپا کیا تو دار الحکومت کو طرابلس منتقل کیا۔ الغرض، الجزائر، لیبیا، چاڈ، سوڈان، مصر وغیرہ اسلامی ممالک استعماری قوتوں کی گرفت سے نکل آئے تو سنوسی تحریک کی جہادی سرگرمیاں بھی تمام ہوئیں۔

آزادی کے بعد سنوسی زعما سے جو سلوک روا رکھا گیا، اس نوع کا پہلا اہم واقعہ کرنل قذافی کے ہاتھوں سیّد محمد ادریس سنوسی حکومت کا خاتمہ ہے۔ اور شیخ احمد شریف سنوسی کے پوتا سیّد احمد بن زبیر سنوسی، جو ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں مرسٰی مطروح میں پیدا ہوئے اور عراق و شام میں مقیم رہے اور ۱۹۶۸ء میں وطن لیبیا پہنچے، جس کے چند ماہ بعد کرنل قذافی نے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ تب ۲۸/اگست ۱۹۷۰ء کو سیّد احمد بن زبیر سنوسی، نیز ان کے بھائی راشد سنوسی اور

چند ساتھیوں کو قذافی حکومت نے تختہ الٹنے کی سازش میں ملوّث ہونے کے الزام میں گرفتار کر لیا پھر فوجی عدالت میں مقدمہ چلا کر کڑی سزائیں سنائی گئیں۔ سیّد راشد سنوسی کو اٹھارہ برس بعد ۲/مارچ ۱۹۸۸ء کو رہائی ملی، جب کہ سیّد احمد زبیر سنوسی کو اکتیس برس بعد ۲۸/اگست ۲۰۰۱ء کو سورج دیکھنا نصیب ہوا۔ ایمنسٹی انٹر نیشنل کی رپورٹ کے مطابق اس وقت وہ دنیا بھر میں قدیم ترین سیاسی قیدی تھے، ان کا عرصۂ قید افریقی سیاہ فام رہنما نیلسن منڈیلا سے بھی تین برس زائد تھا۔ رہائی کے چند برس بعد کرنل قذافی اپنے انجام تک پہنچے تو لیبیا کی عبوری حکومت میں سیّد احمد سنوسی رکن ہوئے اور چھ مارچ ۲۰۱۲ء کو علاقہ برقہ کی نگراں حکومت کے سربراہ بنائے گئے۔

سنوسی اکابر مرد و خواتین کے مزارات کی بے حرمتی، شاہِ لیبیا سیّد محمد ادریس سنوسی کی حکومت کا تختہ الٹ کر جلاوطن کرنا، بعد ازاں ملکہ سیّدہ فاطمہ سنوسیہ کی جنّت البقیع میں تدفین کے بارے میں وصیت پر عمل سے انکار، ان واقعات کی تفصیل گزر چکی۔

سنوسی سلسلہ سے وابستہ جو علما و مشائخ آج ۲۰۱۳ء میں عرب و عجم میں دعوت و ارشاد کے اعمال میں نمایاں ہیں ان میں ایک نام شیخ سیّد احمد شہاب الدین سنوسی بن فوزی طلحی حسنی کا ہے، جو ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء میں علاقہ برقہ کے ہی اہم شہر البیضاء میں پیدا ہوئے، جہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت رویفع بن ثابت کا مزار ان کے گھر کے قریب واقع ہے۔ شیخ احمد شہاب الدین سنوسی، مالکی عالم، حافظ، اشعری العقیدہ، مسند، مبلغ و مصنّف ہیں۔ سنوسی گھرانہ سے نسبی تعلق نہیں اور شیخ سیّد ابی عبد اللہ محمد محبوب عطیہ بو فارس صفرانی کی شاگردی

اختیار کی، نیز سنوسی سلسلہ میں خلافت پائی۔ علاوہ ازیں لیبیا کے اکابر علما و مشائخ سے اخذ کیا، نیز لیبیا اوپن یونی ورسٹی سے اسلامی علوم کی سند فراغت پائی۔ عرب و عجم کے سو سے زائد علما و مشائخ سے روایت کی اجازت پائی، جن میں ملکہ سیّدہ فاطمہ سنوسیہ، شیخ سیّد مالک سنوسی، ڈاکٹر شیخ نافع سنوسی شامل ہیں۔

۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں مرشد گرامی شیخ صفرانی کے حکم پر جنوبی یمن کے علاقہ حضرموت کے تاریخی شہر تریم میں واقع اہل سنّت کی عظیم درس گاہ دار المصطفیٰ للدراسات الاسلامیۃ کے سرپرست شیخ سیّد عمر بن محمد بن سالم بن حفیظ [۱۶۵] کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور ان سے نیز دار المصطفیٰ کے اساتذہ شیخ سیّد علی بن زین العابدین جفری [۱۶۶] شیخ سیّد محمد بن عبد الرحمٰن سقاف [۱۶۷] وغیرہ سے حدیث، تصوّف و دیگر علوم کی کتب پڑھیں۔

شیخ احمد شہاب الدین سنوسی نے انیس برس کی عمر میں تدریس کا عمل شروع کیا اور اسی کے ساتھ مزید حصول علم کا سفر جاری رکھا۔ آپ بن غازی شہر میں مسجد نور کے امام و خطیب، حفظ قرآن کریم مدرسہ کے مدیر، شرعی نکاح خواں، وزارت اوقاف لیبیا کی مساجد میں مدرّس، لیبیا میں تصوّف اسلامی تنظیم کے رکن، سنوسی سلسلہ کے سرتاج شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کے بارے میں قائم علمی ادارہ کے رکن، نیز مجلس الدعوۃ والارشاد لیبیا کے صدر ہیں۔ ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۸ء سے دیگر ممالک کے تبلیغی و علمی دورے جاری ہیں اور متعدد عرب ممالک کے علاوہ انڈونیشیا، ملائشیا، برطانیہ کے سفر کر کے اجتماعات سے خطاب کیا۔

آپ کی تصنیفات میں جشنِ میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موضوع پر "القول اللطیف فی مشروعیة الاحتفال بالمولد النبوی الشریف" کے علاوہ "اساس علوم الدین"، "الحجة فی بیان فضل اللیالی العشر من ذی الحجة"، "القول المؤید" شامل ہیں۔

شیخ سیّد مالک سنوسی کی وفات پر شیخ احمد شہاب الدین سنوسی نے لیبیا کے ٹیلی ویژن چینل پر دس منٹ کی گفتگو میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا۔ ادھر دار المصطفیٰ تریم کے ٹیلی ویژن چینل "الارث النبوی" پر شیخ احمد شہاب الدین سنوسی کی مختلف موضوعات پر تقاریر نشر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں عربی و انگریزی میں اپنی ویب سائٹ فعال ہے۔

سنوسی تحریک و مشائخ کے احوال پر کتب

عربی زبان میں اس موضوع پر خاصا کام ہوا اور تین پہلو سے متعدد کتب لکھی گئیں: پہلی قسم میں ایسی کتب جو سنوسی سلسلہ کی تعلیمات و اسانید کے بیان پر ہیں۔ دوسری قسم میں کسی ایک سنوسی رہ نما کے حالات پر کتب، اور تیسری قسم میں تحریک کی جہادی واصلاحی سرگرمیوں کی تفصیلات ہیں۔ یہاں شائقین کی سہولت واستفادہ کی خاطر ان کتب کے نام پیش ہیں۔

سنوسی سلسلہ کی تعلیمات و اسانید پر اس کے اکابر شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی اور شیخ احمد شریف سنوسی نے تصنیفات یادگار چھوڑیں، جن کے نام ان کے احوال میں گزر چکے۔ نیز دمشق کے شیخ محمد بن یوسف کافی حیدری تیونسی خلوتی (وفات ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) نے رسالہ "الفروع الکافیة لازالة

غياهب الانوار القدسية فى مقدمة الطريقة السنوسية'' لکھی، جو مکتبۂ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ نے ۱۹۲۷ء میں ۴۹ صفحات پر شائع کی۔

دوسری قسم میں سنوسی سلسلہ کے سرتاج شیخ سید محمد بن علی سنوسی کے احوال پر لکھی گئی پانچ کتب کے نام یہ ہیں:

- المواهب الجليلة فى التعريف بامام الطريقة السنوسية، شیخ محمد بن عیسیٰ سعیدی قاسمی الجزائری
- تحفة المحبوب فى ترجمة السنوسى صاحب جغبوب، شیخ سیّد محمد عبدالحی بن عبدالکبیر کتانی
- السنوسى الكبير، شیخ محمد طیّب احمد اشہب ازہری کی تصنیف، جو علاقہ برقہ کے گاؤں نوفلیہ میں ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۷۸ھ / ۱۹۵۸ء میں قاہرہ میں وفات پائی اور یہ کتاب مکتبہ القاہرۃ، قاہرہ نے ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۶ء میں ۱۵۴ صفحات پر شائع کی۔
- الامام محمد بن على السنوسى، ومنهجه فى التاسيس التعليمى والحركى والتربوى و السياسى، ڈاکٹر شیخ علی محمد صلابی، مطبوعہ ۲۰۰۷ء بیروت، صفحات ۲۷۳
- العلامة محمد بن على السنوسى الجزائرى مجتهداً ومجاهداً، محمود براهم، اشاعت ۲۰۰۹ء، ديوان المطبوعات الجامعية، صفحات ۲۱۵

- اور جماعت کے دوسرے رہ نما شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی کے احوال پر شیخ محمد طیب اشہب کی ہی کتاب "المهدی السنوسی" مطبع ماجی طرابلس سے ۱۹۵۲ء میں چھپی۔
- تحریک کے تیسرے سربراہ شیخ احمد شریف سنوسی کے بارے میں امیر شکیب ارسلان کی "التعریف بمنا قب سیّدی احمد الشریف" غیر مطبوع
- جماعت کے چوتھے اور آخری رہ نما شاہِ لیبیا سیّد محمد ادریس کے حالات پر بھی انھی شیخ محمد طیّب اشہب کی "ادریس السنوسی"، مکتبہ القاہرۃ، قاہرہ نے ۱۹۵۷ء میں شائع کی۔
- من الافق السنوسی، سیّد ادریس کے احوال پر فلسطین کے شیخ یوسف عیسیٰ البندک کی تصنیف، پہلی اشاعت ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء مطبع وطنیہ عمان، اردن، دوسری اشاعت ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء، مرکز الدراسات اللیبیة، آکسفورڈ
- مسٹر ایریک آرمامولی ڈی کانڈول نے انگریزی میں کتاب لکھی، جو خود ہی ۱۹۸۸ء میں لندن سے شائع کی۔ شیخ محمد قزیزی مرحوم نے اسے عربی میں ڈھالا اور "الملک ادریس عاهل لیبیا، حیاته وعصره" نام سے دوبار ۱۹۸۹ء نیز ۱۹۹۰ء میں چھاپ کر تقسیم کی گئی۔
- ادریس السنوسی، الملک والامیر، لیبیا کے مشہور مؤرّخ سالم الکبتی کی تصنیف، جو قذافی دور کے خاتمہ کے بعد ۲۰۱۲ء میں تین ضخیم جلدوں میں لیبیا سے شائع ہوئی۔

اور شیخ عمر المختار شہید کے احوال پر لکھی گئی عربی کتب کے نام یہ ہیں:

- عمر المختار الحلقة الاخيرة من الجهاد الوطن فى ليبيا، شیخ طاہر احمد زاوی (وفات ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) کی تصنیف، جو پہلی بار ۱۳۵۳ھ میں مصر سے احمد ابراہیم محمود کے قلمی نام سے اور پھر مصنّف کے اصل نام کے ساتھ ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں دار المدار الاسلامی بیروت نے پہلی بار ۱۹۲ صفحات پر شائع کی۔
- رفع الستار عما جاء فى كتاب عمر المختار، شیخ محمد اخضر عیساوی طرابلسی، مطبوعہ ۱۳۵۶ھ، مصر۔ شیخ طاہر احمد زاوی کی مذکورہ بالا کتاب میں درج بعض واقعات کی تصحیح میں لکھی گئی۔
- عمر المختار، شیخ محمد طیب اشہب، مطبوعہ ۱۳۷۷ھ مصر
- عمر المختار، شیخ عبد اللہ قویری، مطبوعہ ۱۳۷۹ھ، تیونس
- عمر المختار، مقاتلاً وشهيدًا، شیخ یوسف ابراہیم یزیک (وفات ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء) مطبوعہ ۱۳۹۴ھ، بیروت
- عمر المختار والحركة السنوسية، شیخ توفیق سلطان یوزبکی، مطبوعہ ۱۴۰۰ھ، موصل
- عمر المختار من خلال الوثائق الايطالية، شیخ رفعت عبد العزیز سیّد احمد، مطبوعہ ۱۹۸۷ء، مصر
- حيات عمر المختار، شیخ محمود شلبی، مطبوعہ ۱۴۰۹ھ
- عمر المختار شهيد الاسلام، شیخ محمد محمود اسماعیل، مطبوعہ ۱۴۱۲ھ، مصر

- عمر المختار شیخ شهداء المجاهدین، شیخ نجیب زبیب، مطبوعہ ۱۴۲۰ھ، بیروت
- عمر المختار، شیخ رسمی عابد، مطبوعہ ۲۰۰۲ء، اردن

عمر المختار، البطل المغوار، ڈاکٹر محمد موسی شریف، پہلی اشاعت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء دارالاندلس الخضراء جدہ، صفحات ۷۷

- عمر المختار، هکذا یکون الرجال، شیخ عصام عبد الفتاح، پہلی اشاعت ۲۰۰۸ء، دار الکتاب العربی دمشق و قاہرہ، صفحات ۱۵۵

اور اس موضوع کی تیسری قسم یعنی سنوسی تحریک کی جہادی و اصلاحی خدمات کے عمومی بیان پر عربی میں لکھی گئی کتب کے نام یہ ہیں:

- الحرکة السنوسیة والمقاومة الوطنیة، شیخ محمد بن معمر، غیر مطبوع
- السنوسیة دین ودولة، مصر کے اہم مؤرّخ، قاہرہ یونی ورسٹی میں تاریخ کے استاذ ڈاکٹر محمد فواد شکری (وفات ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء) کی تصنیف، جو ۱۹۴۸ء میں دارالفکر قاہرہ نے ۴۲۴ صفحات پر اور پھر یوسف مجریسی کی تحقیق کے ساتھ ۲۰۰۲ء میں مرکز الدراسات اللیبیة آکسفورڈ نے ۶۵۱ صفحات پر شائع کی۔
- الفوائدالجلیة فی تاریخ العائلة السنوسیة الحاکمته بلیبیا، شیخ عبد المالک بن عبد القادر طرابلسی، دو جلد، جس کا اختصار ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء میں مطبع دارالجزائر العربیة دمشق سے ۱۱۴ صفحات پر چھپا، نیز ان دنوں بعض اجزا کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ہیں۔

- ڈاکٹر سیّد احمد صدقی بن محمد طیّب دجانی جو ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں فلسطین کے شہر یافا میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ انھوں نے ۱۹۶۲ء میں لیبیا سے سنوسی تحریک پر ایم فل کیا۔ ان کا مقالہ "الحرکة السنوسیة نشاتها ونموها فی القرن التاسع عشر" نام سے پہلی بار ۱۹۶۷ء میں ۳۱۳ صفحات پر شائع ہوا۔
- الحرکة السنوسیة واثرها الثقافی فی شمال افریقیا، شیخ سیّد حسن ادریسی، مطبوعہ ۱۹۷۷ء، المعهد العالی للتربیة الریاضیة، صفحات ۲۴۶
- اثر السنوسیة فی الدعوة الاسلامیة، شیخ عبد القادر سیّد عبد الرؤف، مطبوعہ ۱۹۸۰ء، کلیۃ اصول دین، قاہرہ
- السنوسیة، شیخ مفتاح سیّد شریف، مطبوعہ ۲۰۰۸ء، دار الاستقلال، صفحات ۴۰۴
- الحرکة السنوسیة فی لیبیا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، مطبوعہ ۱۹۹۹ء، دارالبیارق، عمان، اردن، تین جلد، صفحات ۱۱۰۹
- الثمار الزکیة للحرکة السنوسیة فی لیبیا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، مطبوعہ ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء، مکتبہ صحابہ شارقہ، دو جلد صفحات ۸۱۴
- تاریخ الحرکة السنوسیة فی افریقیا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، مطبوعہ ۲۰۰۶ء، دارالمعرفة، صفحات ۶۴۰
- سیرة الزعیمین، محمد المهدی واحمد الشریف، ڈاکٹر علی محمد صلابی، مطبوعہ ۲۰۰۷ء، مکتبۂ عصریہ، بیروت، صفحات ۲۰۰

- السنوسية فى مواجهة فرنسا، حرب فرنسية ليبية منسية، تشاد 1900 - 1902ء، فرانسیسی زبان میں **JEAN LOUIS TRIAUD** کی تصنیف کا عربی ترجمہ از خالد محمد جھیمہ، مطبوعہ ۲۰۱۳ء، دارالفرجانی طرابلس لیبیا، لندن، صفحات ۲۳۰

- علاوہ ازیں **Dr. Nicola-A-Ziadeh**، جو امریکن یونی ورسٹی بیروت کے شعبۂ تاریخ سے وابستہ تھے، ان کی انگریزی تصنیف ۱۹۵۸ء میں لیڈن نیدرلینڈ سے ۱۴۸ صفحات پر چھپی، جس کا نام یہ ہے:

Sanusiyah A Stydy of A Revivalist Movement In Islam

- اردو زبان میں پروفیسر ڈاکٹر حافظ سیّد خالد محمود ترمذی نے ۱۹۸۸ء میں پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے "امام سنوسی، ایک عالم دین اور مصلح" عنوان پر پی ایچ ڈی کی سند پائی۔ نیز ان کی کتاب "سنوسی تحریک" نام سے ادارہ معارفِ اسلامی لاہور نے ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء میں ۲۹۶ صفحات پر شائع کی۔ جس پر جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر حافظ محمد ادریس نے پیش لفظ لکھا اور پروفیسر ظفر بخاری نے تعارف قلم بند کیا۔

- مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے سیّد احتشام احمد ندوی کا مضمون "سنوسی تحریک کی تنظیمی و نظریاتی بنیادیں" ماہ نامہ "معارف" اعظم گڑھ کے دو شماروں، مارچ ۱۹۶۰ء صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۵، اپریل، صفحہ ۳۰۰ تا ۳۱۴ پر مطبوع ہے۔

 خواجہ حسن نظامی دہلوی نے کتاب "شیخ سنوسی" لکھی۔ جس کی اشاعت کے اشتہار ماہ نامہ "نظام المشائخ" دہلی کے دو شماروں محرم، ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ میں پیش نظر ہیں۔ جب کہ چھ اجزا پر مشتمل اس کتاب کے ابتدائی پانچ مطبوعہ حصّوں کا عکس ان دنوں انٹرنیٹ میں دست یاب ہے۔ اس کتاب کا مزید تعارف و اقتباسات آگے آرہے ہیں۔

یہاں اس موضوع پر ہالی وڈ امریکہ میں انگریزی و عربی میں بنائی گئی فلم "عمر المختار" بھی قابلِ ذکر ہے، جو عرب دنیا کے ٹیلی ویژن چینلز پر آئے دن نشر ہوتی ہے۔ یہ مشہور فلم ساز و ہدایت کار مصطفیٰ عقاد کی کاوش ہے، جو ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے اور ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں اردن کے دار الحکومت عمان کے ایک ہوٹل میں شادی کی ایک تقریب میں شریک تھے کہ انتہا پسندوں نے ہوٹل پر حملہ کر دیا، جس میں وفات پائی اور حلب میں قبر بنی۔ ان کی دیگر فلموں میں سیرت النبی ﷺ پر عربی و انگریزی فلم الرسالة The Message مشہور و معروف ہے۔ نیز فاتح بیت المقدس صلاح الدین ایوبی پر فلم ہے۔ متعدد عالمی ایوارڈز سے نوازے گئے۔[۱۶۸]

تحریک آزادیِ الجزائر کے ایک رہ نما

یہاں الجزائر کے ایک اہم مجاہد و عارف باللہ شیخ سیّد محمد بن عبد اللہ جیلانی کا مختصر ذکر بھی واجب ٹھہرا، جو سنوسی سلسلہ یا تحریک سے کلّی طور پر تو منسلک و وابستہ نہ تھے، لیکن انھیں آزادیِ الجزائر میں سلسلہ کے سر تاج شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کا تعاون حاصل تھا۔ شیخ سیّد محمد بن عبد اللہ الجزائر کے مقام عین تموشنت کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ان کا گھرانہ ۱۸۴۰ء میں تلمسان شہر منتقل ہوا، جہاں خانقاہ اولاد سیّدی یعقوب میں تعلیم و تدریس قرآنِ کریم کے شعبہ سے وابستہ تھا۔ آپ عالم، قادری مرشد، مجاہد، سیاسی رہ نما تھے اور دسمبر ۱۸۴۱ء میں فرانس نے تلمسان شہر پر قبضہ کر لیا تو استعماری طاقت نے امیر المجاہدین شیخ سیّد عبد القادر الجزائری کی سرپرستی میں جاری تحریکِ آزادی کو کم زور و ناکام کرنے کے لیے جو اقدامات اٹھائے انھی میں سے ہے کہ شیخ محمد بن عبد اللہ کو مغربی علاقوں کا حکم راں بنا کر ''سلطان'' کا لقب دیا۔ آپ فرانسیسی عزائم کو بھانپ گئے اور جہاد کا یہ راستہ اپنایا کہ حاکم ہونے کے ساتھ تلمسان میں مشہور ولی اللہ سیّدی ابی مدین شعیب (وفات ۵۹۴ھ / ۱۱۹۸ء) [۱۶۹] کے مزار و مسجد میں بالعموم عبادت کا لباس پہنے معتکف رہتے تا کہ استعماری حکام کو ان کی اصل سرگرمیوں پر آگاہی نہ ہو۔ چناں چہ مجاہدین وہیں پر حاضر ہوتے اور چھاپہ مار

کارروائی کی منصوبہ بندی کی جاتی، پھر عمل کے لیے نکل کھڑے ہوتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا تا آں کہ ۱۸۴۴ء میں قابض افواج پر حقیقت منکشف ہو گئی۔ تب آپ تلمسان سے نکلنے میں کام یاب ہوئے اور وہران شہر سے ہو کر اسکندریہ مصر، پھر حجاز مقدّس پہنچے اور حج و زیارت کے مناسک ادا کیے۔ یہیں پر الجزائر کے جلاوطن و تارکِ وطن رہ نماؤں سے ملاقاتیں ہوئیں، جن میں شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی نمایاں شخصیت تھے۔ چناں چہ دونوں کے درمیان مشاورت جاری رہی اور پھر موزوں وقت پر اگلا قدم اٹھانے کا انتظار رہا اور جب الجزائر سے جہادی سرگرمیوں کے منظّم اور تیز ہونے کی اطلاعات آنے لگیں تو شیخ محمد بن علی سنوسی سے قبائلی رہ نماؤں اور احباب کے نام پیغامات و خطوط لے کر شیخ محمد بن عبداللہ ۱۸۴۹ء کے آخر میں حجاز مقدّس سے نکل کھڑے ہوئے اور ۱۸۵۰ء میں طرابلس لیبیا پہنچے، جہاں سے سوف نامی مقام پر پڑاؤ ڈالا اور شیخ سنوسی کے عطا کردہ پیغامات متعلّقہ افراد تک پہنچائے، نیز مستقبل کی منصوبہ بندی شروع کی۔ چناں چہ متعدد قبائل نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور ایک جھنڈے تلے جمع ہو گئے، تب پہلے ہدف کے طور پر علاقہ ورقلہ پر قبضہ کر لیا اور ۱۸۵۱ء میں وہاں کے لوگوں نے اطاعت پر بیعت کر لی، پھر اسی مقام کو اپنی آئندہ سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

فرانسیسی افواج سے اگلا ٹکراؤ ۱۸۵۲ء میں بسکرہ شہر کے جنوب میں ہوا تب انھیں آپ کی بڑھتی ہوئی قوت کا اندازہ ہوا، جو اُن کے لیے بڑے خطرے کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ چناں چہ اسی برس دسمبر میں اغواط نامی شہر میں بڑی جنگ ہوئی، جس میں فرانس نے ظلم و بربریت کی انتہا کر دی اور شیخ محمد بن عبداللہ

کا لشکر پیچھے ہٹ کر ور قلہ آ گیا، جہاں بکھری ہوئی قوت کو پھر سے جمع کرنے اور اغواط پر حملے کی منصوبہ بندی جاری رکھی، لیکن استعماری قوت نے وہاں سے تیونس کی حدود میں دھکیل دیا، جہاں ۱۸۶۱ء میں گرفتار کر لیے گئے اور ۱۸۶۴ء تک نظر بند رہے اور ۱۸۷۶ء میں دوبارہ گرفتار ہوئے۔ عوام کے خوف سے استعماری حکام آپ کو قتل کرنے سے گریزاں رہے، لیکن اپنے راستہ سے ہٹانے کے لیے دیگر ہر طرح کے حربے استعمال کیے۔ دوبارہ رہائی ملی تو سیاسی و انقلابی میدان سے دور ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۵ء میں وفات پائی۔ ان کی جہادی سرگرمیوں میں سنوسی افراد کا بہت بڑا کردار رہا۔

آزادیِ الجزائر میں ملک کے خانقاہی نظام و صوفیہ کے کردار و خدمات کے بیان پر حکومت کی طرف سے جو ہر سال سیمینار منعقد کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے کا دوسرا سیمینار ۳ تا ۴ جون ۲۰۰۶ء کو شہر تلمسان کے ثقافتی مرکز میں منعقد ہوا، جس میں وہران یونی ورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر عبد القادر شر شار نے آپ کی شخصیت پر مقالہ بہ عنوان ''دورالحركة السنوسية فى مقاومة الشريف محمد بن عبد الله'' پیش کیا [۱۷۰]

خواجہ حسن نظامی کی تحقیق و تاثرات

آپ کا اصلی نام سید علی حسن بن سید عاشق علی نظامی اور ۱۲۹۶ھ / ۱۸۷۸ء کو دہلی میں پیدا ہوئے، وہیں پر ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء میں وفات پائی۔ علامہ اقبال نے ''خواجہ حسن نظامی'' لکھنا شروع کیا جس نے عام مقبولیت حاصل کرلی۔

عالم، مفسر، ادیب، قاضی، خطیب، سیاح، سیاسی رہ نما، صوفی مرشد، نام ور انشا پرداز، مصور فطرت لقب تھا اور حکومت نے جنوری ۱۹۴۶ء میں شمس العلماء کا خطاب دیا۔ صوفیہ کے سلسلہ چشتیہ میں خانقاہ گولڑہ کے مرشد کبیر حضرت مولانا سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ۱۹۰۸ء میں ایک ادارہ "حلقہ نظام المشائخ" قائم کیا اور اگلے برس ماہ نامہ "نظام المشائخ" کا اجرا کیا۔ متعدد اخبارات و رسائل جاری کیے اور چھوٹی بڑی کئی سو کتب تصنیف کیں۔ جن میں قرآن مجید کا اردو ترجمہ و تفسیر شامل ہیں۔[۱۷۱]

خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۱۱ء میں بعض عرب ممالک کی سیاحت کی، جس دوران بیروت و دمشق میں دو سنوسی مشائخ سے ملاقات و استفادہ کا موقع ملا۔ وطن واپس آئے تو اس موضوع پر ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۴ء تک کے عرصہ میں اردو کتاب "شیخ سنوسی" لکھی۔ جو چھ حصوں پر مشتمل اور ہر حصہ کا الگ نام نیز الگ اشاعت کی گئی۔ جو مجموعی طور پر ۲۸۰ صفحات کی ہے۔ چھٹا حصہ زیر ترتیب بتایا گیا، جب کہ پانچ اجزا کے نام و صفحات یہ ہیں:

- شیخ سنوسی، صفحات ۳۴
- کتاب الامر، یعنی امام مہدی کے انصار اور ان کے فرائض، صفحات ۶۴
- فیضان سنوسی، صفحات ۹۸
- تین پر ایک، یعنی تثلیث پر توحید، صفحات ۴۱
- ناگفتہ بہ، یعنی قیصر جرمنی کا مسلمان ہونا، صفحات ۴۲

۱۹۱۴ء تک یہ پانچوں اجزا حلقہ نظام المشائخ دہلی کی طرف سے شائع ہو چکے تھے بلکہ ۱۹۱۵ء میں پہلا حصہ چھٹی بار چھپا۔ نیز بتایا کہ ہندوستان کی تمام مشہور

زبانوں مثلاً بنگالی، گجراتی، مرہٹی، تلگو وغیرہ میں تراجم ہوئے۔ جیسا کہ مولانا رضی الحق عبّاسی نے دوسرے حصّے کا گجراتی ترجمہ کیا جو چھپ چکا ہے۔

آغاز میں خواجہ حسن نظامی نے تالیف کا سبب یوں بیان کیا:

''اٹلی و ترکی کی لڑائی میں حضرت شیخ سنوسی کا نام نامی بار بار آتا ہے۔ انگریزی اخباروں کے نامہ نگار اپنی واقفیت و معلومات کے موافق حضرت شیخ کی نسبت خامہ فرمائی کر رہے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ان کے نوّے لاکھ ہتھیار بند مرید ہیں۔ ایک اشارہ کی دیر ہے آن کی آن میں عیسائی حکومتوں کا افریقہ سے نام مٹا دیں گے۔ کوئی لکھتا ہے سنوسی تحریک یورپ علی الخصوص عیسائیوں کے خلاف ایک زبردست اسلامی تحریک ہے جو اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ یورپ کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیوں کہ سنوسیوں نے نئی قسم کے ہتھیاروں کا چلانا خوب سیکھ لیا ہے۔ اور ان کے پاس آلات حرب و سامان جنگ کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ برسوں لڑائی کا سلسلہ قائم رکھ سکتے ہیں۔ کسی کے دل میں نیکی آتی ہے تو یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ سنوسیوں سے عیسائی دنیا کو خواہ مخواہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ عابد و زاہد درویشوں کا ایک گروہ ہے جو گوشہ نشینی کا شیدا ہے۔ افریقہ کے جنگلوں میں خانقاہیں بنا کر یاد الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ اس کو ملکی جھگڑوں اور جنگ و جدل سے کچھ سروکار نہیں۔

الغرض اس قسم کے بیسیوں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ مسلمانان ہند کو جنگ اٹلی و ترکی سے قدرتی دلچسپی ہے۔ وہ جب شیخ سنوسی کا اور

ان کے مریدوں کا ذکر بار بار اس قدر پڑھتے ہیں تو شیخ سنوسی کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون سے بزرگ ہیں؟ کون سے ان سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان کے خلفا کہاں کہاں ہیں۔ اور آیا یورپین نامہ نگاروں کے بیان کے موافق اس تحریک کا اثر ہندوستان میں بھی پہنچا ہے یا نہیں؟ چناں چہ حلقہ نظام المشائخ میں متعدد خطوط استفسار کے آئے ہیں کہ چونکہ حضرت شیخ سنوسی صوفیہ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا حلقہ کو ان کی نسبت واقفیت نامہ شائع کرنا چاہیے۔ تاکہ مسلمان، عیسائی مضمون نگاروں کی متضاد باتوں کے بدلے ایک صحیح اور پختہ نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ اور ان کو اصل حقیقت سے اچھی طرح آگاہی ہو جائے۔

مجھ کو سفر مصر و شام و حجاز سے آئے ہوئے ایک مہینہ سے زائد عرصہ ہو گیا مگر جب سے آیا ہوں تندرستی ٹھیک نہیں رہتی۔ اس لیے سنوسیوں کی نسبت وہ ذاتی معلومات جو اس سفر میں حاصل ہوئی تھی آج تک شائع نہ کر سکا۔ اب بھی گو صحت اس قابل نہیں کہ تمام متفرق و منتشر یادداشتوں کو جمع کروں۔ تاہم حضرت شیخ سنوسی کی مختصر کیفیت قلم بند کیے دیتا ہوں۔ تاکہ مسلمان سنوسی تحریک کی حقیقت سے خبر دار ہو جائیں اور ان کو غیر مسلم مضمون نگاروں کا محتاج نہ رہنا پڑے۔"

خواجہ حسن نظامی نے سنوسیہ کے احوال جاننے کے لیے بیروت و دمشق میں دو سنوسی مشایخ سے ملاقات و تبادلہ خیالات کیا۔ بیروت کے جس

ہوٹل میں ٹھہرے وہیں پر ایک سنوسی شیخ مقیم تھے۔ جن سے ملاقات و تفصیلی گفتگو کا موقع ملا۔ ان کا نام تو کتاب میں درج نہیں کیا لیکن پہلے حصّہ میں "ایک سنوسی بزرگ سے ملاقات" کے زیر عنوان ان کا تعارف اور اپنے اشتیاق کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"سنوسی ساٹھ برس کے سن رسیدہ سرخ و سفید عرب تھے۔ عمامہ کے اوپر مراکشی مشائخ کے دستور کے موافق ایک اور سفید کپڑا ڈال رکھا تھا، جو کانوں پر سے ہوتا ہوا گلے میں حمائل تھا۔ سروقد تعظیم کو اٹھے اور اپنے برابر کرسی پر بٹھالیا۔ اور دیر تک خیریت اور ہندوستان کی حالت دریافت کرتے رہے۔ خادم قہوہ لایا اور اس کے دو دور چلے۔ لیکن میں سنوسیہ طریقہ کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے اس قدر بے چین تھا کہ یہ سب خوش اخلاقی کی باتیں زہر معلوم ہو رہی تھیں۔ چاہتا تھا کہ کہیں جلدی سے یہ سلسلہ ختم ہو اور میں ان سے سوالات شروع کروں۔" [۱۷۲]

خواجہ صاحب دمشق پہنچے اور سنوسیوں کے اعمال جاننے کی کوشش میں ایک عرب کی راہ نمائی میں دوسرے سنوسی شیخ سے رابطہ ممکن ہوا۔ جن کا نام شیخ الیاس تیونسی بتایا اور ملاقات کی ان الفاظ میں اطلاع دی:

"البتہ مغربی شیخ الیاس التونسی کے پاس آپ جایئے جو اسی دمشق میں رہتے ہیں۔ وہ شیخ سنوسی سابق کے فیض یافتہ ہیں شاید وہ بتا سکیں۔ چناں چہ میں دوسرے دن نشان دہی کے موافق شیخ الیاس التونسی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازہ پر دستک دی۔ ایک حبشی خادم نے

کواڑ کھول دیے۔ اندر گیا، شیخ حجرہ سے باہر تشریف نہیں لائے تھے، اوراد میں مشغول تھے۔ کچھ دیر کے بعد بر آمد ہوئے۔ نورانی چہرہ، ستر اسی برس کے سن، مخمور آنکھیں، سفید لباس، مجھ پر شیخ کی ہیبت نے بڑا اثر ڈالا۔ تعظیم کو اٹھا اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔" [۱۷۳]

الغرض خواجہ حسن نظامی نے اس کتاب میں جو مواد پیش کیا، اس کا اکثر حصّہ پیشین گوئیوں اور حضرت امام مہدی کے ظہور کے اثبات پر شرعی و تاریخی دلائل پر مبنی ہے۔ محض پہلے اور تیسرے حصّہ میں سنوسی تحریک کے متعلق مختصر معلومات پیش کیں۔ جو معاصر شہادت کی بنا پر اہمیت کی حامل ہیں، یہاں چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

۞ "امام آخرالزمان یعنی حضرت امام مہدی کا ظہور ان کے عقیدہ میں بہت جلدی ہونے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام مہدی دنیا کی تمام تاریکیوں کو دور کرنے والے ہیں۔" [۱۷۴]

۞ "مصر میں شیخ سنوسی کی نسبت کچھ زیادہ چرچا نہیں ہے۔ تاہم وہاں یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ وسط افریقہ میں اسلام نے اپنی قدیمی وضع اختیار کر لی ہے۔ تیرہ سو برس پہلے جو تعلیم حجاز کے کوہستان میں دی گئی تھی، وہ افریقہ کے سیاہ رنگ والوں میں اپنی اصلی آواز سے بولتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔" [۱۷۵]

۞ خواجہ حسن نظامی نے اگست ۱۹۱۱ء کو بیروت میں سنوسی خلیفہ سے یہ سوال کیا:

"کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ شیخ سنوسی کس طریقہ کے بزرگ ہیں اور ان کی نسبت جو کچھ یورپین اخبارات لکھتے ہیں اس کی کچھ اصلیت ہے یا نہیں۔"

شیخ کا جواب: "ہمارے حضرت کو سیدنا حضرت احمد بدوی طنطاوی سے فیض پہنچا ہے۔ لیکن بیعت بعض لوگوں سے بدویہ سلسلہ میں لیتے ہیں۔ بعض سے شاذلیہ میں، بعض سے خلوتیہ و قادریہ میں۔ یورپین اخبارات جو کچھ لکھتے ہیں ہم اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ ان کی بعض باتیں واقعی بھی ہوتی ہیں۔ میں بھی سنوسی ہوں اور اپنے سلسلہ کے کاموں سے ایک حد تک واقف ہوں۔ ہم لوگوں کی نسبت یہ خبریں مشہور کرنا کہ ہم سفید کفار کے خلاف طاقت جمع کر رہے ہیں بہتان ہے۔ نیز یہ کہنا کہ ہمارے کچھ ایسے خفی اصول ہیں جن کو سوائے سنوسیوں کے کوئی فرد بشر جان نہیں سکتا بالکل جھوٹ ہے۔ اور یہ بات کہ سنوسی تحریک ساری دنیا میں پھیلائی جا رہی ہے۔ اس کی صرف اتنی اصلیت ہے کہ ہماری جماعت کے داعی اسلامی ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ تا کہ زمانہ کے قدیم و جدید تغیرات کو مشاہدہ کر کے اپنے طریقہ کے لیے بہتری کا تجربہ حاصل کریں۔ اس ضمن میں ہم کو ہر بادشاہ کے اصول جہانداری بھی معلوم ہو جاتے ہیں اور اسلام کے زمانہ آئندہ کی نسبت رائے زنی کرنے اور چارہ کار کی تیاری کے لیے کمر باندھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔"

مصنف خواجہ نظامی نے سنوسی بزرگ کے اس جواب کے ضمن میں حاشیہ میں بتایا کہ ناظرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ طنطا، قاہرہ مصر کے قریب ہے۔ سیدنا احمد بدوی کا وہیں مزار ہے۔ ممالک اسلامیہ میں حضرت کا وہی رتبہ مانا جاتا ہے جو ہندوستان میں حضرت خواجہ خواجگان اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔[١٧٦]

۞ ایک اور سوال کے جواب میں سنوسی خلیفہ و بزرگ نے یہ فرمایا:

"ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ سنوسی الاعظم کے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کو یورپین اخبارات کا خلاصہ سناتے ہیں اور ہر نئی کتاب کا جس کا مسلمانوں سے تعلق ہو، اقتباس حضرت شیخ کو مل جاتا ہے۔ ہمارے داعی سینکڑوں کی تعداد میں یورپ جاتے ہیں، وہاں کے چپہ چپہ سے واقف ہیں۔

اہل یورپ ہم سنوسیوں کا راز معلوم کرنے کے لیے بے چین ہیں اور یہ بے چینی اخباری نامہ نگاروں کی سنسنی خیز خبروں سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ ہمارا راز کوئی مخفی راز نہیں ہے۔ ہم دنیا میں کلمہ توحید کے رشتہ کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کی تکمیل کے لیے ہم نے ان ذرائع کو بھی فراہم کر لیا ہے جو اس دور جدید میں کسی قوم کی زندگی کے لیے ضروری ہیں۔ اور وہ ہتھیار اور سامان جنگ ہے۔ آج ہم ایسے طاقت ور ہیں کہ اگر سارا یورپ افریقہ پر حملہ آور ہو تو ایک کافی مدت تک اس کو اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیں گے۔" [١٧٧]

◈ بیروت میں اس سنوسی خلیفہ سے ملاقات کے بارے میں خواجہ حسن نظامی نے اپنے تاثرات یوں بیان کیے:

”سنوسی بزرگ کی صحبت میں چند گھڑیاں ایسی گزریں جنھوں نے کانوں کے ذریعہ دل ودماغ کو پر کیف بنادیا۔“ [۱۷۸]

◈ ۱۹۱۱ء میں سنوسی تحریک کے سربراہ شیخ سید احمد شریف سنوسی تھے۔ اور مصنف نے ”فیضان سنوسی“ کے آغاز میں ان کے متعلق اپنے احساسات کو ان الفاظ میں بیان کیا:

”سلام اس پر جو ایوان خلافت کی زینت ہے۔ جس نے تخت رسالت کی حفاظت کا تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر بیڑا اٹھایا ہے۔ وہ جو دنیا کے ایک گوشہ میں چپ چاپ خدا کی یاد میں مصروف تھا۔ برکتیں نازل ہوں اس شہ سوار سیف اللہ پر، جس کو زمانہ ”سید احمد شریف سنوسی“ کے نام سے یاد کرتا ہے۔

اس درویش صادق کا کام تھا جو طرابلس، اٹلی کے کفار سے محفوظ رہا۔ اس کی جسمانی وروحانی امداد تھی جس نے اسلامی خلافت کے ہلال کو ظلمت کفر سے بچایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذکر اذکار سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ یہی وہ مقدس وجود ہے جس کے ہر سانس کے ساتھ پروردگار نے اس تاریک وقت کی ہدایت وابستہ فرمائی ہے۔ لہٰذا اس قدسی صفت بزرگ کے نام نامی کی نسبت سے یہ تیسرا رسالہ شائع کیا جاتا ہے۔ پہلے رسالہ کا نام شیخ سنوسی اور ظہور مہدی تھا۔ دوسرے کا کتاب الأمر۔ اور اس

تیسرے کا نام فیضان رکھا جاتا ہے۔ کیوں کہ اول تو فیضان تو اس مقام کا نام ہے جہاں حضرت شیخ سنوسی کا بہت بڑا زاویہ ہے۔ دوسرے چونکہ اس حصّہ میں حضرت شیخ سنوسی کی روحانی تعلیمات بھی مذکور ہیں اس لیے فیضان نام بالکل برمحل اور موزوں معلوم ہوتا ہے۔"

(٥) اس حصّہ کے ایک مقام پر "وظائف شیخ سنوسی" کے زیر عنوان اوراد و اذکار پیش کیے، جن کے آغاز میں ان عرب مشائخ کے نام ذکر کیے جنھوں نے سنوسی وغیرہ سلاسل صوفیہ میں خود خواجہ حسن نظامی کو اس سفر کے دوران خلافت عطا کی، نیز یہ وظائف مرحمت فرمائے۔ عبارت مندرجہ ذیل ہے:

"دراصل یہ وظائف شاذلیہ خاندان کے ہیں اور چوں کہ حضرت شیخ سنوسی کی بھی بڑی نسبت اس خاندان سے ہے۔ اس واسطے عموماً ان کے مریدین یہی وظائف پڑھتے ہیں۔ مجھ کو یہ وظائف دمشق میں حضرت عارف کامل شیخ محمود ابوالشامات شاذلی نے مرحمت فرمائے تھے۔ اور ہندوستان میں بیعت لینے کی اجازت و خلافت بھی عطا کی تھی۔ دمشق کے علاوہ اسی سلسلہ شاذلیہ کی خلافت مجھ کو دو جگہ سے اور ملی تھی۔ ایک طنطا علاقہ مصر میں حضرت امام العارفین سیدنا احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد عبدالرحیم الشاذلی کی جانب سے، اور دوسری حضرت مولانا محمد ابراہیم بن شمس الدین محمد المکی الفاسی الشاذلی نے عنایت فرمائی جو مکہ معظمہ کے مشہور خاندانی بزرگ ہیں۔

شیخ محمود ابو الشامات دمشقی اور شیخ محمد ابراہیم المکی کے وظائف یکساں ہیں، لیکن آخر الذکر بزرگ کے ارشاد نامہ میں ایک ورد زائد ہے جو آخر میں درج کر دیا گیا ہے۔

یہ وظائف شاذلیہ طریقہ کے معمولات خاص میں ہیں۔ اور سنوسی لوگ بھی عموماً یہی وظائف پڑھتے ہیں۔ ہندوستانی مسلمانوں کو بھی رات دن میں کم از کم ایک بار ان کو پڑھنا چاہیے۔ اطمینان قلب اور مقاصد دارین کے لیے ازبس مفید ہیں۔ اور وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے تلاوت کرنے کی توفیق دے۔ آمین!" [۱۷۹]

اس عبارت کے بعد سنوسی وظائف کا عربی متن "الوظیفة الشاذلیة" اور "الوظیفة الیاقوتیة" عنوانات کے تحت آٹھ صفحات پر ہے۔[۱۸۰]

خواجہ حسن نظامی نے دمشق میں ہی شیخ الیاس تیونسی سے چند دیگر سنوسی اعمال و نقوش کی اجازت پائی لیکن وہ درج کتاب نہیں کیے۔[۱۸۱]

(۵) "سنوسی طاقت ہے" کے زیر عنوان حسب ذیل معلومات ورائے پیش کی:

"سنوسی فرقہ ایک جنگجو جماعت ہے۔ جس کا اثر افریقہ اور تمام بلاد عرب میں پھیلا ہوا ہے۔ قدرتی طور پر ان کو صحرائے افریقہ کا ایسا مستحکم حصار نصیب ہے جہاں یورپین طاقتوں کا کوئی پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ اگر اہل یورپ ہوائی جہازوں میں بھی بیٹھ کر حملہ کریں تب بھی کام یابی محال ہے۔ کیوں کہ صحرائے افریقہ کی ہوا اس قدر گرم ہے

کہ ہوائی جہاز والے چند گھنٹے بھی وہاں زندہ نہیں رہ سکتے۔ سنوسیوں کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ ترکوں اور تمام اہل یورپ کی نسبت نہایت جفاکش اور سادہ مزاج ہیں۔ ان کو میدان جنگ میں سوکھے گوشت کے ٹکڑے اور بکری کے دودھ کے چند گھونٹ برسوں زندہ رکھ سکتے ہیں۔ برخلاف ترکوں اور یورپین لوگوں کے جن کو خوراک کے ہزاروں صندوق درکار ہوتے ہیں۔ جن میں بسکٹ، ڈبل روٹی، کیک، سوڈا، سگریٹ وغیرہ کا ہونا لازمات سے ہے۔ اس کے علاوہ سنوسیوں کی جماعت صرف افریقہ و عرب میں محدود نہیں ہے۔ وہ ایک ایسی مخفی اور زبردست تحریک کے بانی ہیں جس کا اثر تمام اسلامی دنیا میں خصوصاً اور تمام ایشیائی قوموں میں عموماً پھیلا ہوا ہے۔ جس سے ضرورت کے وقت سنوسی ایسے ایسے کام نکال سکتے ہیں جس کا دنیا کی کسی طاقت کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اور سب باتوں سے زیادہ یہ بات ہے کہ سنوسی سچے خدا پرست اور صاحب باطن لوگ ہیں۔ وہ سچے مسلمان کا کیرکٹر یعنی چال چلن رکھتے ہیں۔ ان کی روحانیت اسلام کی حقیقی تجلیوں کا مخزن ہے۔ ان کی تعلیم معلوم کرنی ہو، اور یہ دیکھنا ہو کہ ان کی صحبتوں اور جلسوں میں کس قسم کے ذکر اذکار ہوتے ہیں تو انور بے غازی کا یہ خط پڑھیے۔ جو انھوں نے اپنے دوست کو جرمن میں بھیجا تھا۔ اس خط سے اچھی طرح سنوسیوں کے خیالات نمایاں ہو جائیں گے کہ وہ کس دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور بے ساختہ کہنا پڑے گا کہ سنوسی ہی وہ طاقت ہے جو ترکوں کی تباہی

کے بعد اہل یورپ کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھائے اور اپنے گئے ہوئے ملکوں کو واپس لے لے۔ خاص کر یہی وہ باحمیت و باطینت جماعت ہے جو تلوار کے زور سے حرمین مقدسہ کی حفاظت کر سکتی ہے اور اغیار کو ادھر رخ کرنے سے روک سکتی ہے۔

اور اس کے آثار تو ابھی سے نظر آرہے ہیں۔ طرابلس میں سنوسیوں کی خود مختار حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ترکی سلطان نے بھی ان کی تاجداری کو قبول کر لیا ہے۔ اور تمام اسلامی دنیا میں اس نئی اسلامی حکومت کا دل جوش سے خیر مقدم کیا گیا ہے۔

چناں چہ ہندوستان کی صوفی انجمن نے جو تمام مشائخ صوفیہ کی قائم مقام ہے، سنوسی حکومت کے قیام کی خبر سن کر حسب ذیل برقی پیام کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا جو ہندوستان کے اکثر نام ور انگریزی و اردو اخبارات میں شائع ہوا تھا۔" [۱۸۲]

۞ یاد رہے شیخ سید احمد شریف سنوسی نے ۱۹۱۳ء میں لیبیا کے بعض حصّوں پر مشتمل سنوسی مملکت کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ اور خواجہ حسن نظامی نے "فیضان سنوسی" اسی برس تالیف کی، جس میں "درویشوں کی سلطنت قائم ہو گئی" کے زیر عنوان تمہید کے بعد اس تار کا متن شامل اشاعت کیا، یہاں تمہیدی عبارت اور تار کے متن کا ابتدائی حصّہ پیش ہے:

"تمام سلسلوں کے مشائخ عظام اور محب الفقراء حضرات اس خبر سے دلی شادمانی حاصل کریں گے کہ طرابلس میں ان کے صوفی بھائی

حضرت شیخ سنوسی کی خود مختار بادشاہت کا اعلان ہو گیا۔ انور بے اس
فقیر تاجدار کے سپہ سالار مقرر ہوئے ہیں۔
اسلامی تاریخ میں یہ سب سے پہلا اور سب سے ہونہار موقع ہے۔
زمانہ دنیا پرستوں کی حکومت مٹا کر دین داروں کی حکومت قایم کرتا
ہے۔ حلقہ نے ایک مفصّل برقی پیام اردو و انگریزی اخبارات میں
شائع کرا کے کلی صوفیوں کی جانب سے اپنی سلطنت کا خیر مقدم کیا
ہے۔ تار کا مضمون درج ذیل ہے:

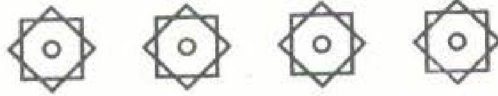
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کے صوفی مسلمانوں نے طرابلس میں حضرت شیخ سنوسی کی
خود مختار حکومت قائم ہونے کی خبر کو نہایت خوشی سے سنا۔ وہ اس کو
اسلامی تاریخ میں سب سے پہلی اور سب سے ہونہار درویشی
بادشاہت تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ صوفیوں کے تمام
سلسلے جن میں چشتی، قادری، نقش بندی، رفاعی، شاذلی وغیرہ شامل
ہیں، سنوسی حکومت کو اپنی مشترکہ صوفیانہ سلطنت سمجھیں
گے.....“ [۱۸۳]

۞ یاد رہے جب ”شیخ سنوسی“ دہلی میں بیٹھ کر تصنیف و شائع کی گئی تو خطہ ہند
برطانوی استعماری قوت کے ہاتھوں جکڑا ہوا تھا۔ مزید یہ کہ پہلی جنگ عظیم
کے ابتدائی ایام تھے۔ گویا مقامی اور عالمی ماحول حد درجہ حساس و مسموم
تھا۔ اس فضا میں اسلامی دنیا میں آزادی کے لیے چلنے والی کسی بھی تحریک

کے اعمال کی تحسین کرنا اور زیر قلم لانا آسان نہ تھا۔ چناں چہ مصنف نے ان مصائب و اندیشوں کی طرف بھی حسب ذیل تحریر میں اشارہ و ذکر کیا:

"قوم کی بہتری اور بھلائی کے لیے جیل کی ہتھکڑی اور پھانسی کی رسی کے بیچ میں بیٹھ کر رسالہ سنوسی جیسی کتاب لکھی۔" [۱۸۴]



سنوسی مشائخ سے اسلامیانِ پاک و ہند کے تعلّق کا کسی قدر ذکر اِس تحریر کے مختلف مقامات پر آچکا۔ اب اس پس منظر میں یہاں کی دو شخصیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مولانا ضیاء الدین سیال کوٹی مدنی سے متعلّق بعض عبارات کی تصحیح اور پھر سنوسی سلسلۂ روایت واتّصال کی چند مثالیں پیش ہیں:

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

مولانا احمد رضا بن نقی علی خاں ہندوستان کے شہر بریلی میں ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء میں وہیں وفات پائی۔ فقیہ حنفی، مسند، نعت گو شاعر، قادری مرشد، کثیر التصانیف تھے۔ آپ کے پانچ اوصاف و خدمات قابلِ ذکر ہیں: پہلی، قرآنِ مجید کا اردو ترجمہ کیا، جسے مقبولیت ملی اور کسی حکومت کی مالی معاونت و سرپرستی کے بغیر وسیع اشاعت ہوئی۔ دوسری، اپنے دور کی اسلامی دنیا میں عالی الاسناد شخصیت تھے۔ تیسری، اردو کی نعتیہ شاعری میں گراں قدر و بے مثل اضافہ کیا۔ چوتھی، فقہ حنفی کی مشہور کتاب درِّ مختار کے محشّی دمشق کے علامہ سیّد محمد امین بن عمر ابن عابدین (وفات ۱۲۵۲ھ / ۱۸۳۶ء) کے بعد آج تک کی اسلامی دنیا میں ان کے درجہ کا کوئی فقیہ حنفی ہمارے علم میں

نہیں۔ پانچ ویں، بارھویں صدی ہجری میں جنم لینے والی وہابی فکر کے تعاقب میں فعال پوری اسلامی دنیا کی اہم و نمایاں شخصیات میں سے تھے۔

مولانا بریلوی دو بار حج و زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ پہلی بار ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں گئے اور مکہ مکرمہ کے تین اکابر علمائے کرام سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی اور دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں سفر کیا، تب مکہ مکرمہ کے متعدد علمانے آپ سے اجازت و خلافت پائی۔[۱۸۵]

ایک اردو مطبوعہ تحریر دیکھنے میں آئی، جس میں کہا گیا کہ شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی نے مولانا احمد رضا خاں سے روایت کی اجازت پائی، جو بعد ازاں لیبیا کے حکمراں ہوئے۔[۱۸۶]

حق یہ ہے کہ عرب علمانے فاضل بریلوی سے دوسرے سفر حرمین شریفین کے موقع پر تحریری اجازات حاصل کیں، جن کا عربی متن "الاجازات المتينة لعلماء بكة والمدينة" نام سے بریلی و لاہور سے بارہا شائع ہو چکا ہے، جس میں شاہ ادریس سنوسی کا نام مذکور نہیں۔ تب ان کی عمر پندرہ برس تھی اور وہ لیبیا میں تھے، جہاں سے ۱۹۱۴ء میں پہلی بار حج و زیارت کے لیے حجازِ مقدّس آئے۔ یوں سیّد ادریس اور مولانا بریلوی کے درمیان ملاقات ثابت نہیں، اور دونوں کے درمیان مراسلت و رابطہ کے بارے میں بھی کوئی ثبوت موجود نہیں۔ لہٰذا اجازت کا دعویٰ درست نہیں۔

مولانا ضیاء الدین احمد سیال کوٹی مدنی

خطۂ پاکستان کے شہر سیال کوٹ کے گاؤں کلاس والا میں ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے اور ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جہاں قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مسند، قادری مرشد، محبت رسول اللہ ﷺ میں نمایاں، عرب و عجم کے اکابر علما و مشائخ سے اجازت و خلافت پائی۔ وطن سیال کوٹ، لاہور، پیلی بھیت اور بریلی میں تعلیم و تربیت پائی اور ۱۳۱۴ھ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے بیعت کی، بعد ازاں خلافت سے نوازے گئے اور ۱۳۱۸ھ میں ہندوستان سے ہجرت کر کے بغداد پہنچے، جہاں نو برس قیام کے بعد ۱۳۲۷ھ /۱۹۰۹ء میں حجاز مقدّس کی راہ لی اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ بغداد اور حجاز مقدّس میں عرب علما و مشائخ سے اخذ کیا، پھر وفات تک عرب و عجم کے علما و طلبا آپ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر استفادہ اُٹھاتے رہے۔ [۱۸۷]

سنوسی تحریک و سلسلہ کے تیسرے رہ نما شیخ سیّد احمد شریف سنوسی سے مولانا ضیاء الدین مدنی نے ۱۳۳۵ھ میں اجازت و خلافت پائی [۱۸۸]، پھر آخر تک ان سے روابط رہے جیسا کہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء میں مولانا ضیاء الدین مدنی کے نام لکھے گئے ایک خط کا عکس پیشِ نظر ہے [۱۸۹] اور جیسا کہ گزر چکا شیخ احمد سنوسی کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آئندہ دور میں شاہ لیبیا سیّد محمد ادریس سنوسی نے مولانا ضیاء الدین مدنی سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت و خلافت پائی۔ [۱۹۰]

بہ قولِ بعض مولانا ضیاء الدین مدنی نے شیخ سیّد احمد شریف سنوسی کے استاذ و نانا شیخ سیّد عمران بن برکہ سے اجازت پائی۔ اور جیسا کہ گزر چکا انھوں نے ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں لیبیا میں تقریباً سو برس کی عمر میں وفات پائی۔ تب مولانا مدنی کی عمر محض سترہ برس اور لاہور میں مولانا غلام قادر ہاشمی بھیروی (وفات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء) کے ہاں زیرِ تعلیم تھے اور ابھی ہندوستان کے کسی استاذ و شیخ سے روایت کی اجازت نہیں ملی تھی۔ لہٰذا، لیبیا میں موجود سیّد عمران سے بہ راہِ راست اخذ کرنے کا دعویٰ درست نہیں، بلکہ بعد ازاں ان کے شاگرد و نواسہ شیخ سیّد احمد شریف سنوسی سے اخذ کیا۔

دیگر نے نام "احمد عمران ابن برکہ" لکھا، [۱۹۱] جو کاتب کی غلطی ہے۔ لیبیا کے مشاہیر اور سنوسی تحریک کے اکابر کے بارے میں جو کتب کاتب سطور کے پیشِ نظر ہیں ان میں احمد عمران نامی کسی شخصیت کا ذکر نہیں۔

مزید کہا گیا کہ مولانا ضیاء الدین مدنی نے سنوسی تحریک کے دوسرے رہ نما و سجادہ نشیں شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی سے ۱۳۱۹ھ میں اسلامی علوم میں روایت کی اجازت و خلافت پائی، [۱۹۲] جب کہ حق یہ ہے کہ مذکورہ برس وہ چاڈ میں تھے، جہاں جہادی عمل عروج پر تھا اور اگلے برس وہیں شہادت پائی۔

دوسرے مقام پر ہے کہ مولانا ضیاء الدین مدنی نے شیخ سیّد احمد بن عبد القادر ریفی سے بھی ۱۳۲۸ھ میں اجازت پائی، [۱۹۳] جب کہ انھوں نے ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں لیبیا میں ہی بیاسی برس سے زائد عمر میں وفات پائی، تب مولانا مدنیؒ کو مدینہ منورہ وارد ہوئے دو سال ہونے کو تھے اور باہم ملاقات یا مراسلت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا بہ راہِ راست اخذ کرنے کی بجائے ان کے

جلیل القدر شاگرد شیخ احمد شریف سنوسی سے اخذ کیا اور جیسا کہ گزر چکا، ان کے پوتا کا نام بھی احمد ریفی تھا، نیز عالم تھے۔ شیخ سیّد احمد عرف حمیدہ بن محمد بن احمد بن عبد القادر ریفی نے ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء میں وفات پائی۔

مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں احقر کاتب سطور کی رائے و تحقیق یہ ٹھہری کہ قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی کا سنوسی سلسلۂ روایت شیخ سیّد احمد شریف سنوسی کے توسّط سے ان کے تین اساتذہ شیخ سیّد عمران بن برکہ، شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی، شیخ سیّد احمد بن عبد القادر ریفی سے متّصل ہے، بہ راہِ راست نہیں۔

اسلامیانِ پاک وہند کا سنوسی سلسلہ روایت

اب سنوسی مشائخ سے پاک وہند کے علما و مشائخ کے سلاسل روایت و اتّصال کی چند مثالیں اس وضاحت کے ساتھ پیش ہیں کہ یہاں کی انھی شخصیات میں سے متعدد کا سنوسی سلسلۂ روایت و اسانید دیگر طرق سے بھی باہم متّصل ہے، جس کا اندراج تفصیل طلب ہے۔

یاد رہے اسلامی علوم میں شاگرد کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں: پہلی قسم میں وہ شاگرد جس نے ایک استاذ سے کچھ علوم و کتب پڑھ کر سلاسل روایت میں اجازت بھی پائی، اور یہ استاذ و شاگرد کی اقسام میں اعلیٰ درجے کا تعلّق و اتّصال ہے۔ دوسری قسم، کسی شخصیت کے عالی الاسناد یا علم و فضل میں نمایاں ہونے کی بنا پر محض سلسلۂ روایت سے اتّصال و حصولِ برکت کے لیے زبانی یا تحریری اجازت حاصل کرنا، لیکن ان سے کوئی کتاب و علم نہیں پڑھا۔ تیسری قسم میں وہ شاگرد

جس نے ایک استاذ سے علم تو حاصل کیا، لیکن روایت کی اجازت نہیں پائی اور فنّی اعتبار سے یہ شاگردی کی ادنیٰ قسم ہے۔ علاوہ ازیں، شرعی علوم میں اجازت لینے اور دینے والے، دونوں افراد کے لیے اسلام کے بنیادی عقائد پر ایمان ویقین، نیز عاقل ہونا شروط میں سے ہے۔ یہاں مذکورۂ بالا پہلی دونوں اقسام میں سلسلہ کے سرتاج شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی سے اتّصال کے نمونے ملاحظہ ہوں:

۞ لکھنؤ کے کثیر التصانیف عالم، صاحب کتاب "الفوائد البهية" مولانا محمد عبد الحی فرنگی محلی (وفات ۱۳۰۴ھ / ۱۸۸۷ء) عن مفتی حنابلہ مکہ مکرمہ، صاحب کتاب "السحب الوابلة" شیخ محمد بن عبد اللہ ابن حُمَید عنزی شرقی (وفات ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء) عن صاحب الطریقة شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی (وفات ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء)

۞ صاحب کتاب "سیف الاسلام المسلول"، مولانا شاہ عبد القادر بدایونی (وفات ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) عن مفتی احناف مکہ مکرمہ ومصنّف، شیخ جمال بن عبد اللہ (وفات ۱۲۸۴ھ / ۱۸۶۷ء) عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ فقیہِ ہند مولانا احمد رضا خاں بریلوی (وفات ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) عن مفتی احناف مکہ مکرمہ وصاحبِ مجموعۂ فتاویٰ شیخ عبد الرحمٰن بن عبد اللہ سراج (وفات ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۶ء) [۱۹۴] عن مفتی احناف شیخ جمال بن عبد اللہ

۞ مولانا حکیم عبد الاحد محدّث پیلی بھیتی (وفات ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) عن شیخ الخطباء والائمہ مسجد حرم مکی، شیخ احمد بن عبد اللہ ابو الخیر مرداد حنفی (وفات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء) عن شیخ جمال بن عبد اللہ

۞ مسندِ لاہور و مصنّف مولانا علی احمد سندھیلوی (وفات ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء) عن شارح صحیح بخاری مولانا غلام رسول رضوی (وفات ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۱ء) عن محدّث پاکستان مولانا محمد سردار احمد چشتی لائل پوری (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) عن محدّثِ مصر و مصنّف شیخ سیّد محمد حافظ بن عبد اللطیف تیجانی (وفات ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۷ء) عن محدّث مراکش وصاحب کتاب "فهرس الفهارس والاثبات"، مسند الدنیا شیخ سیّد محمد عبد الحی بن عبد الکبیر کتانی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی و شیخ سیّد فالح بن محمد ظاہری مدنی

۞ بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال کے بانی و سرپرست پیر انور حسین شاہ (وفات ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء) عن مفتی قطنا شیخ سیّد عبد اللہ بن ابراہیم غلایینی دمشقی (وفات ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء) عن مفتی قطنا و مصنّف شیخ سیّد ابراہیم بن محمد خیر غلایینی (وفات ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء) عن شیخ سیّد احمد بن محمد شریف سنوسی (وفات ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۳ء) عن شیخ سیّد عمران بن برکہ زلیطنی (وفات ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء) و شیخ سیّد احمد بن عبد القادر ریفی (وفات ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء) و شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی (وفات ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء) و شیخ سیّد محمد شریف سنوسی (وفات ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۶ء) چاروں عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ محدث و مفسر مولانا غلام رسول سعیدی (وفات ۱۴۳۷ھ / ۲۰۱۶ء) عن مولانا سیّد احمد سعید کاظمی (وفات ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء) عن مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (وفات ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) عن قاضی مکہ مکرمہ و مدرّس مسجد حرم شیخ سیّد ابو حسین محمد بن عبد الرحمٰن مرزوقی (وفات ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء) عن محدث و مسند مدینہ منورہ شیخ علی بن ظاہر وتری حسنی (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء)

عن شیخ ابو المحاسن محمد بن خلیل قاوقجی (وفات ۱۳۰۵ھ /۱۸۸۸ء) عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ چشتی خانقاہ گولڑا کے سجادہ نشین مولانا سیّد عبد الحق شاہ عرف چھوٹے لالہ جی (پیدائش ۱۳۴۴ھ /۱۹۲۶ء) عن مسند و مصنّف مولانا محمد عبد الباقی انصاری لکھنوی مہاجر مدنی (وفات ۱۳۶۴ھ / ۱۹۴۵ء)، عن مسند و مصنّف شیخ سیّد ابو النجاح فالح بن محمد ظاہری مدنی (وفات ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء) عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع خوشاب کے ناظم مولانا محمد عبد الحق بندیالوی (پیدائش ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء) عن مولانا یار محمد بندیالوی چشتی (وفات ۱۳۶۷ھ /۱۹۴۷ء) عن مولانا محمد حسین الہ آبادی اجمیری (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء) عن فلسفیِ اسلام وصاحب تصانیف کثیرہ شیخ سیّد محمد بن عبد الکبیر کتانی شہید (وفات ۱۳۲۷ھ /۱۹۰۷ء) عن شیخ سیّد عبد الکبیر بن محمد کتانی (وفات ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء) عن شیخ سیّد محمد بن عبد الواحد کبیر کتانی (وفات ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راول پنڈی کے بانی و سرپرست مولانا ابو الخیر سیّد حسین الدین شاہ چشتی (پیدائش ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء) عن مسند مولانا ضیاء الدین احمد قادری سیال کوٹی مہاجر مدنی (وفات ۱۴۰۱ھ /۱۹۸۱ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

۞ ہندوستان میں اہلِ سنّت کے سب سے بڑے مدرسہ سنّی ثقافت مرکز کالی کٹ صوبہ مالا بار کے بانی و سرپرست مولانا ابو بکر بن احمد قادری اشعری

شافعی (پیدائش ۱۳۵۸ھ /۱۹۳۹ء) عن مسند العصر و محدث، صاحبِ تصانیف کثیرہ، دار العلوم دینیہ مکہ مکرمہ کے نگرانِ اعلیٰ شیخ ابو الفیض محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی (وفات ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء) و عالمی مبلغ اسلام، مسند و مصنّف شیخ سیّد احمد مشہور بن طٰہٰ حداد باعلوی حضرمی (وفات ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء) دونوں عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

۞ مولانا محمد اختر رضا خاں بریلوی (پیدائش ۱۳۶۱ھ / ۱۹۴۲ء) عن مصنّف و مفتی مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی و مصنّف مولانا ابراہیم رضا خاں بریلوی (وفات ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) دونوں عن مصنّف مولانا محمد حامد رضا خاں بریلوی (وفات ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) عن مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ و مصنّف شیخ محمد عابد بن حسین مالکی (وفات ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۳ء) عن مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ و مصنّف شیخ حسین بن ابراہیم مالکی ازہری (وفات ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء) عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ چشتی خانقاہ بھیرہ، نیز دار العلوم محمدیہ غوثیہ کے سرپرست مولانا پیر محمد امین الحسنات شاہ (پیدائش ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) عن مفسّر قرآن کریم مولانا پیر محمد کرم شاہ ازہری (وفات ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء) عن صوفی شہیر مولانا خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (وفات ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء) عن محدّثِ حرمین شریفین شیخ عمر حمدان محرسی مالکی (وفات ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء) عن شیخ سیّد فالح بن محمد ظاہری مدنی

۞ عالمی دعوتِ اسلامی کراچی کے بانی و سرپرست مولانا محمد الیاس عطّار قادری (پیدائش ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) عن مولانا مفتی وقار الدین رضوی (وفات ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء) عن مولانا مفتی مصطفیٰ رضا خاں بریلوی

۞ ادارۂ منہاج القرآن لاہور کے بانی و کثیر التصانیف پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری (پیدائش ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) عن شیخ حسین بن احمد عُسَیران شافعی نقش بندی صیداوی ثم بیروتی (وفات ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء) عن نائب مفتی لبنان شیخ سیّد محمد عربی بن محمد مہدی عزوزی ادریسی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

۞ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے سرپرست و مصنّف، مولانا محمد محبّ اللہ نوری (پیدائش ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء) عن ملکۂ لیبیا شیخہ سیّدہ فاطمہ شفا بنت شیخ سیّد احمد شریف سنوسی (وفات ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

۞ بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد کے سابق پروفیسر، مدرسہ سعیدیہ غوثیہ چکوال کے بانی و مہتمم ڈاکٹر عبد الواحد ازہری (پیدائش ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء) عن شیخ سیّد عبد الغنی بن صالح جعفری (وفات ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء) عن مصنف و نعت گو شاعر شیخ سیّد صالح بن محمد جعفری (وفات ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۸ء) عن شیخ سیّد محمد شریف بن عبد العالی بن احمد بن ادریس فاسی (وفات ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) عن شیخ سید عبد العالی بن احمد بن ادریس فاسی (وفات ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء) عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ لاہور کے پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری (پیدائش ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) عن محدث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری (وفات ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء) عن شیخ سیّد مالک سنوسی (وفات ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء) عن شیخ سیّد عربی سنوسی (وفات ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

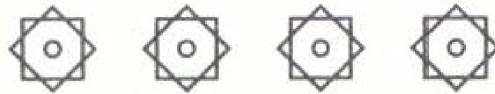
۞ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین مولانا شاہ محمد انس نورانی (پیدائش ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) عن عالمی مبلغ اسلام مولانا شاہ احمد نورانی (وفات ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء) عن عالمی مبلغ اسلام و مصنّف مولانا محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی (وفات ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۴ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

۞ ادارۂ مسعودیہ کراچی کے نگراں صاحب زادہ محمد مسرور احمد مجددی (پیدائش ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) عن محقق شہیر پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد مسعود احمد مجددی (وفات ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء) عن محدّثِ حجاز شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی (وفات ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء) عن شاہِ لیبیا شیخ سیّد محمد ادریس سنوسی (وفات ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء) عن شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی شہید و شیخ سیّد احمد بن عبد القادر ریفی دونوں عن شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی

۞ نقش بندی مجددی خانقاہ دہلی کے سجادہ نشیں صاحب زادہ شاہ ابو النصر انس فاروقی (پیدائش ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) عن مصنّف و مربی مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی ازہری دہلوی (وفات ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

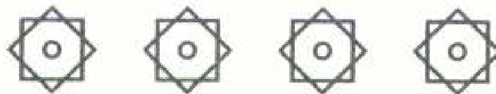
۞ دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور کے مولانا محمد نعیم اللہ نوری (پیدائش ۱۴۰۱ھ /۱۹۸۱ء) عن تریم حضر موت یمن کے شافعی عالم، مسند و مبلغ، صاحب کتاب "نيل المقصود فی مشروعية زيارة نبی الله هود عليه السلام" شیخ سیّد سالم بن عبد اللہ شاطری (پیدائش ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء) عن شیخ سیّد علوی بن عباس مالکی (وفات ۱۳۹۱ھ /۱۹۷۱ء) عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی

۞ انجمن ضیاءِ طیبہ کراچی سے وابستہ مفتی اکرام المحسن فیضی (پیدائش ۱۴۰۵ھ /۱۹۸۵ء) عن شیخ سیّد ادریس بن محمد بن جعفر کتانی (پیدائش ۱۳۳۶ھ /۱۹۱۸ء) و شیخ سیّد محمد فاتح بن محمد مکی کتانی (پیدائش ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) دونوں عن شیخ سیّد احمد شریف سنوسی



آخر میں واضح رہے کہ "سنوسی" لقب سے ملقب تین مشہور شخصیات کا صوفیہ کے سلسلہ و تحریک سنوسیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک سید محمد بن یوسف سنوسی (وفات ۸۹۵ھ / ۱۴۹۰ء) جو الجزائر کے شہر تلمسان کے باشندہ، اہل سنت عالم و صوفی، چالیس سے زائد کتب کے مصنف، جن میں ام البراهين عرف العقيدة السنوسية ان کی پہچان و متداول ہے۔ ان کے احوال پر شاگرد شیخ محمد بن ابراہیم الملالی تلمسانی (۸۹۷ھ /۱۴۹۱ء میں زندہ) کی تصنیف "المواهب القدسية فی المناقب السنوسية" کے مخطوط کا عکس ان دنوں انٹرنیٹ میں ہے۔ دوسرے شیخ سید عبد اللہ بن ادریس سنوسی (وفات ۱۳۵۰ھ /۱۹۳۷ء) جو

مراکش کے شہر فاس کے باشندہ، غیر مقلد عالم، منکر تصوف اور ملک میں وہابی فکر کے اولیں اہم مبلغ تھے۔ ان کے حالات پر شیخ ابو العلاء بدر بن عبد الالہ عمرانی طنجی (پیدائش ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۵ء) کی تصنیف ''الشیخ عبداللّٰہ السنوسی رائد المدرسة الاثرية'' دارالحدیث الکتانیہ طنجہ وبیروت نے ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں ''مجموع فيه المنتقى من فوائد ابی القاسم الزنجانی'' نامی مجموعہ کے ضمن میں شائع کی۔ تیسرے عبداللہ سنوسی (پیدائش ۱۳٦۴ھ / ۱۹۴۵ء) جو لیبیا کے مقتول صدر کرنل معمر قذافی کے ہم زلف ہیں اور طویل عرصہ ملک کے خفیہ محکمہ کے سربراہ رہے۔ اور کہا گیا کہ قذافی حکومت کے اہم ستون، ان کا سایہ، کان، دایاں ہاتھ بلکہ بلیک بکس ہیں۔ لیبیا میں انقلاب کے بعد ملک سے بھاگ نکلے لیکن ۱٦ مارچ ۲۰۱۲ء کو موریطانیہ کے دارالحکومت نواکشوط سے گرفتار ہوئے پھر لیبیا کی نئی حکومت کے سپرد کیے گئے۔ جہاں عدالت نے ۲۰۱۵ء کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ ان کے کارناموں پر ملک کے نام ور صحافی مجدی احمد حسین کامل (پیدائش ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۱ء) کی کتاب ''عبداللّٰه السنوسی، الصندوق الاسود للقذافی'' ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں دارالکتاب العربی نے شائع کی۔





حوالہ جات و حواشی



[١] حضرت ابو الحسن شاذلی کے احوال پر لکھی گئی چودہ عربی کتب کے نام "معجم العلماء والمشاهير" کے صفحہ ۴۵۱ تا ۴۵۲ پر دیے گئے ہیں، جن میں سے دو راقم سطور کے پیشِ نظر ہیں / شیخ علی سالم عمار شرقاوی (وفات ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۷ء) کی "ابو الحسن الشاذلی، عصره تاریخه علومه تصوفه" پہلی جلد مطبع دار التالیف قاہرہ نے ۱۳۷۱ھ/1951ء میں ۲۷۲ صفحات پر اور دوسری جلد ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء میں ۲۲۲ صفحات پر شائع کی، کل صفحات ۴۹۴ / اور شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود شاذلی (وفات۱۳۹۸/ ۱۹۷۸ء) کی "المدرسة الشاذلية الحديثة و امامها ابوالحسن الشاذلی" جس پر سالِ اشاعت درج نہیں، جب کہ تکمیل تالیف ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۸ء میں کی گئی اور دار الكتب الحديثة قاہرہ نے ۴۳۲ صفحات پر شائع کی / علاوہ ازیں نئی تالیف ڈاکٹر شیخ محمد بن مہدی تمسمانی کی "الامام سیدی ابو الحسن الشاذلی"، جو پہلی بار ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء میں دار الکتب علمیہ بیروت نے ۱۵۲ صفحات کے مجموعہ میں صفحہ ۵۳ تا ۹۳ پر طبع کرائی۔ نیز / اثمد العين، تکملہ صفحہ ۱۴۶، ۲۴۰/ الاعلام، جلد ۴ صفحہ ۳۰۵/البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۴/ الرؤى الشريفة، صفحہ ۳۰، ۳۶، ۴۹، ۵۷ تا ۵۸، ۷۹، ۸۸، ۱۰۶/

شجرة النور الزكية، صفحہ ۱۸۶ تا ۱۸۷/ صفحات من جهاد الصوفية والزُّهاد، صفحہ ۴۷ تا ۸۷/ طبقات الشاذلية، صفحہ ۲۷ تا ۴۲/ معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۳/ معجم المؤلفين، جلد ۲، صفحہ ۴۶۷ تا ۴۶۸/ موسوعة اهل الذكر بالسودان، جلد ۱، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۷

[۲] شیخ ابن ناصر درعی کے حالات: الاعلام، جلد ۷، صفحہ ۶۳ تا ۶۴/ شجرة النور الزكية، صفحہ ۳۱۳/ كلمة الرائد، جلد ۲، صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۴/ معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۶۲۴

[۳] حضرت خضر کی نبوت وزندہ ہونے پر مراکش کے مشہور محدث وفقیہ شیخ سیّد عبداللہ بن محمد صدیق غماری (وفات ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۳ء) نے کتاب "اثمد العين بيان نبوة الخُضر واسم ذى القرنين" لکھی، جس پر شیخ عبداللہ حلمی حسن شریف نے تحقیق انجام دی اور پہلی بار ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء میں دار الفتح عمان اردن نے ۲۵۹ صفحات پر شائع کی۔ محقّق نے اس پر تکملہ لکھا، جس میں ان اہل اللہ کے احوال پیش کیے جن سے مختلف ادوار میں حضرت خضر کی ملاقات ہوئی۔ یہ تکملہ "ذكر من اجتمع بالخضر من الصحابة والعلماء والصالحين" عنوان سے صفحہ ۹۹ تا ۲۴۶ پر درج ہے۔

ادھر نبوت وحیات خضر کے مسئلہ پر فریقین کی جانب سے لکھی گئی بیالیس کتب کے نام "معجم العلماء والمشاهير" صفحہ ۲۷۷ تا ۲۷۹ پر دیے گئے ہیں۔

[۴] سیّد المرسلین وخاتم النبیین سیّد نا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی خواب اور حالتِ بیداری میں اہل ایمان کو زیارت کے اثبات پر علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر سیوطی (وفات ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء) کی تحریر "تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک" الحاوِی للفتاوی کے صفحہ ۶۵۹ تا ۶۷۳ پر ہے۔ جب کہ محمد اظہر الدین علیمی نظامی نے اردو ترجمہ کیا جو مرکز البحوث الاسلامیۃ لکھنو نے ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء میں پہلی بار عربی متن کے ساتھ ۹۶ صفحات پر شائع کیا۔ اور شیخ محمد مختار بن احمد انیال کی "تحذیر العامی الجهول من انکار رؤیة الاولیاء للرسول صلی الله علیه وسلم" کا قلمی نسخہ موریتانیہ کے شہر ولاتہ میں چار صفحات پر، جس کا سال کتابت ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء ہے / نیز سوڈان کے دار الحکومت خرطوم کی مرکزی مسجد کے سابق مدرّس و خطیب شیخ حامد احمد بابکر (۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۰ء میں زندہ) کی "جواز الاجتماع بالرسول صلی الله علیه وسلم فی الیقظة والاخذ منه" ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ کے تیس صفحات پر ہے / متحدہ عرب امارات کی ریاست دبئی کے سابق مدیر محکمہ اوقاف بدرجہ وزیر ڈاکٹر شیخ عیسٰی بن عبد اللہ مانع حمیری کی "رؤیا النبی صلی الله علیه وسلم حق الی قیام الساعة، تعقیب علی رأیِ الشیخ مصطفی الزرقا لتخصیصه رؤیا النبی صلی الله علیه وسلم بالصحابة الکرام" جو وزارت اوقاف دبئی نے ۴۳ صفحات پر شائع کی، سالِ اشاعت درج نہیں۔ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری نے

اردو ترجمہ کیا جو "خواب میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں قیامت تک جاری رہیں گی" نام سے "ضیائے حرم" شمارہ اگست ۲۰۰۳ء صفحہ ۱۷تا۲۸ پر اور پھر کتابی شکل میں رضا اکیڈمی لاہور نیز صفّہ فاؤنڈیشن لاہور نے شائع کیا/ علاوہ ازیں معاصر شیخ محی الدین طعمی کی کتاب "معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى النوم واليقظة" دار الكتب العلمية بیروت نے دوسری بار ۲۰۰۹ء میں ۳۲۸صفحات پر شائع کی / اور موجودہ دور کے ہی شیخ مجدی سیّد عبد العزیز کی "الرؤى الشريفة، الذين راؤا النبى صلى الله عليه وسلم فى المنام" جو ۲۰۰۹ء میں ہی پہلی بار دار العالم العربی قاہرہ نے ۱۲۰صفحات پر نشر کی۔ بہاء الدین زکریا لائبریری چکوال میں آخر الذکر دونوں کتب موجود ہیں / علاوہ ازیں شیخ صلاح الدین عبد الحمید الہادی کا مضمون "أيُرى النبى صلى الله عليه وسلم يقظة" بھی قابلِ ذکر ہے، جو جامعہ ازہر قاہرہ کے ترجمان رسالہ "الازہر" شمارہ ستمبر ۱۹۸۴ء کے صفحہ ۲۰۳۸ تا ۲۰۴۴ پر چھپا/ ادھر خواب وحالتِ بیداری میں زیارت کے موضوع پر لکھی گئی اٹھائیس سے زائد کتب کے نام معجم الموضوعات المطروقة جلد۲، صفحہ ۱۲۶۹تا۱۲۷۰پر دیے گئے ہیں۔

اردو میں مولانا ابوالحسنات قطب الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "رفع الوسوسة والاحتمال عن رؤية النبى صلى الله عليه وسلم بعد الارتحال" لکھنؤ سے پہلی بار ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء میں

چھپی تھی۔ اب ماہ نامہ ''سوئے حجاز'' لاہور میں قسط وار اشاعت جاری اور پہلی قسط شمارہ اگست ۲۰۱۲ء صفحہ ۴۵ تا ۵۱ پر ہے۔

[۵] شیخ سیّد عبد العزیز دباغ کے حالات پر شیخ سیّد نور الہدیٰ محمد نبیل بن محمد ابراہیمی شاذلی اندلسی تطوانی نے کتاب ''المولی عبد العزیز و کتاب الابریز'' لکھی۔ نیز / الاعلام، جلد ۴ صفحہ ۲۸ / جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۸ تا ۱۰۶۸ / زیارات مراکش، صفحہ ۶۱، ۴۷ تا ۹۴ / ضیائے حرم شمارہ جولائی ۲۰۱۶ء، ص ۶۶، ڈاکٹر منظور احمد ازہری اور ڈاکٹر محمد نعیم الدین ازہری کا مضمون ''حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ العالی کا دورہ مراکش'' / طبقات الشاذلیة، صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۳ / المطرب فی مشاهیر اولیاء المغرب، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۹۷ / معجم المطبوعات العربیة والمعربة، جلد ۱ صفحہ ۱۰۰۹ تا ۱۰۱۰ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۱۶۷ تا ۱۶۸ / معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۱۷۰

[۶] معلوم رہے عرب دنیا میں ''ادریسی'' کی اصطلاح ولقب دو معنیٰ و مفہوم میں رائج ہے: ایک ادریسی النسب اور دوسری ادریسی الطریقة۔ اوّل الذکر سے مراد حضرت سیّد ادریس اوّل بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم (وفات ۱۷۷ھ / ۷۹۳ء) کی نسل ہے۔ جو عارف باللہ اور مراکش میں سلطنت ادریسیہ کے بانی تھے۔ مراکش کے ہی شہر فاس سے ستر کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع شہر زرہون میں مزار مشہور ہے اور راولپنڈی کے علامہ افتخار احمد

حافظ قادری نومبر ۲۰۰۷ء میں ان کے مزار پر حاضر ہوئے، پھر وہاں کے احوال اور مزار کی رنگین تصویر اپنے سفرنامہ میں پیش کیے۔ آپ کے حالات پر عربی میں متعدد مستقل کتب لکھی گئیں۔ (دیکھیں: الاعلام، جلد ا صفحہ ۲۷۹/ زیارات مراکش، صفحہ ۶۲، ۹۶ تا ۹۷/ معجم العلماء والمشاهیر، صفحہ ۳۵ تا ۳۶)

سادات ادریسیہ کے زعمانے ۲۰۱۰ء میں باہم رابطہ کے لیے ایک عالمی تنظیم "الرابطة العالمية للشرفاء الادارسة" قائم کی، جس کا مرکزی دفتر مراکش کے شہر رباط میں ہے۔ اور ۱۸ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۰ء کو اس کا چار روزہ عالم گیر اجتماع سوڈان کے دار الحکومت خرطوم کے ایک ہوٹل میں منعقد ہوا، جس میں دنیا بھر سے ادریسی النسب علما و مشائخ، مفکرین و دانش ور، اور زعما کے علاوہ دیگر اکابر امّت شریک ہوئے۔ پاکستان سے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے سربراہ صاحب زادہ محمد امین الحسنات شاہ چشتی حفظه الله تعالی شریک ہوئے۔ بعض شرکا نے سوڈان کے صدر عمر البشیر سے ملاقات کی۔ اس سیمینار کا موضوع "الشرفاء الادارسة فى خدمة الاسلام والمسلمين" تھا۔ (دیکھیں کمپیوٹر انٹرنیٹ بہ عنوان "صورة فعاليات الرابطة العالمية للشرفاء الادارسة")۔

اور "ادریسی الطریقة" سے مراد شیخ سیّد احمد بن ادریس سے منسوب صوفیہ کا سلسلہ ہے۔ علاوہ ازیں ان کی نسل نے عسیر و تہامہ پر حکم رانی کی جو "سلطنت ادریسیہ عسیر و تہامہ" نام سے یاد کی جاتی ہے۔

اور جب کسی شخصیت کے بارے میں "ادریسی النسب والطریقة" لکھا اور بولا جائے تو گویا اس میں یہ دونوں اوصاف موجود ہیں۔

[۷] شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی عرائشی کے حالات: ابجد العلوم، صفحہ ۶۷۲ تا ۶۷۳/ اتحاف المطالع، جلد۱، صفحہ ۱۶۴/ اثمد العین، تکملہ صفحہ ۲۰۶/ الاعلام، جلد۱ صفحہ ۹۵/ اعلام المغرب العربی، جلد۷ صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۸/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۲۰ تا ۲۱/ جامع کرامات اولیاء، جلد۲، صفحہ ۴۴۷ تا ۴۷۷/ حدائق الزہر، صفحہ ۱۱۹ تا ۱۳۴/ حلیة البشر، جلد۱، صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۰/ الدیباج الخسروانی، صفحہ ۳۴۰ تا ۳۴۷/ شجرة النور الزکیة، صفحہ ۳۹۶ تا ۳۹۷/طبقات الشاذلیة، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵/ عقود الدرر، جلد۱، صفحہ ۴۷ تا ۹۰/الفوائدالجلیة جلد۱ صفحہ ۲۱ تا ۳۴/ فیض الملک الوہاب، جلد۱، صفحہ ۱۴۶ تا ۱۴۹/ مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵/ المطرب فی مشاہیر اولیاء المغرب، صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۲/ معجم المطبوعات العربیة والمعربة، جلد۱، صفحہ ۳۹ تا ۴۰/ معجم من رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۰/ المناظرة الکبریٰ، صفحہ ۴۳ تا ۷۹ بقلم محقق/ موسوعة اہل الذکر بالسودان، جلد۲، صفحہ ۵۵۲ تا ۵۶۴/ نزہة الفکر، جلد۱، صفحہ ۱۸۵/ النفس الیمانی، صفحہ ۱۷۵ تا ۱۸۴

[٨] شیخ سیّد یحییٰ بن محسن نعمی صبیا کے قریب گاؤں دہنا میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی اور قبر بنی۔ والدِ گرامی عالم جلیل تھے۔ ان سے تعلیم کے بعد شمالی یمن کے شہر صنعا پہنچے اور اکابر علما سے اخذ کیا، پھر مکہ مکرمہ کی راہ لی، جہاں حدیث وغیرہ علوم پڑھے۔ مفتی، صوفی، ماہر انساب، پروقار شخصیت، حکام و عوام میں مقبول اور علاقہ میں فتویٰ کے مرجع تھے۔ مزید حالات: الدیباج الخسروانی، صفحہ ۴۰۷ تا ۴۰۸/ عقود الدرر، جلد۲، صفحہ ۸۸۲ تا ۸۸۶/ فیض الملک الوهاب جلد۳، صفحہ ۱۹۹۴

[٩] شیخ سیّد عبدالرحمٰن بن سلیمان اہدل ۱۱۷۹ھ /۱۷۶۶ء میں یمن کے علمی وروحانی شہر زبید میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ محدّثِ یمن، مسند العصر، مؤرّخ، شاعر، فقیہ شافعی پھر اجتہاد کا راستہ اپنایا۔ علوم تصوّف کے ماہر اور ادق عبارات کے حل میں کمال تھا۔ زبید شہر کے مفتی تھے۔ متعدد تصنیفات میں "النفس الیمانی" مطبوعہ ۳۲۰ صفحات مشہور و مقبول ہے، نیز والد کی تصنیف المنهل الروی پر حاشیہ لکھا۔ آپ کے حالات پر شیخ سعد بن عبد اللہ سہیل نے ۱۲۶۳ھ میں کتاب "فتح الرحمٰن فی مناقب سیّدی عبد الرحمٰن بن سلیمان" لکھی جس کا قلمی نسخہ مکتبہ سعیدیہ ہندوستان میں ہے۔ نیز/ ابجد العلوم، صفحہ ٦٧٦/ الاعلام، جلد۴، صفحہ ۳۰۴/ حدائق الزہر، صفحہ ۷۲ تا۷۹/ حلیة البشر، جلد۲، صفحہ ۸۲۶ تا ۸۲۷/ الدیباج الخسروانی، صفحہ ۳۲۶ تا ۳۲۸/ عقود الدرر، جلد۱

صفحہ ۴۴۸ تا ۴۶۲/ فهرس الفهارس، جلد ۱ صفحہ ۲۵۰ تا ۲۵۱، جلد ۲، صفحہ ۶۹۵ تا ۷۰۰/ فيض الملک الوهاب، جلد ۲، صفحہ ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۵/ معجم المؤلفين، جلد ۳ صفحہ ۹۰/ النفس اليمانی، صفحہ ۶ تا ۱۴ بہ قلم محقّق

[۱۰] مولانا محمد عابد بن احمد علی سندھی، سندھ کے روحانی شہر سیہون میں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ ہجرت کی وہیں وفات پائی اور قبر بنی۔ فقیہ حنفی، محدث، مسند العصر، نقش بندی صوفی، حکیم، یمن کے شہر زبید کے قاضی، پھر علمائے مدینہ منورہ کے رئیس رہے۔ حدیث، فقہ حنفی، عقیدہ وغیرہ موضوعات پر متعدد تصنیفات ہیں، جن میں "حصر الشارد من اسانيد محمد عابد" آپ کی پہچان اور علم روایت واسناد میں انتہائی اہم کتاب ہے، جو شیخ خلیل بن عثمان جبور سبیعی کی تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء میں مکتبہ الرشد ریاض نے دو جلد کے ۷۸۲ صفحات پر شائع کی۔

سندھ یونی ورسٹی جام شورو سے چار طلبا نے آپ کی دوسری اہم عربی ضخیم کتاب "طوالع الانوار شرح الدرّ المختار" کے اجزا پر تحقیق کے نتیجہ میں ایم فل و پی ایچ ڈی کی اور مدرسہ مجددیہ نعیمیہ کراچی کے مفتی محمد جان نعیمی نے عقائد اسلام سے متعلّق پانچ عربی رسائل پر تحقیق انجام دے کر "الرسائل الخمس" نام سے چار علما دمشق کی تقاریظ کے ساتھ ۱۴۳۲ھ/ ۲۰۱۱ء میں دارالنعیمی کراچی سے ۴۱۹ صفحات پر شائع کیے، نیز اردو ترجمہ مفتی اعجاز احمد قادری اویسی

(پیدائش ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء) نے کیا جو مکتبۂ غوثیہ کراچی نے ۲۰۱۳ء میں ۱۷۰ صفحات پر شائع کیا۔ ادھر حلب شام کے شیخ سائد بکداش حنفی مقیم مدینہ منورہ نے احوال پر "الامام الفقیه المحدث الشیخ محمد عابد السندی الانصاری رئیس علماء المدینة المنورة" نام سے کتاب تالیف کی، جو دار البشائر الاسلامیة بیروت نے پہلی بار ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء میں ۵۶۰ صفحات پر شائع کی۔

[۱۱] شیخ سیّد محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی مکہ مکرمہ کے باشندہ تھے، جو طائف کے قریب گاؤں سلامہ میں ۱۲۰۸ھ/ ۱۷۹۳ء میں پیدا ہوئے اور طائف میں وفات پائی، مکہ مکرمہ کے قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ حنفی عالم، مفسر، نعت گو شاعر، سوڈان و مصر میں آباد میر غنی سادات کے جدِ اعلیٰ، وہاں کے تبلیغی سفر کیے اور شہر سنار میں متعدد افراد نے آپ کی سعی سے اسلام قبول کیا۔ مدرّس مسجد حرم مکہ مکرمہ، صاحب کرامات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ بیداری میں زیارت ہوئی اور اخذ کیا۔ متعدد تصنیفات میں "تاج التفاسیر لکلام الملک الکبیر" کے علاوہ "مولد میر غنی" مطبوع اور محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رائج ہے۔ آپ کے حالات پر بیٹے شیخ سیّد جعفر صادق میر غنی (وفات ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء) نے کتاب "لؤلؤة الحسن الساطعة فی بعض مناقب ذی الاسرار اللامعة، ختم اهل العرفان سید نا ومولانا السید محمد عثمان المیرغنی المکی" لکھی، جو ۱۳۷۰ھ/ ۱۹۵۰ء میں مکتبہ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ نے "النفحات

الربّانية" نامی مجموعہ کے صفحہ ۳۹ تا ۵۸ پر شائع کی۔ نیز / الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۶۲ / جامع کرامات اولیاء، جلد ۱، صفحہ ۸۸۱ تا ۸۸۵ / عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۷۹۳ تا ۷۹۵ / فهرس الفهارس، جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۲ تا ۱۰۹۳ / فیض الملک الوهاب، جلد ۲ صفحہ ۱۴۹۴ تا ۱۴۹۶ / مختصر نشر النور، صفحہ ۴۹۲ / معجم البابطين، جلد ۱۸، صفحہ ۴۲۰ تا ۴۲۲ / معجم المطبوعات العربية والمعربة، جلد ۲، صفحہ ۱۸۲۸ تا ۱۸۲۹ / معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۴۸۳ تا ۴۸۴ / معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۷ / موسوعة اهل الذكر بالسودان، جلد ۵، صفحہ ۱۷۶۶ تا ۱۷۷۲۔

[۱۲] شیخ حسن بن احمد عاکش ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۷ء میں تہامہ یمن کے مقام ضمد میں پیدا ہوئے اور ابی عریش میں وفات پائی۔ محدّث، حافظ، ادیب و شاعر، مؤرّخ یمن، تاریخ وسوانح کے موضوعات پر متعدد تصنیفات ہیں۔ سات سے زائد شائع ہوئیں، جن میں المناظرة الكبرىٰ کے علاوہ حدائق الزهر فی ذكر الاشياخ اعيان الدهر مطبوعہ ۱۴۱۳ھ، صفحات ۳۲۸، الديباج الخسروانی فی اخبار اعيان المخلاف السليمانی مطبوعہ ۱۴۲۴ھ، صفحات ۶۵۸، اور عقود الدرر بتراجم علماء القرن الثالث عشر، مطبوعہ ۲۰۰۸ء دو جلد صفحات ۱۰۲۹۔ آخر الذکر کی تالیف ۱۲۸۸ھ / ۱۸۷۱ء میں مکمل ہوئی اور یہ تیرھویں صدی ہجری میں شمالی یمن، تہامہ، مکہ مکرمہ کے ۶۲۵ مشاہیر

علمائے کرام کا تذکرہ ہے۔ محقّق کتاب منکرین تصوّف میں سے ہیں اور اس بارے منفی طرز کے حواشی لکھ کر اپنے افکار ٹھونسنے کی کوشش کی۔ مصنّف کے مزید حالات: الاعلام، جلد۲ صفحہ ۱۸۳/ حدائق الزہر، صفحہ۱۱ تا ۴۷/ عقود الدرر، جلد۱، صفحہ۱۹ تا ۲۵/ معجم البابطین، جلد۳، صفحہ ۴۴۷ تا ۴۴۵/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ ۵۳۶

[۱۳] شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی ۱۲۲۸ھ /۱۸۱۳ء میں سوڈان کے مقام دنقلہ کے قریب گاؤں کرو میں پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ ہجرت کی، وہیں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں قبر بنی۔ عالم، مرشد کامل، شاعر تھے۔ مکہ مکرمہ سے ۱۲۶۳ھ میں وادی مصر کے مقام رشید گئے اور تبلیغ و ارشاد کے بعد واپس آئے، بعد ازاں وہاں کا دوسرا سفر کیا۔ مرشدِ گرامی کے احوال و آثار پر ایک سے زائد تصنیفات توثیق العری، عقد الدرالنفیس نام کی ہیں، جن کا مزید ذکر دوسرے مقامات پر ملاحظہ ہو۔ آپ کے احوال پر مرید مولانا اسماعیل بن ملا نواب کابلی مہاجر مکی نے کتاب "مناقب الرشید" لکھی، جس کا قلمی نسخہ دار الکتب ظاہریہ دمشق میں ہے۔ جب کہ شیخ ابو الفتوح محمد بن خلیل ہجرسی کی "القصر المشید فی التوحید وفی طریقة سیدی ابراہیم الرشید" مطبع علمیہ قاہرہ نے پہلی بار ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۵ء میں ۱۰۴ صفحات پر شائع کی۔ نیز / الاعلام، جلد۱ صفحہ ۴۳تا۴۴/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۴۵۱/حلیة البشر، جلد۱، صفحہ ۴۰ تا

۴۲/ فيض الملك الوهاب، جلد۱، صفحہ۱۴۵/ معجم المطبوعات العربية والمعربة، جلد۱، صفحہ۱۵/ معجم المؤلفين، جلد۱، صفحہ ۳۲/ موسوعة اهل الذكر بالسودان، جلد۱، صفحہ۶۹ تا ۷۵، جلد۲ صفحہ۴۸۵ تا۴۸۷/ نزهة الفكر، جلد۱، صفحہ۸۱ تا۸۳

[۱۴] شریف مکہ سیّد عبدالمطلب بن غالب حسنی ۱۲۰۹ھ /۱۷۹۴ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ وہ خلافت عثمانیہ کی طرف سے تین بار گورنر مکہ مکرمہ تعینات رہے: پہلی بار ۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ، پھر ۱۲۶۷ھ تا ۱۲۷۲ھ اور ۱۲۹۷ھ تا ۱۲۹۹ھ اور مجموعی طور پر آٹھ برس فائز رہے۔ الاعلام، جلد۴ صفحہ ۱۵۴

[۱۵] خیر التابعین حضرت اویس بن عامر قرنی (وفات ۳۷ھ /۶۵۷ء) یمن کے باشندہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات کا دور پایا، لیکن ملاقات نہیں ہوئی اور تابعین میں سے ہوئے۔ ان کے احوال وفضائل پر عربی میں چھ سے زائد مستقل کتب مختلف ادوار میں لکھی گئیں، جن میں سے تین شائع ہوئیں، جیسا کہ مشہور فقیہ حنفی و محدّث نور الدین ملا علی قاری ہروی مکی (وفات ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء) کی ''المعدن العدنی فی فضل اویس قرنی''، جو ابراہیم بن عبداللہ حازمی کی تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء میں مطبع سفیر ریاض سے ۸۷ صفحات پر چھپی۔ قبر کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں ہو سکی، تاہم عراق، شام اور یمن وغیرہ مقامات پر قبور آپ کی طرف منسوب ہیں، ان میں سے ایک مقام یمن کا گاؤں زبید ہے۔ دارالعلوم

حنفیہ فریدیہ بصیرپور اوکاڑا کے صاحب زادہ محمد نعیم اللہ نوری رجب ۱۴۲۹ھ /۲۰۰۸ء میں زبید میں واقع مزار پر حاضر ہوئے پھر احوال، نیز مزار کی رنگین تصویر اور ماہ نامہ "نعت" لاہور کے مدیر راجا رشید محمود کی موزوں کردہ منقبت، اپنے سفر نامہ میں پیش کیے۔ نیز آپ کی نسبت سے "اویس قرنی کے دیس میں" نام دیا۔ صفحہ ۹۰، ۱۰۷ تا ۱۱۷/ معجم العلماء والمشاهير، صفحہ ۸۰

[۱۶] "مجموعة احزاب واوراد و رسائل" کی جو الگ اشاعت پیشِ نظر ہے اس میں شامل مواد کے نام، ترتیب اور ضخامت یہ ہے: المحامید الثمانية، صفحہ ۳ تا ۶، الاحزاب الخمسة، صفحہ ۶ تا ۵۲، الصلوات الاربع عشرة، صفحہ ۵۲ تا ۶۳، الحزب السيفى، صفحہ ۶۴ تا ۷۸، الحزب المغنى، صفحہ ۷۹ تا ۸۲، الحصون المنيعة النبويّة، صفحہ ۸۲ تا ۹۰، القواعد، صفحہ ۹۰ تا ۹۶، الاساس، صفحہ ۹۶ تا ۹۹، روح السنة وروح النفوس المطمئنة، صفحہ ۱۰۰ تا ۱۳۶، كيمياء اليقين فى مشوّق المتقين، صفحہ ۱۳۷ تا ۱۸۴، النفحات الالهية بالاوراد الاحمدية والنسمات المحمدية بفيض الامداد النبوية، صفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۶، اسماء الله الحسنٰى، صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸، حديث بدء الخلق، صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰، نبذة يسيرة فى ترجمة سيدى احمد بن ادريس، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۵

[۱۷] مجموعہ "النفحات الربّانية المشتملة على سبعة رسائل مير غنية للسادة الميرغنية وغيرهم" پہلی بار ۱۳۷۰ھ /۱۹۵۰ء

میں مکتبۂ مصطفیٰ بابی حلبی قاہرہ نے ۲۵۲ صفحات پر شائع کیا، جس میں شامل سات تصانیف یہ ہیں: النفخات المكية واللمحات الحقية فی شرح اساس الطريقة الختمية، از شیخ سیّد محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی (وفات ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۲ء) صفحہ ۱ تا ۳۸ / لؤلؤة الحسن الساطعة فی بعض مناقب ذی الاسرار الامعة، ختم اهل العرفان سيدنا ومولانا السيد محمد عثمان المير غنى المكى، از شیخ سیّد جعفر صادق بن محمد عثمان میر غنی مکی (وفات ۱۲۷۷ھ / ۱۸۶۰ء) صفحہ ۳۹ تا ۵۸ / مناقب شيخ الطريقة ومعدن الحقيقة الاستاذ السيّد محمد سرالختم المير غنى ابن السيد محمد سرالختم ابن السيد محمد عثمان المير غنى المكى الختم (وفات ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء) از شیخ مصطفیٰ طموم (وفات ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء) صفحہ ۵۹ تا ۱۰۰ / شرح الراتب المسمى الاسرار المترادفة من الدواوين الالهية، از شیخ محمد عثمان بن محمد ابو بکر میر غنی، اپنی دوسری تصنیف الانوار المتراكمة من الحضرة الالهية والخيرات السارية بدعاء جملة من الاولياء المحمدية پر تعلیقات، صفحہ ۱۰۱ تا ۱۲۴ / النفحات القدسية من الحضرة العباسية فی شرح الصلاة المشيشية، از شیخ سیّد عبداللہ بن ابراہیم میر غنی (وفات ۱۲۰۷ھ / ۱۷۹۲ء) صفحہ ۱۲۵ تا ۱۸۰ / الجوهرة الفاخرة فی بيان اصل الطريق الى معرفة مالك الدنيا والآخرة، از شیخ عبدالرؤف مناوی، سال

تکمیل تالیف رجب ۱۰۲۶ھ، صفحہ ۱۸۱تا۲۳۶/ شرح حدیث السنۃ المحمدیۃ، از شیخ احمد بن ادریس فاسی (وفات ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء)، صفحہ ۲۳۷تا۲۴۴

[۱۸] الاعلام، جلد ا صفحہ ۹۵

[۱۹] مولانا عبد الستار بن عبد الوہاب صدیقی کے والدین دہلی سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے، جہاں ۱۲۸۶/ ۱۸۶۹ء میں آپ کی ولادت ہوئی اور مکہ مکرمہ میں ہی وفات پائی۔ حنفی عالم، مسند، مؤرّخ، عربی میں متعدد تصنیفات ہیں۔ عرب و عجم کے جن علماو مشائخ سے اجازت پائی ان میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی شامل ہیں، جن سے اجازت کا قلمی نسخہ مکتبہ حرم مکہ مکرمہ میں زیرِ نمبر ۴۵۷/ ۷ محفوظ ہے۔ آپ کے احوال و آثار پر احقر کی تحریر "تیرھویں و چودھویں صدی ہجری کے مشاہیر کا اہم عربی تذکرہ فیض الملک الوھاب" عنوان سے ہے۔

[۲۰] شیخ ابو الفتوح ہجرسی کے حالات: الاعلام، جلد۶ صفحہ ۱۱۸/ فیض الملک الوھاب جلد۳، صفحہ ۱۸۱۷ تا ۱۸۱۹/ معجم البابطین، جلد۱۶، صفحہ ۶۵۵ تا ۶۵۶/ معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، جلدا، صفحہ ۳۳۲/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ ۲۸۲/ نثر الجواھر، جلد۲، صفحہ ۱۱۵۹

[۲۱] شیخ بہاء الدین بیطار کے حالات: الاعلام، جلد۶ صفحہ ۲۱۱/ تاریخ علماء دمشق، جلدا، صفحہ ۲۵۶تا۲۵۷/ حلیۃ البشر، جلدا، صفحہ ۳۸۰ تا ۴۰۰، ۴۷۱تا۴۷۲/ معجم البابطین، جلد۱۷، صفحہ ۲۶۹ تا

۱۷۲/ معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۴۱۷/ نثرالجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۳۱۳

[۲۲] درود عظیمیہ کا عربی متن و اردو ترجمہ جامع کرامات اولیاء، جلد ۲ صفحہ ۴۷۵ تا ۴۷۷ پر ہے۔ نیز/ اثمد العین، تکملہ صفحہ ۲۰۶/ الاحزاب الخمسة، صفحہ ۲۴/ النفحات الالهیة، صفحہ ۱۸۷۔ واضح رہے درود عظیمہ اور درود عظیمیہ الگ الگ ہیں۔ اول الذکر حضرت شیخ سیّد محی الدین عبدالقادر جیلانی سے منسوب اور دوسرا شیخ احمد بن ادریس سے مروی ہے۔ "ربیع الاسرار" نامی مجموعہ میں دونوں کے متن درج ہیں۔ اوّل الذکر صفحہ ۲۷۸ اور دوسرا صفحہ ۲۸۲ پر ہے۔

[۲۳] شیخ عبد الرحمٰن بھکلی کے حالات: الاعلام، جلد ۳ صفحہ ۲۹۸/ حدائق الزھر، صفحہ ۸۰ تا ۹۳/ الدیباج الخسروانی، صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۷/ عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۴۱۳ تا ۴۳۲/ فیض الملک الوھاب، جلد ۲، صفحہ ۱۰۱۱ تا ۱۰۱۶، ۱۰۴۴ تا ۱۰۴۵، ۱۱۳۹ تا ۱۱۴۰/ معجم البابطین، جلد ۱۰، صفحہ ۵۲۶ تا ۵۲۸/ معجم المؤلفین، جلد ۲، صفحہ ۷۴

[۲۴] حدائق الزھر، صفحہ ۱۲۵

[۲۵] النفس الیمانی، صفحہ ۱۷۵

[۲۶] مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۲۰۱

[۲۷] مجموعة احزاب، صفحہ ۲۰۵

[٢٨] المسلسلات العشرة، صفحہ اوّل

[٢٩] حدائق الزہر، صفحہ ١١٩

[٣٠] حدائق الزہر، صفحہ ١١٩

[٣١] حدائق الزہر، صفحہ ١٢٢

[٣٢] حدائق الزہر، صفحہ ١٢٨

[٣٣] عقود الدرر، جلد ٢، صفحہ ٤٧

[٣٤] عقود الدرر، جلد ١، صفحہ ٧٥

[٣٥] عقود الدرر، جلد ١، صفحہ ٨٢

[٣٦] ملا اسماعیل بن محمد نواب بن سعد اللہ کے والد ملا نواب (وفات ١٣٠٩ھ / ١٨٩١ء) وطن افغانستان سے ہندوستان آئے۔ یہاں علم حاصل کیا، اساتذہ میں مولانا فضل حق خیر آبادی شامل ہیں۔ لکھنؤ کے مقام خالص پور میں شادی کی، پھر بیٹے ملا اسماعیل و دیگر اہل خانہ کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کی۔ والد نے مکہ مکرمہ، جب کہ بیٹا نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ دونوں حنفی عالم، صوفی اور حکیم تھے۔ ملا اسماعیل کے مزید حالات: اعلام المکیّین، جلد ٢، صفحہ ٩٢١ / فیض الملک الوہاب، جلد ١، صفحہ ٢٩١ تا ٢٩٢

[٣٧] جامع کرامات اولیاء، جلد ٢، صفحہ ٤٤٧ تا ٤٤٨

[٣٨] شیخ حسن کوہن کے حالات: اتحاف المطالع، جلد ٢، صفحہ ٤٨٩ / الاعلام، جلد ٢، صفحہ ٢٢١ / طبقات الشاذلیة، صفحہ ٦ تا ٧ بہ قلم محقّق

[٣٩] طبقات الشاذلیة، صفحہ ١٨٣

[۴۰] طبقات الشاذلیة، صفحہ ۱۸۵

[۴۱] شیخ محمد مخلوف تیونسی کے حالات: الاعلام، جلد۷، صفحہ ۸۲/شجرة النور الزکیة، صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۹/ نثر الجواهر، جلد۲، صفحہ ۱۴۵۵ تا ۱۴۵۷

[۴۲] شجرة النور الزکیة، صفحہ ۳۹۶تا۳۹۷

[۴۳] الکنز الثری، جلد ا، صفحہ ۷۸

[۴۴] شیخ عبداللہ تلیدی مراکش کے شہر تطوان کے قریب گاؤں صاف میں پیدا ہوئے جو ماضی میں عرائش شہر کے زیرِ انتظام تھا۔ ادریسی النسب، مالکی عالم، داعی اجتہاد، صوفی، اور سیّاح ہیں۔ شیخ سیّد احمد بن محمد صدّیق غماری (وفات ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) کے اہم شاگرد و خلیفہ ہیں۔ ستر سے زائد تصنیفات مختلف موضوعات پر ہیں، جن میں سے چالیس کے قریب شائع ہوئیں اور مراکش کے مشہور مفسّر و عارفِ کامل شیخ سیّد احمد بن محمد ابن عجیبہ (وفات ۱۲۲۴ھ / ۱۸۰۹ء) نے نعتیہ قصیدہ بردہ کی شرح لکھی تھی، اس پر تحقیق انجام دی اور ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء میں دار الامان رباط نے ۳۴۴ صفحات پر شائع کی۔ آپ کے احوال و خدمات پر شاگرد شیخ حسین اشبو کی طنجی کی کتاب "عبد الله التلیدی، العلامة المربی والمحدث الاثری" دارالقلم دمشق نے پہلی بار ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں ۱۶۰ صفحات پر شائع کی۔

[۴۵] المطرب فی مشاهیر اولیاء المغرب، صفحہ ۲۲۱

[۴۶] عقود الدرر، جلد ا، صفحہ ۷۸

[۴۷] النفس الیمانی، صفحہ ۱۸۰تا۱۸۱

[۴۸] النفس الیمانی، صفحہ ۱۸۰تا۱۸۱

[۴۹] مجموعة احزاب و اور اد و رسائل، صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۰

[۵۰] الصلوات الاربع عشرة، صفحہ ۵۳ تا ۵۴

[۵۱] النفحات الالهية، صفحہ ۱۹۰تا۱۹۱

[۵۲] روح السنة، صفحہ ۱۲۶

[۵۳] روح السنة، صفحہ ۱۲۱

[۵۴] روح السنة، صفحہ ۱۳۱

[۵۵] جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۲۶۲، ۴۷۴/عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۸۷

[۵۶] شیخ ابو طالعہ کے حالات: عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۶/ معجم العلماء، صفحہ ۲۲/معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵

[۵۷] شیخ ابراہیم اسواس کے حالات: حدائق الزہر، صفحہ ۲۳۴ تا ۲۳۶/ عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷تا۲۰۸

[۵۸] شیخ اسماعیل مُغَلّس کے حالات: الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۰۹/ عقود الدرر، جلد ۱، صفحہ ۲۲۳تا۲۳۳

[۵۹] امیر علی بن مجثل مغیدی کے حالات: الدیباج الخسروانی، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۱۰ودیگر صفحات

[۶۰] قاضی مصطفیٰ جد اوی کے حالات: فیض الملک الوهاب، جلد ۳، صفحہ ۱۸۳۱ تا ۱۸۳۲

[۶۱] معلوم رہے سیّد صالح جعفری نام کی دو شخصیات ایک ہی دور میں گزری ہیں۔ ایک شیخ صالح بن محمد جعفری جو قاہرہ کے باشندہ اور اہلِ سنّت عالم، نیز پیر طریقت تھے، اور دوسرے شیخ صالح بن عبد الکریم جعفری جو نجف اشرف کے باشندہ تھے، نیز بغداد میں مقیم رہے وہ شیعہ گھرانہ کے فرد اور عراق کے مشہور شاعر اور وفات سے تقریباً پچیس برس قبل بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ دونوں کا نام، نیز قبیلہ ایک، دونوں شاعر، اور ایک ہی برس میں چند ماہ کے فرق سے دونوں کی وفات ہوئی۔ اس مماثلت ومشابہت کے باعث بعض نے حالات گڈمڈ درج کر دیے ہیں۔ معجم البابطین میں دونوں کے احوال ہیں۔ صالح بن محمد جعفری ازہری کے جلد ۹، صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۱، اور صالح بن عبد الکریم جعفری کے جلد ۹، صفحہ ۴۱۲ تا ۴۱۴ پر ہیں اور خطایہ ہوئی کہ دونوں مقامات پر حالات کے ساتھ اول الذکر کی تصویر دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں "معجم العلماء والمشاهير" صفحہ ۱۸۵ پر ہے کہ شیخ صالح جعفری ازہری کی شاعری پر بغداد یونی ورسٹی سے ۱۴۱۶ھ میں "صالح الجعفری، شاعرا" عنوان سے مقالہ برائے ایم فل لکھا گیا، جب کہ یہ مقالہ صالح جعفری بغدادی کی شاعری پر ہے۔

[۶۲] الکنز الثری، جلد صفحہ ۱۱۱

[۶۳] شیخ صالح جعفری ازہری کے حالات پر اُن کے بیٹے شیخ سیّد عبد الغنی جعفری نے کتاب "الکنز الثری فی مناقب الجعفری" لکھی، جس کی پہلی جلد ۱۹۹۰ء میں دار جوامع الکلم قاہرہ نے ۲۲۴ صفحات

پر شائع کی/ اور ڈاکٹر محمد عبدالدایم علی سلیمان الجندی (پیدائش ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۵ء) نے آپ کے احوال پر پی ایچ ڈی کی۔ ان کا تحقیقی مقالہ "الشیخ صالح الجعفری، حیاته وجهوده فی الحیاة الروحیة فی میزان الاسلام" نام سے دار جوامع الکلم قاہرہ نے ۴۳۲ صفحات پر غالباً ۲۰۰۶ء میں شائع کیا۔ نیز/ الاسوار المشرفة، صفحہ ۲۲، ۳۹۲/ ذیل الاعلام، جلد۲، صفحہ ۸۶ تا ۸۷/ معجم البابطین، جلد۹، صفحہ ۴۱۹ تا ۴۲۱/ معجم من رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم، صفحہ ۱۴۹

[۶۴] شیخ عبدالغنی جعفری کے احوال ان دنوں کمپیوٹر انٹرنیٹ پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

[۶۵] شیخ محمد زکی شاذلی کے حالات: دمشق کے غلایینی علما، صفحہ ۴۵ تا ۴۷/ کلمة الرائد، جلد۲، صفحہ ۲۲۸/ معجم البابطین، جلد۱۷، صفحہ ۶۶۴ تا ۶۶۶/ النهضة الاسلامیة، جلد۶، صفحہ ۳۸۰ تا ۳۹۴

[۶۶] کلمة الرائد، جلد۲، صفحہ ۲۲۶

[۶۷] ابواب الفَرَج، صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۶، ۲۰۴ تا ۲۰۶، ۲۱۲ تا ۲۱۴، ۲۳۰ تا ۲۳۱، ۲۷۱ تا ۲۷۳، ۳۸۱ تا ۳۸۳

[۶۸] فیض الملک الوهاب، جلد۱، صفحہ ۱۴۹

[۶۹] جامع کرامات اولیاء، جلد۲، صفحہ ۴۶۲ تا ۴۶۳

[۷۰] شیخ محمد بن احمد بن ادریس کے حالات: فیض الملک الوهاب، جلد۲، صفحہ ۱۵۸۰ تا ۱۵۸۱

[۷۱] شیخ محمد بن علی یمنی ازہری کے حالات: الاعلام، جلد۶، صفحہ ۳۰۳/ الاعلام الشرقیة، جلد۱، صفحہ ۴۳ تا ۴۴/ الفوائدالجلیة جلد ۱ صفحہ ۳۴ تا ۳۵/ فیض الملک الوهاب، جلد۲، صفحہ۱۵۷۹ تا ۱۵۸۰/ موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد۵، صفحہ ۱۷۸۴ تا ۱۷۸۶

[۷۲] کمپیوٹر انٹرنیٹ پر بہ عنوان "حکم دیوان المظالم فی قضیة املاک الادارسة بمنطقة جیزان"

[۷۳] سوڈان میں خانقاہی نظام کی تاریخ، ملک میں رائج سلاسل کا تعارف، قدیم و جدید مشائخ صوفیہ کے حالات کے بیان پر وہاں کے قادری مرشد شیخ سیّد طٰہٰ الباقر (پیدائش ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء) کی سرپرستی میں متعدد اہلِ علم نے مل کر ضخیم کتاب تالیف و مرتّب کی، جو "موسوعة اهل الذکر با لسودان" نام سے وزارت خزانہ سوڈان کے مالی مصارف پر المجلس القومی للذکر والذاکرین نے ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء میں پہلی بار چھ جلد کے ۲۳۴۰ صفحات پر شائع کی، جو موضوع کے اعتبار سے اہم و مفید ہے۔

[۷۴] سوڈان میں ادریسی سلسلۂ کے فروغ بارے مختصر معلومات کے لیے دیکھیں: موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد۱، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۵

[۷۵] ختمیہ سلسلہ سوڈان بارے: موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد۱، صفحہ ۱۴۳ تا ۱۶۴

[۷۶] شیخ حسن ادریسی کے حالات پر شیخ محی الدین طیب عبداللہ احمدی کی کتاب "المنهل الحسن فی بعض تراجم و مناقب الحسن الادریسی" کا قلمی نسخہ امّ درمان سوڈان کے ادریسی گھرانہ میں محفوظ ہے۔ نیز/ موسوعة اهل الذکر بالسودان، جلد۳، صفحہ ۹۲۱ تا ۹۲۲، جلد۵، صفحہ ۱۷۸۷تا۱۷۸۸

[۷۷] انٹرنیٹ پر عرس کی تقریبات "الذکری السنویّة للسید احمد بن ادریس" عنوان سے ہیں۔

[۷۸] مستغانم نامی شہر الجزائر کے مشہور شہر وہران سے ستر کلو میٹر اور ملک کی مغربی جانب ہے، جہاں سے سپین کا ساحل محض ایک سو پچاس کلو میٹر فاصلہ پر ہے۔ رومن عہد میں نام "کاریٹا" اور گیارھویں صدی میں "مورستاغ" تھا۔ اسے ۱۵۱۶ء میں ترکی کے بحری قائد خیر الدین بربروس نے فتح کیا اور تقریباً ۱۷۰۰ء میں سلطنتِ عثمانیہ میں شامل کیا گیا، تا آں کہ ۱۸۳۲ء میں فرانس نے پورے الجزائر پر قبضہ کرلیا اور پھر ۱۹۶۲ء میں آزادی ملی۔ اکیس ویں صدی کے اوائل میں آبادی دولاکھ کے قریب ہے۔ مستغانم کی اہمیت و شہرت کی چار وجوہات ہیں: پہلی، مشہور مؤرّخ و فلسفی شیخ ولی الدین عبد الرحمٰن بن محمد ابن خلدون (وفات ۸۰۸ھ / ۱۴۰۶ء) کچھ عرصہ اس کے نواح میں مقیم رہے۔ دوسری، سنوسی سلسلہ و تحریک کے سرتاج یہاں پیدا ہوئے۔ تیسری، گرنیش ٹائم **GMT** کے لیے کھینچی گئی فرضی لکیر کے کنارہ پر واقع عرب دنیا کا واحد مقام ہے۔ یہ لکیر زمین کو مشرق و مغرب کے دو

حصّوں میں تقسیم کرتی ہے، جس کا مرکز لندن کے قریب مقام گرینچ ہے جہاں سے GMT وقت طے ہوا۔ یہ لکیر مستغانم سے پندرہ کلو میٹر فاصلہ پر اسٹیڈیا نامی مقام سے گزرتی ہے۔ مستغانم کی چوتھی وجہ شہرت اس کا ساحلی شہر ہونا ہے جہاں ہر سال ہزاروں سیاح آتے ہیں۔ (الشرق الاوسط، شمارہ ۱۱/ جنوری ۲۰۱۲ء، صفحہ ۲۸، عادل بوعکاز کی تحریر "مستغانم الجزائرية، المدينة العربية الوحيدة التي يمر بها خط غرينتش")

[۷۹]. جغبوب، لیبیا کے شہر طرابلس سے ملحق علاقہ وصوبہ برقہ میں واقع ہے، جہاں کے دیگر شہروں میں البیضاء، اجدابیا، الکفرة، درنہ اور تیل سے مالا مال شہر طبراق واقع ہیں۔ جغبوب کی بنیاد شیخ سید محمد بن علی سنوسی نے رکھی اور یہ ایک خانقاہ و جہادی مرکز کے طور پر جانا گیا، جہاں لاتعداد حفّاظ قرآنِ کریم، مجاہدین تیار کیے گئے۔ یہاں شیخ سیّد احمد شریف سنوسی، شیخ عمر المختار شہید کی خدمات نمایاں رہیں۔ یہ طبراق سے جنوب مشرق میں تقریباً ۲۸۶ کلو میٹر فاصلہ پر واقع ہے اور ۲۰۰۶ء میں آبادی ۲۷۶۸ تھی۔

[۸۰] شیخ سیّد عبدالقادر بن محی الدین الجزائری ۱۲۲۲ھ /۱۸۰۷ء میں الجزائر کے علاقہ معسکر کے گاؤں قیطنہ میں پیدا ہوئے۔ امیر المجاہدین، مالکی عالم، ادیب و شاعر، مدرّس، مصنّف، قادری مرشد تھے۔ آپ ۱۲۳۶ھ میں تعلیم کی غرض سے الجزائر کے شہر وہران پہنچے اور ۱۲۴۱ھ میں والد کے ہم راہ حج و زیارت کے لیے وطن سے نکلے پھر دو

حج ادا کرنے کے بعد ۱۲۴۳ھ میں واپس آئے۔ اس دوران دمشق میں
عارف باللہ مرشدِ کبیر مولانا ضیاء الدین خالد بن احمد کردی عثمانی
(وفات ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۷ء) سے نقش بندی مجددی میں اور پھر بغداد
میں سجادہ نشین ونقیب الاشراف شیخ سیّد محمود بن زکریا گیلانی (وفات
۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء) سے قادری سلسلہ میں اجازت پائی۔ فرانس نے
۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء میں الجزائر پر غاصبانہ حملہ کیا تو والد کی سرپرستی میں
جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے پھر عمر بھر اسی نہج پر رہے جس باعث
قید و جلاوطنی کا سامنا کرنا پڑا۔ وطن سے نکلے تو عثمانی دارالخلافہ استنبول
سے ہوتے ہوئے بالآخر ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۶ء میں دمشق پہنچے، جہاں بھر
پور استقبال ہوا۔ آپ سیدھے شیخ الاکبر محی الدین محمد بن علی ابن عربی
اندلسی (وفات ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) کے مزار پر پہنچے اور دمشق میں ہی
سکونت اختیار کی، جس دوران جہادی سرگرمیوں، درس و تدریس اور
سماجی خدمات جاری رکھیں۔ آپ ۱۲۷۳ھ میں القدس الشریف حاضر
ہوئے اور فلسطین، لبنان، مصر، برطانیہ، فرانس وغیرہ کے دورے
کیے، اور ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۳ء میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو مکہ مکرمہ
میں عارف باللہ شیخ محمد بن محمد فاسی مہاجر مکی (وفات ۱۲۸۸ھ /
۱۸۷۲ء) سے شاذلی سلسلہ میں خلافت پائی۔ امیر المجاہدین سیّد
عبدالقادر الجزائری دمشق میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، کتاب الشفا،
الفتوحات المکیہ وغیرہ کتب کا درس کیا کرتے۔ فتوحاتِ مکیہ کا قلمی نسخہ
خود مصنّف شیخ الاکبر کے قلم سے ترکی کے شہر قونیہ میں محفوظ تھا،

چناں چہ شیخ الجزائری نے اس سے تقابل و تصحیح کے لیے ذاتی نسخہ چند شاگردوں کو سونپ کر قونیہ روانہ کیا جو مقصد میں کام یاب ہو کر واپس آئے پھر آپ اسی کا درس دیا کرتے۔ امیر المجاہدین سیّد عبد القادر کی نظم و نثر میں چند تصنیفات ہیں، جن میں المواقف الروحیة والفیوضات السبوحیة مشہور، جو ۱۳۴۴ھ میں قاہرہ اور ۱۳۹۶ھ میں دمشق سے چھپی۔ آخر عمر میں مرض غالب آیا تو دمشق کے نواح میں گاؤں دمر منتقل ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ دوسرے روز جسدِ خاکی دمشق لایا گیا اور نماز جنازہ میں تیس ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی، نیز جنازہ کے راستہ پر مزید ہزاروں افراد نے استقبال کیا۔ شیخ الاکبر کے پہلو میں قبر بنی۔ وفات کے تقریباً اسّی برس بعد وطن الجزائر ۳/ جولائی ۱۹۶۲ء کو فرانس سے آزاد ہوا تو تحریکِ آزادی میں آپ کی خدمات تازہ ہوئیں پھر اہل وطن کی خواہش پر ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء میں جسدِ خاکی دمشق سے ایک پر وقار جلوس کے ہمراہ الجزائر منتقل کیا گیا۔ ادھر شیخ الاکبر کے پہلو میں علامتی مزار آج بھی جوں کا توں محفوظ ہے اور ۱۹۹۳ء میں لی گئی رنگین تصویر "مشیدات دمشق" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ آپ کے احوال پر لکھی گئی بیس سے زائد کتب کے نام معجم العلماء والمشاهير، صفحہ ۵۸۸ تا ۵۸۹ پر ہیں۔ جیسا کہ بیٹا شیخ سیّد محمد پاشا الجزائری دمشقی (وفات ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء) کی "تحفة الزائر فی مآثر الامیر عبدالقادر واخبار الجزائر"، جو پہلی بار مطبع غرزوزی اسکندریہ مصر سے ۱۹۰۳ء

میں دو جلد کے ٦٤٦ صفحات پر چھپی۔ پہلی جلد آپ کی جہادی سر گرمیوں اور دوسری علمی و قلمی خدمات کے بیان پر ہے۔ علاوہ ازیں عبداللہ جندی نے "کفاح الامیر عبدالقادر الجزائری ضد الفرنسیین فی الجزائر" عنوان پر ۱۳۸۳ھ میں قاہرہ یونی ورسٹی سے ایم فل کیا۔ نیز/ الاعلام، جلد۴، صفحہ ۴۵ تا ۴۶/ البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۷/ حلية البشر، جلد۲، صفحہ ۸۸۳ تا ۹۱۵/ شجرة النور الزكية، صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۷/ صفحات من جهاد الصوفية والزّهاد، صفحہ ٦٧ تا ۷۰/ علماء دمشق واعيانها، جلد۲، صفحہ ۸۸۷ تا ۸۱۷/ الفوائد الجلية، جلد ۱ صفحہ ۴۳ تا ۴۷/ فيض الملك الوهاب، جلد۲، صفحہ ۹۸۷ تا ۹۸۹/ مشيدات دمشق، صفحہ ۵۸۱، ۵۸۴/ معجم البابطين، جلد۱۱، صفحہ ۳۴ تا ۳٦، ۱۰۱ تا ۱۰۳، ۴۵٦ تا ۴٦۰، جلد۱۴، صفحہ ۵۰۴ تا ۵۰۷، جلد۱٦، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۳، جلد۱۷، صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۱، جلد۱۹، صفحہ ۵۹۳ تا ۵۹۵، ٦۲۹ تا ٦۳۱، جلد ۲۰ صفحہ ۷۹ تا ۸۰، جلد ۲۲، صفحہ ٦٦ تا ٦۷، ۹۳ تا ۹۵/ معجم المؤلفين، جلد۲، صفحہ ۱۹۸/ معجم المطبوعات العربية والمعربة، جلد۱، صفحہ ٦۹۱ تا ٦۹۳/ معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۷/ واعظ غير متعظ، صفحہ ٦۸، ۷۸ تا ۸۰/ ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱، ۵۰، شیخ سیّد یوسف بن ہاشم رفاعی

کی تحریر کا ترجمہ از مولانا محمد اقبال نقش بندی، بہ عنوان ''صوفیائے کرام زاہد و مجاہد لوگ''

[۸۱] شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی کے حالات: الاعلام، جلد۶، صفحہ ۲۹۹/ اعلام لیبیا، صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۷/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۵۴۱ تا ۵۴۲/ البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۷۸ تا ۱۷۹/ جامع کرامات اولیاء، جلد۲، صفحہ ۴۵۸ تا ۴۵۹/ الجواهر الاكليلية، صفحہ ۲۷۷ تا ۲۸۵/ الحركة السنوسية، پہلی جلد، کل صفحات ۳۷۳/ دور الزوایا، حصّۂ اوّل، صفحہ ۳۷ تا ۷۷، ۱۰۲ تا ۱۰۳، ۳۰۰ تا ۳۰۳/ سیدی ضیاء الدین احمد القادری، دوسری اضافہ شدہ اشاعت، جلد۱ صفحہ ۱۱۷ تا ۱۳۷/ شجرة النور الزكية، صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰/ صفحات من جهاد الصوفية والزّهاد، صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴/ عقود الدرر، جلد۲، صفحہ ۷۹۷ تا ۷۹۸/ فهرس الفهارس، جلد۱، صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۴، ۲۴۶ تا ۲۴۷، جلد۲، صفحہ ۶۰۲ تا ۶۰۳، ۶۶۴، ۱۰۴۰ تا ۱۰۴۹، ۱۰۵۹، ۱۰۹۷/ الفوائدالجاية، جلد۱ صفحہ ۷ تا ۲۱، ۳۸ تا ۴۲، ۴۷ تا ۵۹، ۶۴ تا ۶۸، ۷۸ تا ۸۴، ۸۶ تا ۹۱/ مختصر نشر النور، صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۴/ المسلسلات الغشرة، صفحہ ۱ تا ۲/ معجم البابطين، جلد۱۴، صفحہ ۴۵۴ تا ۴۵۶، جلد۱۶، صفحہ ۱۸۱/ معجم المؤلفين، جلد۳، صفحہ ۵۱۴/ موسوعة اهل الذكر بالسودان، جلد۳، صفحہ ۹۶۲ تا ۹۶۳

[۸۲] شیخ صدّیق کمال، نیز ان کے فرزندان کے حالات اردو کتاب "امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ" صفحہ ۲۹۶ تا ۳۳۶ پر ہیں، جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء میں شائع کی۔ نیز / اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۸۰۹ / مختصر نشر النور، صفحہ ۲۲۰ تا ۲۲۱

[۸۳] شیخ جمال مکی کے حالات: الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱۳۴، ۱۳۵ / اعلام المکیین، جلد ۱، صفحہ ۶۸ تا ۶۹ / فهرس الفهارس، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴ / فیض الملک الوهاب، جلد ۱، صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۵ / مختصر نشر النور، صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۲ / معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۵۰۱ / نزهة الخواطر، صفحہ ۱۲۸۷ / نزهة الفکر، جلد ۱، صفحہ ۲۶۸ تا ۲۷۲

[۸۴] شیخ سیّد محمد کبیر کتانی کے حالات پر ان کے پوتا شیخ سیّد محمد عبد الحی کتانی نے کتاب "عبیر الند فی ترجمة سیدنا الجد" لکھی۔ نیز / اتحاف المطالع، جلد ۱، صفحہ ۲۵۰ / الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۲۵۵ / شجرة النور الزکیة، صفحہ ۴۰۳ / الشرب المحتضر، صفحہ ۹۵ تا ۹۶ / فهرس الفهارس، جلد ۱، صفحہ ۴۸۱ تا ۴۸۲ / فیض الملک الوهاب، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷۳ تا ۱۵۷۴، ۱۶۰۰ تا ۱۶۰۱ / معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۴۷۰ / منطق الاوانی، صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴

[۸۵] طرابلس نام کے عرب دنیا میں دو شہر ہیں۔ ان دنوں ایک لبنان میں اور دوسرا لیبیا میں شامل ہے۔ عرب باشندے دونوں میں تمیز کے

لیے لبنان میں واقع شہر کو "طرابلس الشام" اور دوسرے کو "طرابلس الغرب" کہتے ہیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر انھیں انگریزی نام ٹریپولی سے یاد کیا جاتا ہے۔

[۸۶] مولانا عبدالرحیم قادری دہلوی کے حالات: نزهة الخواطر، صفحہ ۱۲۷۵

[۸۷] شیخ حسین مالکی اور ان کے فرزند ان کے حالات "امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ" صفحہ ۱۲۵تا۱۹۳پر ہیں۔ نیز/ الاعلام، جلد۲، صفحہ ۲۳۰/ اعلام المکیین، جلد۲، صفحہ ۸۲۶/ الجواهر الاكليلية، صفحہ ۲۹۴/ الجواهر الحسان، جلد۱، صفحہ ۱۶۴ تا ۱۶۵/ رحمت الرحیم، صفحہ ۷۲/ فیض الملك الوهاب، جلد۱، صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰/ مختصر نشر النور، صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۱/ نزهة الفكر، جلد۱، صفحہ ۳۴۵ تا ۳۴۸/ وسام الكرم، صفحہ ۱۶۱

[۸۸] شیخ محمد ابن حُمَید کے حالات: الاعلام، جلد۶، صفحہ ۲۴۳/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۴۰ تا ۴۱/ رحمت الرحیم، صفحہ ۷۲/ السحب الوابلة، جلد۱، صفحہ ۵ تا ۱۱ بہ قلم محقّقین/ فهرس الفهارس، جلد۱، صفحہ ۵۱۹ تا ۵۲۰/ فیض الملك الوهاب، جلد۲، صفحہ ۱۴۱۸ تا ۱۴۲۰/ مختصر نشر النور، صفحہ ۴۲۳ تا ۴۲۵/ معجم البابطين، جلد۹، صفحہ ۲۹۸، ۳۰۰/ معجم المؤلفين، جلد۳، صفحہ ۴۴۶ تا ۴۴۷/ نزهة الخواطر، صفحہ ۱۲۶۸/ وسام الكرم، صفحہ ۳۶۴

[۸۹] شیخ محمد حقی نازلی کے حالات: اعلام المکیین، جلد ۲، صفحہ ۹۵۵ تا ۹۵۶/ فیض الملک الوهاب ، جلد ۲، صفحہ ۱۵۷۷/ معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۲۶۲/ معجم المطبوعات العربية و المعربة، جلد ۱، صفحہ ۷۸۴ تا ۷۸۵/ نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۱۴۶

[۹۰] شیخ محمد قاوقجی کے حالات پر اُن کے شاگرد و خلیفہ شیخ سیّد عبد القادر طرابلسی مدنی کی کتاب "ترجمة قطب الواصلین وغوث السالکین القاوقجی الحسنی" مطبع ادبیہ بیروت سے ۱۳۰۶ھ، پھر ۱۳۱۸ھ میں ۱۰۱ صفحات پر چھپی۔ اب ایک خاتون سحر بنت محمد علی ہوشر نے جنان یونی ورسٹی طرابلس لبنان سے ڈاکٹر قاضی شیخ اسامہ بن عبد الرزّاق رفاعی کی نگرانی میں "المحدث الشیخ ابو المحاسن القاوقجی واثره فی علم الحدیث" عنوان سے تحقیق انجام دے کر ۲۰۰۱ء میں ایم فل کیا۔ ان کا مقالہ غیر مطبوع، لیکن کمپوز شدہ ۲۸۹ صفحات پر ہے۔ نیز/ الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۱۱۸/ الاعلام الشرقية، جلد ۲، صفحہ ۵۸۴ تا ۵۸۸/ جامع کرامات اولیاء، جلد ۱، صفحہ ۹۰۰ تا ۹۰۱/ فهرس الفهارس، جلد ۱، صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۶، ۲۵۰، ۴۴۷/ فیض الملک الوهاب ، جلد ۲، صفحہ ۱۴۰۷ تا ۱۴۱۲/ معجم المؤلفین، جلد ۳، صفحہ ۳۶، ۲۷۸ تا ۲۷۹/ معجم المطبوعات العربية والمعربة، جلد ۲، صفحہ ۱۴۹۰ تا ۱۴۹۱/نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۱۵۷ تا ۱۱۵۹

[۹۱] شیخ سیّد صالح زواوی کے حالات: اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۴۸۷ تا ۴۸۸/ جہانِ امام ربّانی، جلد۵، صفحہ ۱۴۸، ۱۶۱ تا ۱۶۳/ مختصر نشر النور، صفحہ ۲۱۷/ مقامات خیر، صفحہ ۱۰۸، ۴۳۷ تا ۴۳۸، ۵۲۴/ وسام الکرم، صفحہ ۱۹۸

[۹۲] علامہ محمد سعید عظیم آبادی کے حالات: نزھة الخواطر، صفحہ ۱۳۶۰

[۹۳] عقود الدرر، جلد ۲، صفحہ ۷۹۷ تا ۷۹۸

[۹۴] شوارق الانوار، صفحہ ۸، نیز دیکھیں صفحہ ۲۳، ۱۲۱، ۱۶۶، ۱۶۷

[۹۵] شیخ عبد اللہ ابو الخیر مرداد شہید اور اس گھرانہ کے دیگر علما کے حالات: امام احمد رضا محدث بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ، صفحہ ۳۷ تا ۱۲۴

[۹۶] مختصر نشر النور، صفحہ ۴۴۳

[۹۷] شجرة النور الزکیة، صفحہ ۳۹۹

[۹۸] کلمة الرائد، جلد ۲، صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵

[۹۹] الجزائر میں خانقاہی نظام، صوفیۂ اسلام کے مقبول و رائج سلاسل کے تعارف، وابستگان کی تبلیغی و جہادی خدمات، وہاں کے اکابر صوفیہ کے حالات پر شیخ صلاح مؤید عقبی کی کتاب "الطرق الصوفية والزوايا بالجزائر، تاریخها ونشاطها" پہلی بار ۲۰۰۲ء میں دار البراق بیروت نے ۴۰۹ صفحات پر شائع کی، جو لائق مطالعہ ہے۔ اور "سنوسی سلسلہ کا تعارف و جہادی خدمات" صفحہ ۱۸۲ تا ۲۰۵ پر مذکور ہیں۔

[۱۰۰] دور الزوایا، حصّۂ اوّل صفحہ ۴۷

[۱۰۱] المسلسلات العشرة، صفحہ ۴

[۱۰۲] بغية المقاصد، صفحہ ۲۸۲ تا ۲۸۳

[۱۰۳] بغية المقاصد، صفحہ ۱۳۴/ نیز، الاساس، صفحہ ۹۸ تا ۹۹/ النفحات الالهية، صفحہ ۱۸۸ تا ۱۸۹، ۱۹۶

[۱۰۴] بغية المقاصد، صفحہ ۱۳۴ تا ۱۳۵

[۱۰۵] مقدمة مؤطا الامام مالک، صفحہ ۳۵ تا ۳۶

[۱۰۶] بغية المقاصد، صفحہ ۲۷۲ تا ۲۹۱

[۱۰۷] مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، صفحہ ۲۰۱ تا ۲۰۲/ المسلسلات العشرة، صفحہ ۸، ۱۰ تا ۱۱/ المنهل الروی، صفحہ ۴۷ تا ۴۸

[۱۰۸] شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی نے "شفاء الصدر بآرِی المسائل العشر" اپنے مرشد شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی کی اجتہادی آرا کے بیان پر لکھی، جس میں دس مسائل میں مالکی مذہب سے اختلاف کیا گیا تھا۔ اس پر مکہ مکرمہ و جامعہ ازہر قاہرہ کے مالکی اکابر کے ساتھ بحث وجدل برپا ہوا۔ شفاء الصدر کے جواب میں مصر کے شہر قنا کے قاضی عبدالرزاق نے رسالہ قلم بند کیا، جس کے رد میں شیخ ابراہیم بن صالح رشیدی نے "توثیق العریٰ بهدیٰ خیر الورٰی" لکھی۔

[۱۰۹] ایقاظ الوسنان، صفحہ ۴۳

[۱۱۰] بغية المقاصد، صفحہ ۲۷۳

[۱۱۱] شفاء الصدر، صفحہ ۲۸

[۱۱۲] ایقاظ الوسنان، صفحہ ۶۷، ۶۸/ بغية المقاصد، صفحہ ۸۸

[۱۱۳] عجاج نو یہض کے حالات: اتمام الاعلام، جلد۱، صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۷/ تتمۃ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۳۶۵، جلد۲، صفحہ ۳۱۰ تا۳۱۱/ معجم البابطین، جلد۱۲، صفحہ ۷۵۳ تا۷۵۵

[۱۱۴] امیر البیان شکیب ارسلان کے حالات پر عربی میں پندرہ سے زائد مستقل کتب شائع ہو چکی ہیں اور ظاہر محمد صکر نے بغداد یونی ورسٹی سے ۱۴۱۷ھ میں "شکیب ارسلان دورہ السیاسی" عنوان پر ایم فل کیا، ان کا تحقیقی مقالہ بیروت سے چھپا۔ نیز/الاعلام، جلد۴، صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۵/ معجم البابطین، جلد۹، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۱/ معجم العلماء والمشاہیر، صفحہ ۴۷۴/ معجم المؤلفین، جلد۱، صفحہ ۸۱۸ تا ۸۱۹

[۱۱۵] حاضر العالم الاسلامی، جلد۱، صفحہ ۳۲۰ تا۳۳۱

[۱۱۶] الموسوعۃ المیسرۃ، تیسری اشاعت، جلد۱، صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۴

[۱۱۷] ڈاکٹر مانع جہنی کے حالات: ذیل الاعلام، جلد۳، صفحہ ۱۵۶

[۱۱۸] الحرکۃ السنوسیۃ، جلد۱، صفحہ ۴۰، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۲۵۰

[۱۱۹] شاعرِ جنوب محمد بن علی سنوسی کے احوال و شاعری پر تین سے زائد کتب لکھی گئیں، جیسا کہ محمد سلیمان قسومی نے "محمد بن علی السنوسی حیاتہ وشعرہ" عنوان سے ۱۴۱۴ھ میں ابنِ سعود یونی ورسٹی ریاض سے ایم فل کیا۔ نیز/ اتمام الاعلام، جلد۱، صفحہ ۳۹۲/ تتمۃ الاعلام، جلد۲، صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳، ۳۳۷/معجم العلماء والمشاہیر، صفحہ ۴۳۰

[۱۲۰] الکفرة نامی مقام لیبیا کے شہر بن غازی سے تقریباً ایک ہزار کلو میٹر کے فاصلہ پر علاقہ برقہ میں واقع اور کھجور کی پیداوار میں مشہور ہے، ان دنوں آبادی ساٹھ ہزار نفوس کے لگ بھگ ہے۔

[۱۲۱] شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی کے حالات: الاعلام، جلد۷، صفحہ ۷۶/ الاعلام الشرقیة، جلد۲، صفحہ ۵۹۶تا۵۹۷/ اعلام لیبیا، صفحہ ۴۰۴ تا ۴۰۶/ الجواهر الاکلیلیة، صفحہ ۳۲۰تا۳۲۵/ الحرکة السنوسیة، جلد۲، صفحہ ۱۵تا۹۹/ سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۱۴۳، ۲۹۳/ سیرة الزعیمین، صفحہ ۱۳تا۶۱/ صفحات من جهاد الصوفیة والزهاد، صفحہ۱۱۱تا۱۱۲/ الفوائد الجلیة، جلد۱، صفحہ ۶۰ تا ۶۲، ۶۸ تا ۷۰، ۸۴ تا ۸۵، ۹۱ تا ۱۰۲/ فیض الملک الوهاب، جلد۳، صفحہ ۱۶۶۷ تا ۱۶۶۹/ نثر الجواهر، جلد۲، صفحہ ۱۵۰۵ تا ۱۵۰۶

[۱۲۲] مہدی سوڈانی کا اصل نام سیّد محمد احمد بن عبداللہ ہے، جو ۱۲۵۹ھ/ ۱۸۴۳ء میں سوڈان کے علاقہ دنقلہ کے جزیرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۸۵ء میں وہیں کے شہر امّ درمان میں وفات پائی۔ عالم، مصنّف، مجاہد، صوفیہ کے سلسلۂ سمانیہ کے مرشد اور کہا گیا کہ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں "مھدی منتظر" کالقب اختیار کیا پھر قبائل کو اپنی اتباع کی دعوت دی اور مجاہدین کا لشکر تیار کر کے برطانوی استعمار سے متعدد معرکے برپا کیے اور ساتھیوں نے انگریز گورنر گورڈن کو قتل کیا، جس کے بعد پورے سوڈان پر قبضہ اور ملک آزاد ہو گیا، جس کے چند ماہ

بعد وفات پائی۔ بارہ تیرہ برس بعد انگریزوں نے سوڈان پر دوبارہ تسلط
جمالیا اور اس وقت کے انگریز جنرل کچز کے حکم پر ام درمان میں آپ
کے مقبرہ کو تباہ کر کے جسدِ خاکی نکال کر ہڈیاں تک جلادی گئیں اور
راکھ دریائے نیل میں بہائی گئی۔ چند برس بعد پہلی جنگِ عظیم کے
دوران یہی جنرل کچز بحری جہاز میں تھا کہ جرمن آب دوز نے جہاز کے
پرخچے اڑادیے اور کچز کی لاش تک نہ ملی۔ مہدی سوڈانی کے احوال پر
لکھی گئی گیارہ کتب کے نام معجم العلماء والمشاهير صفحہ ۹۲۷ تا
۹۲۸ پر دیے گئے ہیں۔ جیسا کہ ابراہیم حسن سحانۃ نے "الادارة
المهدية بالسودان" عنوان پر ۱۳۸۶ھ میں قاہرہ یونی ورسٹی سے
ایم فل کیا اور قبل ازیں اسی یونی ورسٹی سے محمد کامل رحمانی نے "وقائع
الثورة المهدية" عنوان پر ۱۳۷۹ھ میں پی ایچ ڈی کی / علاوہ ازیں
توفیق احمد البکری (وفات ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کی "محمد احمد
المهدی" جو دار احياء الكتب العربية قاہرہ نے ۱۳۶۳ھ /
۱۹۴۴ء میں ۱۲۸ صفحات پر شائع کی۔ نیز / الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۲۰ /
الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۳۷ تا ۳۸ / اہم عرب ممالک،
صفحہ ۲۴۴ تا ۲۵۴ / البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۹۱
تا ۱۹۲ / حلية البشر، جلد ۲، صفحہ ۸۰۱ تا ۸۲۰ / صفحات من
جهاد الصوفية والزهاد، صفحہ ۸۹ تا ۹۰ / معجم المؤلفين،
جلد ۳، صفحہ ۷۷ / نثرالجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳۵ / واعظ غير
متعظ، صفحہ ۷۷

[۱۲۳] شیخ سیّد عمران بن برکہ کے مقام ولادت، نیز سنین ولادت ووفات میں اختلاف ہے۔ بہ قول بعض طرابلس شہر میں اور بہ قولِ دیگر وہاں سے دو سو کلو میٹر کے فاصلہ پر مصراتہ نامی شہر میں پیدا ہوئے اور ولادت کا سال ۱۲۱۰ھ / ۱۷۹۵ء بہ قولِ دیگر ۱۲۱۱ھ ہے۔ جب کہ رجب ۱۳۱۰ھ کو مصراتہ میں، بہ قولِ ثانی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۴ء میں جغبوب میں وفات پائی۔ ہم نے متن میں ان کے نواسہ کی تحریر کو ترجیح دی، جو الانوار القدسیة میں ہے۔

[۱۲۴] شیخ عمران بن برکہ کے حالات: اعلام لیبیا، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۴/ الانوار القدسیة، صفحہ۱۸/ الجواھر الاکلیلیة، صفحہ ۳۰۷ تا ۳۰۸، ۳۱۲/ الحرکة السنوسیة، جلد۱، صفحہ۹۵ تا ۹۶، جلد۲، صفحہ۱۹ تا ۲۱، ۱۰۲، جلد۳، صفحہ۱۷/ حسن الوفا، صفحہ۷۲، ۸۳/ سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۲۸۳/ سیرة الزعیمین، صفحہ ۱۵تا۱۸، ۶۵/شجرة النور الزکیة، صفحہ ۴۰۸ تا ۴۰۹/ الفوائدالجلیة، جلد۱صفحہ ۵۵، ۷۱، ۷۸/معجم البابطین، جلد۲۲، صفحہ ۳۲۷

[۱۲۵] شیخ سیّد احمد ریفی کے حالات: الانوار القدسیة، صفحہ۱۸ وغیرہ/ الحرکة السنوسیة، جلد۱، صفحہ ۹۸تا۹۹/ الدلیل المشیر، صفحہ۵۶/ سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۱۴۴، ۲۸۲ تا ۲۸۳/ سیرة الزعیمین، صفحہ۱۸، ۵۵، ۵۷، ۶۵/ الفوائدالجلیة، جلد۱صفحہ ۱۷ تا ۷۲، ۷۳

[۱۲۶] عقد الجوهر، صفحہ ۱۷۳۳

[۱۲۷] سلطان عبدالحمید دوم بن سلطان محمود عثمانی ۱۲۵۸ھ / ۱۸۴۲ء میں ترکی میں پیدا ہوئے اور ۱۸۷۶ء میں عثمانی سلطنت کے حکم راں ہوئے، جس کی حدود تین برِ اعظم: ایشیا، افریقہ اور یورپ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ۱۹۰۹ء میں معزول، پھر جلا وطن کیے گئے۔ وہ چونتیس ویں عثمانی خلیفہ تھے۔ ان کے احوال و خدمات پر عربی زبان میں بائیس سے زائد کتب لکھی گئیں، جن میں سے اکثر شائع ہوئیں اور سب کے نام معجم العلماء والمشاهير صفحہ ۵۷۱ تا ۵۷۲ پر دیے گئے ہیں۔ نیز / الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۲۹ تا ۳۰ / حلية البشر، جلد ۲، صفحہ ۷۹۷ تا ۸۲۰ / معجم البابطين، جلد ۹، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸، جلد ۱۰، صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۰، جلد ۱۴، صفحہ ۵۱۰ تا ۵۱۱، جلد ۱۵، صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۳ / مقامات خیر، صفحہ ۴۹۰ تا ۴۹۱

[۱۲۸] شیخ فالح ظاہری مدنی کے حالات: الاعلام، جلد ۶، صفحہ ۳۲۶ / اعلام من ارض النبوة، جلد ۲، صفحہ ۱۶۳ تا ۱۷۰ / تراجم ليبية، صفحہ ۳۳۱ تا ۳۴۱ / الحركة السنوسية، جلد ۱، صفحہ ۹۶ تا ۹۷ / حسن الوفاء، صفحہ ۸۳ تا ۸۴ / الدليل المشير، صفحہ ۴۲۵ تا ۴۲۷ / فهرس الفهارس، جلد ۲، صفحہ ۸۹۵ تا ۸۹۸ / فيض الملك الوهاب، جلد ۲، صفحہ ۱۲۸۶ تا ۱۲۸۸ / المحدث الكبير العلامة السيد محمد بن جعفر الكتانی، صفحہ ۵۱۱ تا ۵۱۴ / المدهش المطرب، صفحہ ۲۳۳ تا ۲۳۵ / معجم البابطين، جلد ۱۴، صفحہ ۴۵۴ تا ۴۵۶ / معجم

المؤلفين، جلد۲، صفحہ ۲۰۹، جلد۳، صفحہ ۵۷۹/ معجم المطبوعات العربیة والمعربة، جلد۲، صفحہ ۱۴۳۳/ نثر الجواهر، جلد۲، صفحہ ۱۴۰۲تا۱۴۰۳

[۱۲۹] شیخ محمد شریف سنوسی کے حالات: اعلام لیبیا، صفحہ ۳۷۷/ الجواهر الاکلیلیة، صفحہ ۳۱۲/ الحرکة السنوسیة، جلد۲، صفحہ ۷۸ تا ۸۷/ دور الزوایا ابان المقاومة والثورة التحریریة، حصّۂ اوّل، صفحہ ۷۶/ سیرة الزعیمین، صفحہ ۵۱ تا ۵۵/ الفوائد الجلیة، جلد۱صفحہ ۶۲تا۶۳، ۷۱تا۷۲، ۸۵تا۸۶، ۱۰۲تا۱۰۵/ فیض الملک الوهاب، جلد۳، صفحہ ۱۶۶۹

[۱۳۰] شیخ محمد بوسیف مقرب کے حالات: اعلام لیبیا، صفحہ ۴۰۱ تا ۴۰۲/ الجواهر الاکلیلیة، صفحہ ۳۱۲تا۳۱۳/ الحرکة السنوسیّة، جلد۱، صفحہ ۱۰۲، جلد۲، صفحہ ۸۳ تا ۸۶، جلد۳، صفحہ ۱۹ تا ۲۰/ سیرة الزعیمین، صفحہ ۵۳تا۵۵/ معجم البابطین، جلد۱، صفحہ ۶۸۶ تا ۶۸۸

[۱۳۱] امیر الشعراء احمد شوقی بن علی ۱۲۸۵ھ /۱۸۶۸ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء میں وہیں وفات پائی۔ اپنے دور کے مشہور شاعر، "امیر الشعراء" کے لقب سے جانے گئے، نیز "شاعرِ اسلام" کہلائے۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۸۸۷ء میں فرانس گئے، جہاں کے ادب کا گہرا مطالعہ کیا اور ۱۸۹۱ء میں وطن واپس آئے تو حاکم مصر خدیوی عباس حلمی بن توفیق پاشا (وفات ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء) کے دیوان شاہی میں

انگریزی زبان سے متعلق شعبہ کے سربراہ ہوئے۔ اس دوران ۱۸۹۶ء میں جنیوا میں منعقدہ مستشرقین کی عالمی کانفرنس میں حکومت مصر کی نمائندگی کی۔ پہلی جنگِ عظیم کا آغاز ہوا تو وطن چھوڑنا پڑا، چناں چہ ۱۹۱۵ء میں اسپین چلے گئے، جہاں ۱۹۱۹ء تک قیام رہا۔ پھر وطن آئے تو آخر عمر تک پارلیمنٹ کے رکن رہے۔ سلطان عبد الحمید کے دور میں دار الخلافہ استنبول گئے، جہاں خلیفہ کے مہمان ہوئے پھر اس بارے میں اپنے جذبات "ضيف امير المؤمنين" عنوان سے نظم کیے اور نعتیہ قصیدہ "الهمزية النبوية" عنوان سے ہے، نیز ۱۹۰۹ء میں قصیدۂ بردہ کی تضمین "نهج البردة" موزوں کی، جسے لازوال شہرت ملی اور شیخ الازہر سلیم بن ابی فراج البشری مالکی (وفات ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء) نے شرح لکھی، جو مطبوع ہے۔ امیر الشعراء کے اعزاز میں ۱۹۲۷ء میں عالمی کانفرنس قاہرہ میں منعقد ہوئی، جس کے اجلاس و تقریبات ہفتہ بھر جاری رہیں۔ تحریک آزادیِ ہند کے رہنما مولانا محمد علی جوہر (وفات ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۱ء) نے لندن میں وفات پائی اور جسدِ خاکی مصر کے راستہ تدفین کے لیے القدس الشریف لے جایا گیا، اس موقع پر قاہرہ میں تعزیتی اجلاس منعقد ہوا، جس میں امیر الشعراء نے منقبت و مرثیہ "مولانا محمد علی" پیش کیا۔ چند ماہ بعد شیخ عمر المختار نے شہادت پائی تو طویل مرثیہ "عمر المختار" موزوں کیا۔ یہ دونوں منظومات شعری مجموعہ کی تیسری جلد میں ہیں، جو "الشوقيات" نام سے چار جلدوں میں ہے، نیز نظم و نثر میں مزید تصنیفات ہیں۔ امیر الشعرا کو حضرت سیّدہ نفیسہ

بنت حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم (وفات ۲۰۸ھ / ۸۲۴ء) کے احاطۂ مزار میں سپردِ خاک کیا گیا اور وصیت کے مطابق قبر پر "نهج البردة" کے دو اشعار لکھے گئے۔ امیر الشعراء کے احوال وآثار پر تقریباً اٹھاسی کتب لکھی گئیں، جن میں پندرہ سے زائد تحقیقی مقالات برائے ایم فل وپی ایچ ڈی ہیں۔ ان تمام کتب کے نام معجم العلماء والمشاهير، صفحہ ۴۸۰ تا ۴۸۴ پر ہیں۔ نیز / الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷ / الاعلام الشرقية، جلد ۲، صفحہ ۶۵۸ تا ۶۶۳ / معجم البابطين، جلد ۲، صفحہ ۶۹۸ تا ۷۰۴ / معجم المؤلفين، جلد ۱، صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۵ / معجم المطبوعات العربية والمعربة، جلد ۲، صفحہ ۱۱۵۸ تا ۱۱۵۹

[۱۳۲] شیخ عمر المختار شهید کے حالات: الاعلام، جلد ۵، صفحہ ۶۵ تا ۶۶ / الاعلام الشرقية، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸ تا ۱۵۹ / اعلام ليبيا، صفحہ ۲۹۱ تا ۲۹۲ / البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۸۰ / الجواهر الاكليلية، صفحہ ۳۴۸ تا ۳۵۴ / الحركة السنوسية، جلد ۳، صفحہ ۱۲۹ تا ۲۹۱ / سیّدی ضياء الدين احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۲۶ تا ۲۲۷ / الشوقيات، جلد ۳، صفحہ ۱۷ تا ۲۰ / صفحات من جهاد الصوفية والزهاد، صفحہ ۸۰ تا ۸۶ / معجم البابطين، جلد ۶، صفحہ ۵۶۹ تا ۵۷۱، جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۵، جلد ۱۵، صفحہ ۱۶۹ تا ۱۷۰، جلد ۱۶، صفحہ ۲۶۷ تا ۲۶۸، جلد ۱۹، صفحہ ۶۰۹ تا ۶۱۳ / معجم العلماء والمشاهير، صفحہ ۶۷۶ تا ۶۷۷ / نثر الجواهر،

جلد ا، صفحہ ۹۳۹ تا ۹۴۰ / واعظ غیر متعظ، صفحہ ۷۵ تا ۷۶ / اردو نیوز، شمارہ ۲۱ جون ۲۰۰۷ء صفحہ ۵، ابو سفیان سعید کا مضمون ''اٹلی کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والے عمر المختار'' / ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱، ۵۰

[۱۳۳] سلطان محمد وحید الدین بن سلطان عبد المجید ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء میں ترکی میں پیدا ہوئے اور ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۲ء تک سلطنت عثمانیہ کے حکم راں رہے پھر معزول و جلاوطن کیے گئے، وہ چھتیس ویں عثمانی خلیفہ تھے۔ سوئٹزرلینڈ کے شہر سان ریمو میں وفات پائی اور دمشق کی مسجد سلطان سلیم کے احاطہ میں قبر بنی۔ الاعلام الشرقیۃ، جلد ا، صفحہ ۴۸ / الشرق الاوسط، شمارہ ۱۷ر نومبر ۱۹۸۸ء، صفحہ ۱۳، نجدہ فتحی صفوۃ کا مضمون ''هذا اليوم فى التاريخ، سقوط الدولة العثمانية''

[۱۳۴] شیخ سیّد سعید پاشا الجزائری ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء میں دمشق میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔ عالم، ادیب، مسند تھے اور اپنے والدِ گرامی کے علاوہ شہر کے اکابر علمائے کرام سے تعلیم پائی، نیز شام و لبنان، الجزائر و مراکش، مصر، حجاز مقدس کے اہم علما و صوفیہ سے اسلامی علوم میں روایت کی اجازت پائی۔ نثر الجواہر، جلد ا، صفحہ ۴۷۳ تا ۴۷۴

[۱۳۵] شیخ سیّد محمد امین بن محمد طاہر حسینی ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء میں القدس الشریف کے علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے اور بیروت میں وفات پائی وہیں قبر بنی۔ عالم جلیل، سیاسی رہ نما، معمر اور القدس الشریف کے علاوہ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر عثمانی دار الخلافہ استنبول میں واقع

ملٹری کالج میں تربیت کے بعد فوج میں افسر ہوئے۔ عثمانی عہد کے بعد ۱۹۲۲ء میں بھائی کی وفات پر ان کی جگہ خطۂ فلسطین کے مفتیِ اعظم منتخب ہوئے۔ مسئلۂ فلسطین میں ۱۹۱۷ء کے معاہدہ بلفور طے پانے سے وفات تک فعال رہے، جس باعث برطانوی استعمار تعاقب میں رہا۔ چند تصنیفات ہیں۔ مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی سے ملاقات و روابط تھے۔ الاعلام، جلد۶، صفحہ ۴۵تا۴۶/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ ۱۴۷تا۱۴۸/ نثرالجواہر، جلد۲، صفحہ ۱۰۶۸ تا ۱۰۶۹

[۱۳۶] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۶۵۷

[۱۳۷] شیخ سیّد احمد شریف سنوسی کے حالات: الاجازة السامية، صفحہ ۴ تا ۶/ الاعلام، جلد۱، صفحہ ۱۳۵/ اعلام لیبیا، صفحہ ۷۹ تا ۸۰/ اعلام المکیین، جلد۱، صفحہ ۵۳۹ تا ۵۴۰/ الانوار القدسية، صفحہ ۲ تا ۷/ البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۲/ تذکرہ حضرت محدث دکن، صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۱/ ترجمة السيد احمد الشريف السنوسی، ۵ صفحات/ تشنيف الاسماع، صفحہ ۶۲تا۶۳/ الجواهر الاكليلية، صفحہ ۳۵۴ تا ۳۵۷/ حاضر العالم الاسلامی، جلد۲، صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۵، ۵۴۸ تا ۵۶۰/ الحركة السنوسية، جلد۲، صفحہ ۱۰۱ تا ۳۴۳/ الدليل المشير، صفحہ ۵۵تا۵۹/ دمشق کے غلامینی علما، صفحہ ۲۲ تا ۲۴/ سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد۱، صفحہ ۱۴۵، ۲۲۸، ۲۸۳،

۴۷۵، ۶۵۶ تا ۶۶۱، جلد ۲، صفحہ ۱۹/ سيرة الزعيمين، صفحہ ۶۲ تا ۲۰۰/ صفحات من جهاد الصوفية والزّهاد، صفحہ ۳۶/ فهرس الفهارس، جلد۱، صفحہ ۲۰۷ تا ۲۰۸، ۷۰۸ تا ۷۰۹/ الفوائد الجلية، جلد ۱ صفحہ ۹۶ تا ۹۷/ المحدث الكبير العلامة السيّد محمد بن جعفر الكتاني، جلد۱، صفحہ ۲۶۹ تا ۲۷۰/ المدهش المطرب، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۱/ معجم المؤلفين، جلد۱، صفحہ ۱۵۱/ مقاماتِ خیر، صفحہ ۶۹۳، ۷۰۸ تا ۷۰۹/ نثر الجواهر، جلد۱، صفحہ ۱۹۷ تا ۱۹۸/ واعظ غیر مُتَّعِظ، صفحہ ۷۳ تا ۷۴

[۱۳۸] امیر شکیب ارسلان نے آپ کے احوال پر پہلا مضمون زندگی میں "السيد احمد الشريف السنوسی" عنوان سے لکھا، جو "حاضر العالم الاسلامی" جلد ۲، صفحہ ۳۸۳ تا ۳۸۵ پر ہے اور دوسرا وفات کے موقع پر بہ عنوان "بقية السلف الصالح و خاتمة المجاهدين سيدی احمد الشريف السنوسی رضی الله عنه" تحریر کیا، جس کا متن مذکورہ کتاب کی جلد ۲، صفحہ ۵۴۸ تا ۵۶۰ پر درج ہے۔ علاوہ ازیں مستقل کتاب "التعريف بمناقب سيدی احمد الشريف" نام سے ہے۔ نیز بتایا کہ سیّدی احمد شریف سنوسی نے میرے نام جو خطوط لکھے، بہ کثرت اسفار کی وجہ سے اکثر ضائع ہوگئے، پھر بھی بیس کے قریب خطوط میرے ہاں محفوظ ہیں۔

[۱۳۹] امام شامل داغستانی (وفات ۱۲۸۷ھ / ۱۸۷۱ء) داغستان کے باشندہ، شافعی عالم، نقش بندی مرشد، شاعر تھے اور روسی استعمار کے خلاف

جہاد کی قیادت کی۔ ۱۲۷۶ھ میں گرفتار ہوئے اور عثمانی خلیفہ کی کوشش سے آزاد ہوئے اور ۱۲۸۶ھ میں دار الخلافہ استنبول میں نزھة الفکر کے مصنّف سے ملاقات ہوئی۔ عثمانی حکومت نے وظیفہ مقرر کیا تھا۔ اسی برس وہاں سے حج و زیارت کے لیے گئے اور مناسک حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے، چند ماہ بعد وہیں وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ آپ کے حالات پر عربی میں تین سے زائد کتب شائع ہو چکی ہیں۔ نیز/ البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۲۱۵ تا ۲۲۱/صفحات من جهاد الصوفية والزهاد، صفحہ ۵۲ تا ۵۳ / فيض الملك الوهاب ، جلد۱، صفحہ ۶۷۸ تا ۶۷۹/ معجم العلماء والمشاهير، صفحہ ۴۵۷/ نزهة الفكر، جلد۲، صفحہ ۳۳ تا ۳۴

[۱۴۰] شیخ محمد بن عبدالکریم خطابی ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء میں مراکش کے مقام اجدیر میں پیدا ہوئے اور ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۳ء میں قاہرہ میں وفات پائی۔ حافظ، عالم، قرویین یونی ورسٹی، فاس میں تعلیم پائی۔ اسپین نے مراکش پر تسلّط جمایا تو ایک لاکھ مجاہدین جمع کر کے کچھ علاقہ آزاد کرایا اور اپنی حکومت قائم کی، پھر فرانسیسی استعمار سے نبرد آزما رہے، جنھوں نے ۱۹۲۶ء میں گرفتار کر کے جزیرۂ رنگون بھیج دیا، جہاں بیس برس رہے تا آں کہ ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں فرانسی حکام نے بحری جہاز کے ذریعے مصر کی بندر گاہ پہنچایا، جہاں بعض نوجوان جہاز سے نکالنے میں کام یاب ہوئے اور قاہرہ لے گئے اور شاہ مصر نے پناہ دی۔

مزید حالات: الاعلام، جلد۶، صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷/ اہم عرب ممالک، صفحہ ۲۷۴ تا ۲۷۵/ البطولة والفداء عند الصوفية، صفحہ ۱۹۵تا۱۹۸/ نثر الجواہر، جلد۲، صفحہ ۱۳۲۳ تا ۱۳۲۴/ واعظ غیر متعظ، صفحہ ۹۲/ ضیائے حرم، شمارہ نومبر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۴۱، ۵۰

[۱۴۱] شیخ عبد المالک طرابلسی نے شیخ احمد شریف سنوسی کے حالات ”الفوائدالجلية فی تاریخ العائلة السنوسيّة الحاكمة بليبيا“ کے ایک باب میں درج کیے۔ پھر اسی باب میں اضافہ کیا، جو ”ترجمة السيد احمد الشريف السنوسی“ نام سے پانچ قلمی صفحات پر ہیں، نیز ”الانوار القدسية“ کی جو اشاعت انٹرنیٹ پر ہے اس کے آغاز میں شامل ہیں۔

[۱۴۲] ڈاکٹر سہیل صابان بن ابراہیم حقی (پیدائش ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء) نے ترکی میں طباعت کے آغاز ۱۲۲۱ھ/ ۱۷۹۶ء سے ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء تک تقریباً دو صدیوں میں چھپنے والی عربی کتب کے ناموں کی فہرست مرتّب کی، جو ”الطباعة العربية فی تركيا“ نام سے پہلی بار ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء میں دار الفيصل الثقافية رياض نے ایک سو صفحات پر شائع کی۔ انھوں نے ”الانوار القدسية“، ”مجموعة اوراد سيّدی احمد بن ادريس“، ”الفيوضات الربانية“ تینوں کے نام ذکر نہیں کیے، جب کہ اوّل الذکر دونوں کتب ترکی سے یک جا مطبوع اور راقم السطور کے پیش نظر ہیں اور تیسری سے صاحب فهرس الفهارس نے اخذ کیا تھا۔

[۱۴۳] شیخ ابراہیم غلایینی اور ان کے فرزندان کے حالات و خدمات پر اردو کتاب "دمشق کے غلایینی علما" بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال نے پہلی بار ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء میں ۱۲۸ صفحات پر شائع کی۔ نیز/ باقیات جہانِ امام ربانی، جلد۱، صفحہ ۴۱۳ تا ۴۱۶/ تاریخ علماء دمشق، جلد۲، صفحہ ۶۸۷تا۶۹۲/ غرر الشام، جلد۲، صفحہ ۸۹۳ تا ۸۹۴

[۱۴۴] شیخ عبد الحی کتانی کے حالات: اتحاف المطالع، جلد۲ صفحہ ۵۷۸/ الاجازة السامیّة، صفحہ ۷تا۹/ الاعلام، جلد۶، صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۸/ تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۰۲تا۱۱۱/التراتیب الاداریة، جلد۱، صفحہ ۸ تا ۱۰/ تشنیف الاسماع، صفحہ ۲۷۸ تا ۲۸۴/ الدلیل المشیر، صفحہ ۱۴۸تا۱۷۵/ رد علی ما قیل و نشر حق العائلة الکتانیة الشریفة، صفحہ ۱۶تا۲۹/ شجرة النور الزکیة، صفحہ ۴۳۷، ضمیمہ صفحہ ۲۱۶ تا ۲۱۷/ فهرس الفهارس، جلد۱، صفحہ ۵ تا ۴۴/ فیض الملک الوهاب، جلد۱، صفحہ ۸۳۹ تا ۸۴۰/ المحدث الکبیر العلامة السید محمد بن جعفر الکتانی، جلد۱، صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۷/ معجم المؤلفین، جلد۳، صفحہ۳۸۷/ معجم المطبوعات العربیة والمعربة، جلد۲، صفحہ ۱۵۴۶ تا ۱۵۴۷/ مقامات خیر، صفحہ۶۹۳، ۷۰۷/ منطق الاوانی، صفحہ ۱۷۱تا ۱۷۶/ نثر الجواهر، جلد۲، صفحہ ۱۲۹۲ تا ۱۳۰۰

[۱۴۵] شیخ عبد الرحمٰن کتانی کو جن اکابر سے اجازت حاصل ہے، ان میں سے بعض شخصیات کے تعارف اور اجازات کے متون پر مشتمل شیخ محمد زیاد بن عمر تکلہ نے کتاب مرتّب کی، جو "نیل الامانی بفهرسة مسند العصر عبدالرحمٰن بن عبد الحی الكتانی" نام سے پہلی بار ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء میں دار الحديث الكتانية بیروت نے ۲۰۴ صفحات پر شائع کی۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی اجازت کا قلمی نسخہ جو مراکشی رسم الخط میں ہے، اس کا عکس صفحہ ۲۱۵ تا ۲۱۸ پر ہے۔

[۱۴۶] شیخ [illegible]

الاعلام، جلد۶، صفحہ ۲۶۷ / تشنيف الاسماع، صفحہ ۳۷۶ تا ۳۷۸ / المحدث الكبير العلامة السيد محمد بن جعفر الكتانی، جلد ۲، صفحہ ۹۴۰ تا ۹۵۷ / معجم المؤلفين، جلد ۳، صفحہ ۵۰۶ تا ۵۰۷ / نثر الجواهر، جلد ۲، صفحہ ۱۳۵۰ تا ۱۳۵۱

[۱۴۷] اتحاف ذوی العناية، صفحہ ۱۲۷ تا ۱۳۰

[۱۴۸] شیخ سید علوی مالکی کے حالات پر ان کے چھوٹے فرزند شیخ سیّد عباس مالکی (وفات ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء) کی جمع و مرتّب کردہ کتاب "صفحات مشرقة من حياة الامام السيد الشريف علوی بن عباس المالكی الحسنی" پہلی بار ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء میں مطبع سفیر ریاض سے ۴۰۶ صفحات پر چھپی، جب کہ بڑے فرزند محدث حجاز شیخ سید محمد بن علوی مالکی نے والد کی اسانید و مرویات، نیز مشائخ کے احوال پر تین کتب لکھیں۔ پہلے "اتحاف ذوی الهمم برفع

اسانید والدی السنیة" جو ۱۹٦۷ء میں چھپی / پھر "العقود اللؤلؤیة بالاسانید العلویة" جو دوسری بار ۱۷۹ صفحات پر چھپی، سال اشاعت درج نہیں۔ بعد ازاں "فہرست الشیوخ والاسانید للامام السید علوی بن عباس بن عبد العزیز المالکی الحسنی" تالیف کی، جو پہلی بار ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۳ء میں بیروت سے ۲۱٦ صفحات پر چھپی۔ نیز / الاسوار المشرفة، صفحہ ۵۹ تا ۸۵ / الاعلام، جلد ۴، صفحہ ۲۵۰ / أعلام المكيين، جلد ۲، صفحہ ۸۳۰ تا ۸۳۳ / تشنیف الاسماع، صفحہ ۳۸۴ تا ۳۸۷ / الجواهر الحسان، جلد ۲، صفحہ ۴۷۷ تا ۴۸۰ / سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۸، ٦۳، ۷۳، ۷۵، ۱۱۹، ۲۳۲، ۴۷۰، جلد ۲، صفحہ ۲۰٦، ۴۰۹، ۴۱۰ / معجم البابطین، جلد ۵، صفحہ ۲۱۷، ۲۱۹، جلد ۱۳، صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۱ / معجم المؤلفین، جلد ۲ صفحہ ۳۸۵ / نثر الجواهر، جلد ۱، صفحہ ۸۷۴ تا ۸۷٦ / وِسام الکرم، صفحہ ۲۸٦ تا ۲۸۷ / معارفِ رضا، شمارہ ۱۹۹۴ء صفحہ ۲۰۱ تا ۲۱۳، شیخ محمد علی مغربی (وفات ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹٦ء) کی تحریر کا اردو ترجمہ از علامہ افتخار احمد قادری

[۱۴۹] ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے مقام پر واقع کتب خانہ کے بارے میں عمومی معلومات پر مبنی مکہ مکرمہ کے مشہور عالم و محقّق ڈاکٹر شیخ عبد الوہاب بن ابراہیم ابو سلیمان (پیدائش ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۷ء) نے کتاب "مكتبة مكة المكرمة، دراسة موجزة لموقعها وادواتها ومجموعاتها"

تالیف کی، جو مکتبہ شاہ فہد ریاض نے پہلی بار ۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۵ء میں ۱۱۴ صفحات پر شائع کی۔ بعد ازاں مصنف نے اضافہ کیا اور اس مقام پر آپ ﷺ کی ولادت کے اثبات، نیز دیگر معلومات شامل کیں، پھر یہ دوسری بار ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء میں "مكتبة مكة المكرمة قديماً وحديثاً دراسة موجزة لموقعها وتاريخها وادواتها ومجموعاتها" نام سے مکتبہ شاہ فہد نے ہی ۳۶۴ صفحات پر شائع کی۔ اور اس کتب خانہ میں قلمی کتب کا جو عظیم الشان ذخیرہ ہے، ڈاکٹر عبدالوہاب ابو سلیمان وغیرہ متعدد اہلِ علم نے مل کر اس کی فہرست مرتّب کی، جو "فهرس مخطوطات مكتبة مكة المكرمة" نام سے مکتبہ شاہ فہد نے پہلی بار ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء میں ۵۹۱ صفحات پر شائع کی اور ماہ نامہ "نور الحبیب" شمارہ ستمبر ۲۰۰۷ء، صفحہ ۸۴ تا ۹۰ پر اس فہرست کا تعارف درج ہے۔

[۱۵۰] شیخ عبد المالک طرابلسی کے حالات: عقدًا لجوهر، صفحہ ۱۹۶۹ تا ۱۹۷۰ / مكتبة مكة المكرمة قديماً و حديثاً، صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۹

[۱۵۱] تاریخ مولد النبی ﷺ، صفحہ ۱۲ تا ۱۳

[۱۵۲] ڈاکٹر شیخ ادریس کتانی کے حالات: المحدث الكبير العلامة السيّد محمد بن جعفر الكتاني، جلد ۱، صفحہ ۸۹ تا ۹۴

[۱۵۳] شیخ سیّد محمد جعفر کتانی (وفات ۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۷ء) کے مولود نامہ "اليمن والاسعاد بمولد خير العباد" کو لاہور کے مولانا پروفیسر محمد شہزاد مجددی نے اردو میں ڈھالا، نیز تخریج انجام دی اور حواشی

لکھے۔ یہ "میلاد شریف کے فیوض و برکات" نام سے ۱۲۸ صفحات پر لاہور سے چھپا۔ نیز "رسائل میلاد النبی ﷺ" نامی مجموعہ میں شامل ہے، جو علامہ صلاح الدین سعیدی نے مرتّب کیا اور ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء میں لاہور سے ہی چھپا۔

[۱۵۴] شیخ فاتح کتانی کے حالات: غرر الشام، جلد ۲، صفحہ ۹۰۸ تا ۹۱۰ / المحدث الکبیر العلامة السید محمد بن جعفر الکتانی، جلد ۱، صفحہ ۱۰۷ تا ۱۱۰

[۱۵۵] مقامات خیر، صفحہ ۶۹۳، ۷۰۸ تا ۷۰۹

[۱۵۶] حجاز ریلوے، خلافتِ عثمانیہ کے آخری ایام کی اہم تعمیری خدمات میں سے ہے، دمشق سے مدینہ منورہ تک بچھائے گئے ریلوے لائن نظام کو "حجاز ریلوے" نام سے یاد کیا جاتا ہے، جس کی تعمیر کا منصوبہ ۱۸۶۴ء میں سلطنتِ عثمانیہ کو پیش کیا گیا۔ عمل میں مخالفت و مشکلات کے با وجود متعلقہ وزیر نے ۱۸۸۱ء میں منصوبے کی منظوری دے دی۔ تا آں کہ یکم محرم ۱۳۱۸ھ / یکم مئی ۱۹۰۰ء کو اس وقت کے عثمانی خلیفہ عبد الحمید نے تعمیر کا فرمان جاری کیا، نیز جیبِ خاص سے عطیہ دیا اور حکومت ایران و مصر نے بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا، نیز عالمِ اسلام میں اس مقصد کے لیے جمعیّات اسلامیہ بنیں، جنھوں نے "حجاز ریلوے" نام سے چندہ جمع کیا اور جب تک تعمیر جاری رہی، مسلمانانِ عالم کی جانب سے امداد جاری رہی۔ خلافت عثمانیہ نے فنڈ کے لیے خاص ڈاک ٹکٹ بھی جاری کیا اور ستمبر ۱۹۰۰ء میں کام کا آغاز ہوا۔ سلطان عبد الحمید نے

یورپی ممالک، روس، مقامی عرب قبائل کی مخالفت کے باوجود کام
جاری رکھنے کا عزم کیا۔ بالآخر دمشق سے مدینہ منورہ تک ۱۳۰۲؍کلو
میٹر پٹڑی بچھانے اور متعلقہ کام ۱۳۲۶ھ /۱۹۰۸ء میں مکمل ہو گیا۔
مدینہ منورہ کا عنبر یہ ریلوے اسٹیشن ۱۹۰۷ء میں مکمل ہوا اور اگلے برس
اس پر مسجد تعمیر کی گئی پھر دمشق سے پہلی ریل گاڑی ۲۳؍اگست
۱۹۰۸ء کو مدینہ منورہ پہنچی، جس کا بھرپور استقبال کیا گیا۔ حجاج وزائرین
کو سہولت میسر آئی اور تجارت میں آسانیاں پیدا ہوئیں۔ یہ خلافتِ
عثمانیہ کے آخری ایام تھے۔ چناں چہ خاتمہ کی جانب گام زن حکومت
کے تحت مقامی قبائل کو برطانیہ و فرانس وغیرہ نے بغاوت پر اکسایا،
جس میں برطانوی جاسوس کرنل لارنس (وفات ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۵ء)
کا کردار اہم تھا۔ حجازی قبائل نے چند برس بعد ہی ریلوے کے سارے
نظام کو تباہ کر دیا۔ یوں حجازی حدود میں آخری ریل گاڑی ۱۳؍جمادی
الاوّل ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۸ء کو داخل ہوئی۔ اسے مکہ مکرمہ تک بڑھانے کا
بھی منصوبہ تھا، جس پر عمل نہ ہو سکا اور حجاز ریلوے جیسا عظیم الشان
نظام تاریخ کے صفحات میں گم ہو گیا۔ اس خطہ کی آئندہ حکومتیں تعمیرِ
جدید اور بحال کرنے کے منصوبے بناتی رہی ہیں، لیکن ایک صدی
گزرنے کے بعد بھی مالی وسائل کی فراوانی کے باوجود عملی جامہ نہیں
پہنا سکیں۔ البتہ ۱۴۱۹ھ /۱۹۹۸ء میں مدینہ منورہ کے عنبریہ اسٹیشن کی
عمارت کو متعلقہ اشیا کے عجائب گھر کا درجہ دیا گیا اور اس دور کے انجن
اور چند بوگیاں وغیرہ سامان اس میں سجا دیے گئے ہیں۔ حجاز ریلوے کی

تعمیر و بربادی ایک عظیم منصوبہ اور افسوس ناک سانحہ تھا۔اس کی تاریخ پر کتب لکھی گئیں۔ دمشق کے عالم جلیل شیخ محمد عارف بن احمد منیر شافعی (وفات ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء) نے "السعادة النامية الابدية فی السكة الحجازية الحديدية" لکھی اور دار الخلافہ استنبول جاکر سلطان عبدالحمید کو پیش کی، جنھوں نے اعزاز سے نوازا۔ یہ کتاب ۱۹۷۱ء میں بیروت سے ۲۹۴ صفحات پر شائع ہوئی/ اور ڈاکٹر اوشین والڈ ولیم لیو (**Ochsenwald Willam Leo**) نے ۱۹۷۲ء میں شکاگو یونی ورسٹی سے "سكة حديد الحجاز، دراسة فی قدرة العثمانيين السياسية و مدى استغلالهم فی اتخاذ القرار" عنوان سے پی ایچ ڈی کی/ علاوہ ازیں ڈاکٹر محمد سیّد دقن کی "سكة حديد الحجاز، دراسة وثائقية" قاہرہ سے ۱۴۰۵ میں چھپی۔ /جب کہ اردو میں نسیم احمد نے ۲۰۰۷ء میں کتاب "حجاز ریلوے عثمانی ترک اور شریف مکہ" تالیف کی جو الفیصل ناشران لاہور نے ۲۰۱۰ء میں ۲۸۷ صفحات پر شائع کی۔ نیز/ ابواب تاریخ المدینة المنورة، صفحہ ۳۲ تا ۳۳/ المدينة المنورة فی آثار المؤلفين، صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴/ اردو نیوز، شمارہ ۷ر اکتوبر ۱۹۹۹ء صفحہ ۴، ادارہ کی جانب سے مضمون "مدینہ منورہ پہنچنے والی پہلی ریل گاڑی" / وکی پیڈیا

[۱۵۷] تذکرہ شاہ جماعت، صفحہ ۴۰

[۱۵۸] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۶۱، ۴۲۵، ۴۶۳ تا ۴۶۴، جلد ۲، صفحہ ۲۹۲ تا ۳۰۸، ۳۹۸، ۶۰۰

[۱۵۹] اہم عرب ممالک، صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۷ / مشرق وسطیٰ، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۷

[۱۶۰] شاہ محمد ادریس سنوسی کے حالات: اتمام الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۳۳۸ / الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۲۰ / تتمّة الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۴۳، ۳۲۱ تا ۳۲۲ / الحركة السنوسية، جلد ۳، صفحہ ۱۷ تا ۱۲۸، ۳۷۸ تا ۴۸۹ / ذیل الاعلام، جلد ۱، صفحہ ۱۶۵ تا ۱۶۶ / سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۷ / عقد الجوهر، صفحہ ۲۰۲۲ تا ۲۰۲۳ / اردو نیوز، شمارہ ۱۲/ اپریل ۲۰۱۱، صفحہ ۴، عبد الستّار خان کی تحریر "ادریس سنوسی کی بد دعا"

[۱۶۱] الاسوار المشرقة، صفحہ ۳۲۰

[۱۶۲] وکی پیڈیا

[۱۶۳] شیخ محمد زکریا بخاری مرغلانی ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء میں ازبکستان کی وادی فرغانہ کے گاؤں دمکول میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ ہجرت کی جہاں چالیس برس سے زائد قیام کے بعد وفات پائی اور قبرستان بقیع میں قبر بنی۔ حنفی عالم، عارف کامل، نقش بندی صوفی، صاحبِ کرامات تھے۔ مدینہ منورہ کی حدود سے بہت کم باہر نکلتے۔ سالانہ محفلِ میلاد منعقد کرتے، جس کی شہرت تھی۔ جن علما و مشائخ سے اجازت پائی ان میں مکہ مکرمہ کے استاذ العلماء و مصنّف شیخ سیّد علوی بن عباس مالکی اور مولانا محمد عبد الباقی انصاری لکھنوی مہاجر مدنی شامل ہیں۔ آپ کے احوال پر دمشق کے شیخ محمد ہشام برہانی کی کتاب "العارف بالله

الشیخ محمد بن زکریا البخاری المدنی" ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء میں مجلس الوفاء والثبات علی العهد دمشق نے ۲۴ صفحات پر شائع کی۔ نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ پر احباب کی تحریریں تاحال موجود ہیں۔

[۱۶۴] شیخ سیّد مالک سنوسی کے حالات: الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۷۷ تا ۳۷۸/ عقد الجوہر، صفحہ ۱۷۳۲تا۱۷۳۴/ نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ

[۱۶۵] شیخ سیّد عمر بن محمد بن سالم بن حفیظ حفظه الله تعالیٰ ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء میں حضر موت جنوبی یمن کے علمی وروحانی شہر تریم میں پیدا ہوئے۔ علاقہ بھر کے اکابر علمائے کرام سے تعلیم و استفادہ کے بعد حرمین شریفین کی راہ لی، جہاں کے اہم اہل سنّت علما کی شاگردی اختیار کی، پھر شافعی عالم، عالمی مبلغ اسلام، استاذ العلما، صوفیِ کامل، شاعر ہوئے اور ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء میں سلطنت عمان گئے، جہاں ڈیڑھ برس قیام کے دوران درس و تدریس، دعوت و ارشاد کے اعمال انجام دیے تاآں کہ ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء میں حضر موت کے شہر الشحر کے ایک مدرسہ سے وابستہ ہوئے اور ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء کو وطن تریم میں اہل سنّت کی عظیم درس گاہ دار المصطفی للدراسات الاسلامیة کی بنیاد رکھی اور تدریس کا آغاز کیا، جب کہ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء میں اس ادارہ کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اب اس میں دنیا بھر کے طلبا زیر تعلیم، نیز اپنا ریڈیو چینل اور ٹیلی ویژن چینل علم پھیلانے میں معاون ہیں۔ متعدد اسلامی ممالک کے تبلیغی دورے کیے اور عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے۔ علاوہ ازیں، پاک و ہند کے

متعدد شائقینِ علم نے تریم کا رخ کیا اور آپ سے تصوّف وغیرہ علوم کی کتب پڑھیں، جن میں پاکستان کے مولانا انیس عطّاری، مولانا عبد اللہ جان نعیمی، مولانا نعیم اللہ نوری، مولانا محمد اکرام المحسن فیضی، مولانا بخت منیر سواتی اور ہندوستان کے مولانا آفتاب عالم خان شامل ہیں۔ آپ حبیب عمر بن حفیظ کے نام سے جانے جاتے ہیں اور اہلِ حضر موت کے ہاں ''حبیب'' کی اصطلاح ان شخصیات کے لیے رائج و مختص ہے جو سادات گھرانہ کے فرد، نیز شرعی علوم میں کمال رکھتے ہوں۔ پندرہ سے زائد تصنیفات میں میلاد النبی ﷺ اور تصوّف وغیرہ موضوعات پر کتب، نیز ویب سائٹ فعال ہے۔ مزید حالات: اویس قرنی کے دیس میں، صفحہ ۲۵ تا ۲۶، ۲۹، ۳۳، ۳۸، ۴۰، ۴۲، ۵۹، ۶۷، ۶۹

[۱۶۶] شیخ سیّد علی زین العابدین بن عبد الرحمٰن جفری حفظہ اللہ تعالیٰ تریم کے باشندہ، لیکن ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء میں حجازِ مقدّس کے ساحلی شہر جدّہ میں پیدا ہوئے اور علمائے حرمین شریفین سے استفادہ کے علاوہ یمن و مصر میں تعلیم پائی۔ شافعی عالم، عالمی مبلغ اسلام ہیں اور شیخ عمر بن سالم بن حفیظ کے شاگرد، نیز دار المصطفیٰ تریم کے وائس پرنسپل اور ٹیلی ویژن چینلز پر بہ کثرت دروس نشر ہوتے ہیں۔ اسلامی دنیا، امریکہ و یورپ کے متعدد ممالک نیز بنگلہ دیش، سری لنکا، ہندوستان کے دورے کیے، نیز عالمی اجتماعات میں شرکت و خطاب کیا۔ ابوظبی وغیرہ میں متعدد علمی اداروں سے وابستہ ہیں۔ اپنی ویب سائٹ رواں ہے مزید حالات: محدّثِ اعظم حجاز کی وفات، صفحہ ۲۲۸ تا ۲۴۷

[۱٦۷] شیخ سیّد محمد بن عبد الرحمٰن سقاف حفظہ اللہ تعالیٰ بھی حضر موت کے باشندہ، جب کہ ۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء میں جدّہ میں پیدا ہوئے۔ حجاز مقدّس اور یمن کے علما سے شرعی علوم کی تکمیل کی اور شافعی عالم، عالمی مبلغ اسلام و مدرّس ہوئے۔ شیخ عمر بن سالم بن حفیظ کے شاگرد، نیز دار المصطفیٰ کے قیام و استحکام میں حصّہ لیا۔ ہندوستان وغیرہ ممالک کے تبلیغی دورے کیے اور برِّ اعظم افریقہ کے دور دراز علاقوں میں پیدل جاکر اسلام کی روشنی پھیلائی۔ بارہ سے زائد تصنیفات فقہ، تفسیر، دعوت وغیرہ موضوعات پر ہیں اور بعض ٹیلی ویژن چینلز پر دروس نشر ہو رہے ہیں، نیز اپنی ویب سائٹ کے ذریعے خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

[۱٦۸] مصطفیٰ عقاد کے حالات: اتما م الاعلام، جلد ۲، صفحہ ۱٦۸

[۱٦۹] شیخ ابو مدین شعیب بن حسین انصاری، اندلس کے شہر اشبیلیہ کے نواح میں واقع گاؤں حصن قطنیانہ کے باشندہ تھے۔ آپ نے مراکش کے شہر فاس میں تعلیم پائی پھر بجایہ شہر میں مقیم رہے اور الجزائر کے شہر تلمسان سے ملحق مقام عُبّاد میں دورانِ سفر تقریباً اسّی برس کی عمر میں وفات پائی وہیں مزار واقع ہے۔ مالکی عالم، محدث، فقیہ، شاعر، امام الصوفیہ، غوث، صاحبِ کرامات تھے۔ شیخ ابو الحسن علی بن اسماعیل حرزھم فاسی (وفات ۵۵۹ھ / ۱۱٦۴ء) سے سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت پائی، نیز شیخ ابو عبد اللہ دقاق سے تربیت پائی اور حج و زیارت کے لیے گئے تو مکہ مکرمہ میں قادری سلسلہ کے سرتاج شیخ سیّد محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی (وفات ۵٦۱ھ / ۱۱٦٦ء) سے

ملاقات ہوئی، جن سے حدیث وغیرہ علوم پڑھ کر اجازت و خلافت پائی۔ بجایہ میں خانقاہ قائم کی اور کہا گیا کہ شیخ ابو مدین غوث کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ شاگردوں اور خلفا کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، جو اجلّہ علما و اولیاء اللہ تھے، جن میں شیخ الاکبر محی الدین ابنِ عربی جیسے اساطین وائمہ شامل ہیں۔ دو تصنیفات ''انس الوحید ونزھة المرید'' ''مفاتیح الغیب لازالة الریب و ستر العیب'' نام سے ہیں۔ وفات کے کچھ ہی عرصہ بعد سلطان محمد ناصر موحدی نے مزار پر گنبد تعمیر کرایا اور بعد کے ادوار میں حکام نے تعمیرِ جدید و تزئین کرائی۔

شیخ ابو مدین غوث اور ان کے سلسلہ سے وابستہ بعض اکابر کے حالات پر الجزائر کے مشہور عالم شیخ ابو العباس شہاب الدین احمد بن حسین ابن قُنفُذ (وفات ۸۱۰ھ /۱۴۰۷ء) نے کتاب ''انس الفقیر وعز الحقیر فی التعریف بالشیخ ابی مدین واصحابه رضی الله عنهم'' تالیف کی، جو ۱۹۶۵ء میں محمد پنجم یونی ورسٹی رباط مراکش نے شائع کی۔ اور اب شیخ ابی سہل نجاح عوض صیام نے تحقیق انجام دی، نیز مصر کے مفتیِ اعظم ڈاکٹر شیخ علی جمعہ (پیدائش ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء) نے تقدیم لکھی اور یہ پہلی بار ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء میں دار المقطم قاہرہ نے ۱۷۶ صفحات پر شائع کی / دوسری کتاب شیخ الازہر ڈاکٹر عبد الحلیم محمود کی ''شیخ الشیوخ ابو مدین الغوث، حیاته ومعراجه الی الله'' ہے، جو ۱۹۷۳ء میں دار الشعب قاہرہ اور اب مکتبہ عصریہ صیدا بیروت

نے ۱۳۹ صفحات پر شائع کی۔ نیز/ الاعلام، جلد ۳، صفحہ ۱٦٦/ جامع کرامات اولیاء، جلد ۲، صفحہ ۸۸۰ تا ۸۹۱/ شجرہ النور الزکیۃ، صفحہ ۱٦۴/ معجم المؤلفین، جلد ۱، صفحہ ۸۱۵

[۱۷۰] دور الزوایا، حصۂ دوم، صفحہ ۱٦۷ تا ۱۸۰

[۱۷۱] خواجہ حسن نظامی کے حالات: خواجہ حسن نظامی، حیات اور کارنامے، ایوان غالب دہلی میں ۱۸ مارچ ۱۹۸۴ء کو ان کی یاد میں منعقدہ سیمینار میں پڑھے گئے یا مشہور ادیبوں اور نقادوں کے وقتاً فوقتاً لکھے گئے مقالات کا مجموعہ، مرتبہ خواجہ حسن ثانی نظامی، اشاعت ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء اردو اکادمی دہلی، صفحات ۲۰۸

[۱۷۲] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ۱۵ تا ۱٦

[۱۷۳] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ٦۴

[۱۷۴] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ۵

[۱۷۵] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ٦

[۱۷٦] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ۱۸ تا ۱۹

[۱۷۷] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ۱۹

[۱۷۸] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ۲۳ تا ۲۴

[۱۷۹] شیخ سنوسی، پہلا حصّہ، صفحہ ۵۲ تا ۵۳

[۱۸۰] شیخ سنوسی، تیسرا حصّہ، صفحہ ۵۳ تا ٦۱

[۱۸۱] شیخ سنوسی، تیسرا حصّہ، صفحہ ٦۵

[۱۸۲] شیخ سنوسی، تیسرا حصّہ، صفحہ ۷۹ تا ۸۰

[۱۸۳] شیخ سنوسی، تیسرا حصّہ، صفحہ ۸۴ تا ۸۵

[۱۸۴] شیخ سنوسی، تیسرا حصّہ، صفحہ ۷۴

[۱۸۵] مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے حالات اردو وغیرہ زبانوں میں بآسانی دست یاب ہیں۔ عربی میں تین تازہ تحریریں یہ ہیں: قاہرہ کے عالم و مبلغ شیخ محمد خالد ثابت (پیدائش ۱۳۶۶ھ /۱۹۴۷ء) کی کتاب "انصاف الامام، فی انصاف امام اهل السنة العالم الربانی المجدد الشیخ احمد رضا خان البریلوی" دوسری بار ۱۴۳۰ھ /۲۰۰۹ء میں دار المقطم قاہرہ نے ۲۱۶ صفحات پر شائع کی / اور قاہرہ کے ہی مشہور ادیب و محقّق ڈاکٹر محمد رجب بیومی (وفات ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء) کی معاصر مشاہیر کے احوال پر کتاب "النهضة الاسلامیة فی سیر اعلامها المعاصرین" دار القلم دمشق نے ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء میں چھ جلد کے ۳۰۷۵ صفحات پر شائع کی، جس کی چھٹی جلد کے صفحہ ۲۳ تا ۳۷ پر ہیں / ادھر کویت سے انیس ویں و بیس ویں صدی عیسوی کے عربی شعرا کے تعارف و نمونۂ کلام پر اسلامی دنیا کے سینکڑوں اہلِ قلم کی تالیف و مرتّب کردہ کتاب "معجم البابطین لشعراء العربیة فی القرنین التاسع عشر والعشرین" پہلی بار ۱۴۲۹ھ /۲۰۰۸ء میں پچیس جلد کے اٹھارہ ہزار سے زائد صفحات پر شائع ہوئی، جس کی دوسری جلد کے صفحہ ۶۰۰ تا ۶۰۱ پر درج ہیں۔

[۱۸۶] معارف رضا، شمارہ ۱۹۸۴ء، صفحہ ۲۴۵ تا ۲۵۰، حاجی محمد مرید احمد چشتی (وفات ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء) کا مضمون "امام احمد رضا کے چند خلفا"

[۱۸۷] مولانا ضیاء الدین مدنی کے احوال پر مطبوع سات اردو کتب کے نام یہ ہیں: انوار قطبِ مدینہ، علامہ خلیل احمد رانا، پہلی اشاعت، ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء مرکزی مجلسِ رضا، لاہور، صفحات ۴۸۰ / قطبِ مدینہ، علامہ خلیل احمد رانا، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، نعمان اکادمی، جہانیاں منڈی خانیوال، صفحات ۴۸ / قطبِ مدینہ، حافظ محمد طاہر رضا، سالِ اشاعت درج نہیں، رضا اکیڈمی، لاہور، صفحات ۹۶ / قطبِ مدینہ اور حضور مفتیِ اعظم، قاری امانت رسول رضوی، اشاعت ۱۹۹۸ء کانپور، صفحات ۴۸ / سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، مولانا حکیم محمد عارف ضیائی، پہلی اشاعت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۶ء، حزب القادریہ، لاہور، دو جلد، صفحات ۱۴۰۰ / سیدی قطبِ مدینہ، مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی، سال اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، مکتبہ المدینہ کراچی، صفحات ۲۰ / قطبِ مدینہ کا سفر آخرت، ایک عینی شاہد کی زبانی، تحریر علامہ ارشد القادری، بروایت علامہ ابوالقاسم ضیائی، اشاعت ۱۴۳۵ھ / ۲۰۱۴ء، انجمن ضیاءطیبہ کراچی، صفحات ۱۹۔ جب کہ بہ زبان عربی / اتمام الاعلام، جلد۲، صفحہ ۸۴ / الاسوار المشرفة، صفحہ ۳۷۵ تا ۳۷۶۔ نیز / مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کا مضمون بہ عنوان "ترجمة العارف باللہ تعالٰی الشیخ المعمر ضیاء الدین القادری" ان دنوں انٹرنیٹ پر ہے، جو انجمن ضیاء طیبہ کراچی نے

"فضیلة الشیخ القطب الامام ضیاء الدین المدنی رحمة الله علیه" نام سے ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء میں کتابی شکل میں ۲۴ صفحات پر شائع کیا۔

[۱۸۸] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۵، ۶۵۷

[۱۸۹] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۱۹

[۱۹۰] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۲، صفحہ ۳۹۷

[۱۹۱] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۲۸۳

[۱۹۲] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۳

[۱۹۳] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، جلد ۱، صفحہ ۱۴۴

[۱۹۴] واضح رہے کتاب "سیّدی ضیاء الدین احمد القادری" کی پیشِ نظر اشاعت کی جلد اوّل، صفحہ ۷۹۲ پر مفتی احناف مکہ مکرمہ شیخ عبد الرحمٰن سراج کے سلسلۂ روایت کا بیان ہے اور حق یہ ہے کہ مذکورہ صفحہ کی سطر ۱۰ تا ۱۷ میں درج مواد کا آپ سے کوئی تعلّق نہیں، بلکہ یہ آپ کے والد شیخ العلماء مکہ مکرمہ شیخ عبد اللہ سراج (وفات ۱۲۶۴ھ / ۱۸۴۸ء) سے متعلّق ہے۔ دیکھیں: فهرس الفهارس، جلد ۲، صفحہ ۷۵۲

فہرست مآخذ و مراجع

عربی کتب، غیر مطبوعہ

[۱] شوارق الانوار الجلیة فی اسانید السادة الشاذلیة، ابوالمحاسن شیخ سیّد محمد بن خلیل قاوقجی، قلمی نسخہ مخزونہ دمشق کا عکس، صفحات ۱۸۶

[۲] المحدث الشیخ ابو المحاسن القاوقجی واثرہ فی علم الحدیث، سحر بنت محمد علی ہوشر، مقالہ برائے ایم فل، کمپوز شدہ کا عکس

عربی کتب، مطبوعہ

[۳] ابجد العلوم، نواب صدّیق حسن خاں بھوپالی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء دار ابن حزم، بیروت

[۴] ابواب الفرج، جمع وترتیب شیخ سیّد محمد بن علوی مالکی، سالِ اشاعت نیز مطبع وناشر کے نام درج نہیں، مرتّب کی زندگی میں چھپی۔

[۵] اتحاف ذوی العنایة ببعض مالی من المشیخة والروایة، شیخ سیّد محمد عربی بن محمد مہدی عزوزی، اشاعت، ۱۳۷۰ھ / ۱۹۵۰ء مطبع الانصاف، بیروت

[٦] اتحاف المطالع بوفيات اعلام القرن الثالث عشر والرابع، شیخ عبدالسلام بن عبدالقادر ابن سودہ، پہلی اشاعت، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

[۷] اتمام الاعلام، ذیل لکتاب الاعلام لخیر الدین الزرکلی، شیخ محمد ریاض مالح، ڈاکٹر نزار اباظہ، پہلی جلد، دوسری اشاعت، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۷ء، دار الفکر، دمشق

[۸] اثمد العین بیان نبوۃ الخضر واسم ذی القرنین، شیخ سیّد عبداللہ بن محمد صدّیق غماری، تحقیق و تکملہ شیخ عبداللہ حلمی حسن شریف، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، دار الفتح عمان، اردن

[۹] الاجازۃ السامیۃ للاسانید العالیۃ، شاہ ابو الحسن زید فاروقی دہلوی، سالِ اشاعت درج نہیں، مصنّف کی زندگی میں چھپی، زوایہ حضرات نقش بندیہ مجددیہ، دہلی

[۱۰] اجازۃ الطریقۃ السنوسیۃ، شیخ سیّد محمد ادریس بن محمد مہدی سنوسی، سالِ اشاعت، نیز مطبع و ناشر کے نام درج نہیں۔

[۱۱] الاسوار المشرفۃ علی مشیخۃ واسانید صاحبی شیخ مکۃ المشرفۃ، شیخ سیّد نبیل بن ہاشم باعلوی غمری، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، مصنّف نے مکہ مکرمہ سے شائع کی۔

[۱۲] الاعلام، شیخ خیر الدین بن محمود زرکلی، سترھویں اشاعت ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، دار العلم للملایین، بیروت

[۱۳] الاعلام الشرقية فی المائة الرابعة عشر الهجرية، شیخ محمد زکی بن محمد مجاہد، دوسری اشاعت، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

[۱۴] اعلام لیبیا، شیخ طاہر احمد زاوی، تیسری اشاعت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء، دار المدار الاسلامی، بیروت

[۱۵] اعلام المغرب العربی، شیخ عبد الوہاب بن منصور، سات ویں جلد، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، شاہی کتب خانہ، رباط

[۱۶] اعلام المکیین من القرن التاسع الی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ عبداللہ بن عبد الرحمٰن معلّمی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۰ء، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی، لندن

[۱۷] اعلام من ارض النبوة، سیّد انس بن یعقوب کتبی، پہلی اشاعت، پہلی جلد، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء، دوسری جلد، ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد، جدّہ

[۱۸] أنس الفقیر وعز الحقیر فی التعریف بالشیخ ابی مدین واصحابه رضی الله عنهم، شیخ شہاب الدین احمد بن حسین ابن قنفذ، تحقیق شیخ نجاح عوض صیام، پہلی اشاعت، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء، دار المقطم، قاہرہ

[۱۹] انصاف الامام، فی انصاف امام اهل السنة العالم الربانی المجدد الشیخ احمد رضا خان البریلوی، شیخ محمد خالد ثابت، دوسری اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، دار المقطم، قاہرہ

[۲۰] الانوار القدسية فی مقدمة الطريقة السنوسية، شیخ سیّد احمد بن محمد شریف سنوسی، پہلی اشاعت، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۴ء، مطبع عامرہ، استنبول، ضمن مجموعہ

[۲۱] الانوار القدسية فی مقدمة الطريقة السنوسية، شیخ احمد شریف سنوسی، سالِ اشاعت، نیز مطبع وناشر مذکور نہیں، چند برس قبل عرب دنیا سے چھپی۔

[۲۲] البطولة والفداء عند الصوفية. دراسة تاريخية، شیخ اسعد الخطیب، سالِ اشاعت درج نہیں، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۵ء یا اگلے برس شائع ہوئی، دار الفكر، دمشق

[۲۳] تاريخ علماء دمشق فی القرن الرابع عشر الهجری، شیخ محمد مطیع الحافظ، ڈاکٹر نزار اباظہ، پہلی اشاعت، پہلی و دوسری جلد، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، تیسری جلد، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، دار الفكر، دمشق

[۲۴] تتمة الاعلام للزركلی، شیخ محمد خیر رمضان یوسف، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء، دار ابن حزم، بیروت

[۲۵] التراتيب الادارية. نظام الحكومة النبوية، شیخ سیّد محمد عبد الحی بن عبد الکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر یحییٰ ابو المعاطی عباسی وغیرہ، پہلی اشاعت، ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء، دار السلام، قاہرہ

[۲۶] تراجم ليبية. دراسة فی حياة و آثار بعض الفقهاء والاعلام من ليبيا. قديمًا وحديثًا، ڈاکٹر جمعہ محمود زریقی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء، دار المدار الاسلامی، بیروت

[۲۷] تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازة والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح، پہلی اشاعت غالباً ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، دار الشباب للطباعة، قاہرہ

[۲۸] الجواہر الاکلیلیة فی اعیان علماء لیبیا من المالکیة، شیخ ناصر الدین محمد شریف، پہلی اشاعت، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء، دار البیارق عمان، اردن

[۲۹] الجواہر الحسان فی تراجم الفضلاء والاعیان من اساتذة وخلّان، شیخ زکریا بن عبد اللہ بیلا، تحقیق ڈاکٹر شیخ عبد الوہاب ابراہیم ابو سلیمان، شیخ محمد ابراہیم احمد علی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء، مؤسسة الفرقان للتراث الاسلامی، لندن

[۳۰] الجواہر الغالیة من الاسانید العالیة، مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، دوسری اشاعت، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، مؤسسة الشرف، لاہور

[۳۱] الجوہر النفیس فی صلوات ابن ادریس، شیخ محمد بن خلیل حفناوی ہجرسی، اشاعت، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء، دار الندوة الاسلامیة، بیروت

[۳۲] حاضر العالم الاسلامی، ڈاکٹر لوتھروپ سٹو ڈارڈ کی انگریزی تصنیف کا ترجمہ از عجاج نویہض، حواشی و اضافات از امیر شکیب ارسلان، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، مکتبۂ عصریہ، بیروت

[۳۳] الحاوی للفتاوی، علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر سیوطی، تحقیق شیخ خالد طرطوسی، اشاعت، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء، دار الکتاب العربی، بیروت

[۳۴] حدائق الزّھر فی ذکر الاشیاخ اعیان الدھر، شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی، تحقیق ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشری، پہلی اشاعت، ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء، ناشر مذکور نہیں۔

[۳۵] الحرکۃ السنوسیۃ فی لیبیا، ڈاکٹر علی محمد صلابی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، دار البیارق، اردن

[۳۶] ابو الحسن الشاذلی، عصرہ تاریخہ علومہ تصوفہ، شیخ علی سالم عمار شرقاوی، پہلی جلد، اشاعت، ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء، دوسری جلد، اشاعت ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء، مطبع دار التالیف، قاہرہ

[۳۷] الامام سیّدی ابو الحسن الشاذلی، ڈاکٹر محمد بن مہدی تمسمانی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ضمن مجموعہ

[۳۸] حسن الوفاء لاخوان الصفا، شیخ فالح بن محمد ظاہری، تحقیق شیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ فادانی، اشاعت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت، ضمن مجموعہ

[۳۹] حصر الشارد من اسانید محمد عابد، مولانا محمد عابد سندھی مدنی، تحقیق شیخ خلیل بن عثمان جبور سبیعی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء مکتبۃ الرشد، ریاض

[۴۰] حلیة البشر فی تاریخ القرن الثالث عشر، شیخ عبد الرزاق بن حسن بیطار، تحقیق شیخ محمد بہجت بن محمد بہاء الدین بیطار، پہلی اشاعت ۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۱ء، مجمع اللغة العربیة، دمشق

[۴۱] خزینة الاسرار جلیلة الاذکار، شیخ سیّد محمد حقی بن علی نازلی، پہلی اشاعت، ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء، مطبع النیل، قاہرہ

[۴۲] الدلیل المشیر الی فلک اسانید الاتصال بالحبیب البشیر صلی اللہ علیہ وسلم ذوی الفضل الشہیر و صحبه ذوی القدر الکبیر، شیخ سیّد ابو بکر بن احمد حبشی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ /۱۹۹۷ء، مکتبۂ مکیہ، مکہ مکرمہ

[۴۳] دور الزوایا اِبان المقاومة والثورة التحریریة، متعدد اہل علم کے مقالات کا مجموعہ، اشاعت ۱۴۲۸ھ / ۲۰۰۷ء، وزارتِ مجاہدین، الجزائر

[۴۴] الدیباج الخسروانی فی اخبار اعیان المخلاف السلیمانی، شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی، تحقیق ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشری، اشاعت، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء، دارة ملک عبد العزیز، ریاض

[۴۵] ذیل الاعلام، شیخ احمد علاونہ، پہلی اشاعت، پہلی جلد، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء، دوسری جلد، ۱۴۲۲ھ / ۲۰۰۲ء، تیسری جلد، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶، دار المنارة، جدّہ

[۴۶] ربیع الاسرار فی دعوات و تحصینات النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم والسلف الصالحین الاخیار، جمع و ترتیب

شعبۂ تحقیق دار الاصول، پہلی اشاعت، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، دار الاصول للدراسات والتحقیق و خدمة التراث، تریم

[۴۷] رد علی ما قیل و نشر فی حق العائلة الکتانیة الشریفة، ڈاکٹر محمد نفس زکیہ کتانی، سالِ اشاعت درج نہیں، غالباً ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء جمعیة الشرفاء الکتانیین للتعاون والثقافة

[۴۸] الرؤی الشریفة، الذین رأوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، شیخ مجدی سیّد عبدالعزیز، پہلی اشاعت، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء، دار العالم العربی، قاہرہ

[۴۹] رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق الی قیام الساعة، تعقیب علی رأی الشیخ مصطفی الزرقا لتخصیصه رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالصحابة الکرام، ڈاکٹر شیخ عیسیٰ بن عبداللہ مانع حمیری، سالِ اشاعت درج نہیں، وزارت اوقاف، دبئ

[۵۰] السحب الوابلة علی ضرائح الحنابلة، شیخ محمد بن عبداللہ ابن حُمَید عنزی، پہلی اشاعت ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء، مکتبة امام احمد، شہر کا نام درج نہیں۔

[۵۱] السحب الوابلة علی ضرائح الحنابلة، شیخ محمد بن عبداللہ ابن حُمَید، تحقیق ڈاکٹر بکر بن عبداللہ ابوزید، ڈاکٹر عبدالرحمٰن بن سلیمان عثیمین، پہلی اشاعت، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء، مؤسسة الرسالة، بیروت

[۵۲] السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین، شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی، اشاعت ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء، وزارت اطلاعات وثقافت، لیبیا

[۵۳] سیرة الزعیمین، محمد المہدی واحمد الشریف، ڈاکٹر علی محمد صلابی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء، مکتبۂ عصریہ، بیروت

[۵۴] شجرة النور الزکیة فی طبقات المالکیة، شیخ محمد بن محمد مخلوف، سالِ اشاعت درج نہیں، دار الکتاب العربی، بیروت

[۵۵] الشرب المحتضر والسر المنتظر من معین اهل القرن الثالث عشر، شیخ سیّد جعفر بن ادریس کتانی، تحقیق شیخ محمد حمزہ بن علی کتانی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، دار الکتب العلمیة، بیروت، ضمن مجموعہ

[۵۶] شرح البردة، شیخ احمد بن محمد ابن عجیبہ، تحقیق و تخریج شیخ عبداللہ بن عبدالقادر تلیدی، پہلی اشاعت، ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء، دارالامان، رباط

[۵۷] الشوقیات، امیر الشعراء احمد شوقی، سالِ اشاعت درج نہیں، دار العودة، بیروت

[۵۸] صفحات مشرقة من حیاة الامام السید الشریف علوی بن عباس المالکی الحسنی، شیخ سیّد عباس بن علوی بن عباس مالکی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء، مطبع سفیر، ریاض

[۵۹] صفحات من جهاد الصوفیة والزُّهاد، ڈاکٹر محمد احمد درنیقہ، پہلی اشاعت، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، جروس برس، طرابلس، لبنان

[۶۰] الطباعة العربیة فی ترکیا، ڈاکٹر سہیل صابان بن ابراہیم حقّی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء، دار الفیصل الثقافیة، ریاض

[٦١] طبقات الشاذلية الكبری،المسماة جامع الكرامات العلية فی طبقات السادة الشاذلیة، شیخ حسن بن محمد کوہن فاسی، تحقیق شیخ محمد ادیب جادر، پہلی اشاعت، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، مکتبه دار البیروتی، دمشق

[٦٢] الطرق الصوفیة والزوایا بالجزائر،تاریخها ونشاطها، شیخ صلاح مؤید عقبی، پہلی اشاعت ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، دار البراق، بیروت

[٦٣] عبدالله التلیدی،العلامة المربی المحدث الاثری، شیخ حسین اشبو کی طنجی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء، دار القلم، دمشق

[٦٤] عقد الجوهر فی علماء الربع الاول من القرن الخامس عشر، ڈاکٹر یوسف بن عبدالرحمٰن مرعشلی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، دارالمعرفة، بیروت، ضمن مجموعہ

[٦٥] عقود الدرر بتراجم علماء القرن الثالث عشر، شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی، تحقیق ڈاکٹر اسماعیل بن محمد البشری، پہلی اشاعت، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، اثراء للنشر عمان، اردن

[٦٦] علماء دمشق واعیانها فی القرن الثالث عشر الهجری، شیخ محمد مطیع الحافظ، ڈاکٹر نزار اباظہ، پہلی اشاعت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء، دار الفکر، دمشق

[٦٧] عمر المختار، هكذا يكون الرجال، شیخ عصام عبد الفتّاح، پہلی اشاعت، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء، دار الكتاب العربی، دمشق و قاہرہ

[۶۸] غرر الشام فی تراجم آل الخطیب الحسنیة ومعاصریهم، شیخ عبدالعزیز بن محمد سہیل الخطیب حسنی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء، دار حسان، دمشق

[۶۹] فتح القوی فی اسانید الشیخ علی احمد السندیلوی، مولانا ابوالبرکات محمد منور عتیق، پہلی اشاعت، ۱۴۲۸ھ /۲۰۰۷ء، دار طیبة الغرا، دمشق

[۷۰] فہرس الفہارس والا ثبات و معجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، شیخ سیّد محمد عبد الحی بن عبد الکبیر کتانی، تحقیق ڈاکٹر احسان عباس، دوسری اشاعت، ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء، دار الغرب الاسلامی، بیروت

[۷۱] الفوائد الجلیة فی تاریخ العائلة السنوسیة الحاکمة بلیبیا، شیخ عبدالمالک بن عبدالقادر طرابلسی، پہلی جلد، اشاعت ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء مطبع دارالجزائرالعربیة دمشق

[۷۲] فیض الملک الوہاب المتعالی بانباء اوائل القرن الثالث عشر والتوالی، مولانا عبدالسّتار بن عبدالوہاب صدّیقی دہلوی مکی، تحقیق ڈاکٹر عبد الملک بن عبداللہ دہیش، پہلی اشاعت، ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، مکتبۂ اسدی، مکہ مکرمہ

[۷۳] کلمة الرائد، افتتاحیة مجلة المسلم لاکثر من خمسین عاماً، شیخ سیّد محمد زکی بن ابراہیم شاذلی، دوسری جلد، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، العشیرة المحمدیة، قاہرہ

[۷۴] الکنز الثَّرِی فی مناقب الجعفری، شیخ عبد الغنی بن صالح جعفری، پہلی جلد، پہلی اشاعت، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء، دار جوامع الکلم، قاہرہ

[۷۵] مجموعة احزاب و اوراد و رسائل، شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی، اشاعت، ۱۳۵۹ھ / ۱۹۴۰ء، مطبع مصطفیٰ بابی حلبی، قاہرہ

[۷۶] مجموعة اوراد، شیخ سیّد احمد بن ادریس فاسی، پہلی اشاعت، ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۴ء، مطبع عامرہ، استنبول، ضمن مجموعہ

[۷۷] المجموعة المختارة،من مؤلفات الاستاذ الاعظم الامام سیّدی محمد بن علی السنوسی،اشاعت ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء، ناشر شیخ محمد عبدہ بن غلبون، قاہرہ

[۷۸] محمد احمد المهدی، شیخ توفیق احمد البکری، اشاعت، ۱۳۶۳ھ / ۱۹۴۴ء، دار احیاء الکتب العربیة، قاہرہ

[۷۹] المحدث الکبیر العلامة السید محمد بن جعفر الکتانی الحسنی الفاسی، شیخ مشایخ العصر فی المغرب والحجاز وبلاد الشام، ڈاکٹر محمد بن عزوز، پہلی اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، مرکز التراث الثقافی المغربی دار البیضاء

[۸۰] العارف باللہ الشیخ محمد بن زکریا البخاری المدنی، شیخ محمد ہشام برہانی، اشاعت، ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء، مجلس الوفاء والثبات علی العهد، دمشق

[۸۱] الامام الفقیه المحدث الشیخ محمد عابد السندی الانصاری، رئیس علماء المدنیة المنورة فی عصره، شیخ سائد بکداش، پہلی اشاعت، ۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء، دارالبشائر الاسلامیة، بیروت

[۸۲] المختصر من کتاب نشر النَّور والزَّهَر فی تراجم افاضل مکة، من القرن العاشرالی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ بن احمد ابوالخیر مرداد، اختصار وترتیب شیخ محمد سعید عامودی، شیخ احمد علی بن اسد اللہ کاظمی بھوپالی مکی، دوسری اشاعت، ۱۴۰۶ھ /۱۹۸۶ء، عالم المعرفة، جدّہ

[۸۳] المدرسة الشاذلیة الحدیثة وامامها ابو الحسن الشاذلی، شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود شاذلی، سالِ اشاعت درج نہیں، سال تصنیف ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۸ء، دار الکتب الحدیثة، قاہرہ

[۸۴] المدهش المطرب، شیخ عبدالحفیظ بن محمد طاہر فاسی، تحقیق شیخ عبدالمجید خیالی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۴ھ /۲۰۰۳ء، دار الکتب العلمیة، بیروت، کتاب کے مزید دونام، ریاض الجنة، معجم الشیوخ

[۸۵] شیخ الشیوخ ابو مدین الغوث، حیاته ومعراجه الی الله، شیخ الازہر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود شاذلی، سالِ اشاعت درج نہیں، مکتبہ عصریہ، صیدا، بیروت

[۸۶] المدینة المنورة فی آثار المؤلفین والباحثین قدیماً وحدیثاً، ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحیم عسیلان، پہلی اشاعت، ۱۴۱۸ھ /۱۹۹۷ء، مصنّف نے مدینہ منورہ سے شائع کی۔

[۸۷] المسلسلات العشرة، فی الاحادیث النبویة علی صاحبها افضل الصلاة واتم السلام، شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی، اشاعت ۱۳۵۷ھ /۱۹۳۸ء، مطبع حجازی، قاہرہ

[۸۸] مشیدات دمشق ذوات الاضرحة وعناصرها الجمالیة، ڈاکٹر قُتیبہ شہابی، اشاعت، ۱۴۱۵ھ /۱۹۹۵ء، وزارت اوقاف، دمشق، شام

[۸۹] المطرب فی مشاہیر اولیاء المغرب، شیخ عبداللہ بن عبد القادر تلیدی، دوسری اشاعت، ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء، مؤسسة التغلیف والطباعة والنشر، تطوان

[۹۰] معجم البابطین لشعراء العربیة فی القرنین التاسع عشر والعشرین، چار سو سے زائد اہلِ قلم نے تالیف و مرتّب کی، پہلی اشاعت ۱۴۲۹ھ /۲۰۰۸ء، مؤسسة جائزة عبدالعزیز سعود البابطین للابداع الشعری، کویت

[۹۱] معجم العلماء والمشاهیر،الذین افردوا بتراجم خاصة، شیخ عبد اللہ بن محمد الحبشی حضرمی، پہلی اشاعت، ۱۴۳۰ھ /۲۰۰۹ء، المجمع الثقافی والتراث،ابوظبی

[۹۲] معجم المطبوعات العربیة والمعربة، یوسف بن الیان سرکیس، سالِ اشاعت درج نہیں، قدیم اشاعت کا عکس،دار صادر، بیروت

[۹۳] معجم من رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى النوم واليقظة، شیخ محی الدین طعمی، دوسری اشاعت، ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ء، دار الكتب العلمية، بیروت

[۹۴] معجم المؤلفين، تراجم مصنفى الكتب العربية، شیخ عمر رضا کحالہ، پہلی کمپیوٹر اشاعت، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء، مؤسسة الرسالة، بیروت

[۹۵] معجم الموضوعات المطروقة فى التاليف الاسلامى و بيان ما الف فيها، شیخ عبداللہ بن محمد الحبشی حضرمی، دوسری اشاعت، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، المجمع الثقافى، ابوظبی

[۹۶] المعدن العدنى فى فضل اويس القرنى، ملانور الدین علی بن محمد قاری ہراتی مکی، تحقیق شیخ ابراہیم بن عبداللہ حازمی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء مطبع سفیر، ریاض

[۹۷] مكتبة مكة المكرمة قديماً و حديثاً. دراسة موجزة لموقعها وتاريخها و ادواتها ومجموعاتها، ڈاکٹر عبدالوہاب بن ابراہیم ابو سلیمان، دوسری اشاعت ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۲ء، مکتبۂ شاہ فہد، ریاض

[۹۸] المناظرة الكبرى، بين عين اعيان الامة الهاديين الى سبيل النجاة القطب النفيس الامام السيد احمد بن ادريس و فقهاء الوهابية، شیخ حسن بن احمد عاکش ضمدی، تحقیق سیّد عبد العزیز بن ہاشم ادریسی، سال اشاعت درج نہیں، مکتبہ امّ القری، مکہ مکرمہ

[۹۹] منطق الاوانی بفیض تراجم عیون اعیان آل الکتانی، شیخ سیّد محمد حمزہ بن علی بن منتصر کتانی، "الشرب المحتضر" کے آخر میں مطبوع ہے۔

[۱۰۰] المنهل الروی الرائق فی اسانید العلوم واصول الطرائق، شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی، پہلی اشاعت، ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء، مطبع حجاز قاہرہ

[۱۰۱] موسوعة اهل الذکر بالسودان، شیخ سید طٰہ الباقر کی نگرانی میں متعدد اہلِ قلم نے تالیف و مرتّب کی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء وزارتِ خزانہ، خرطوم

[۱۰۲] الموسوعة المیسرة فی الادیان والمذاهب والاحزاب المعاصرة، مصنّف کا نام درج نہیں، پہلی اشاعت ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۸ء، دار الندوة العالمیة للشباب الاسلامی، ریاض

[۱۰۳] الموسوعة المیسرة فی الادیان والمذاهب والاحزاب المعاصرة، ڈاکٹر مانع بن حماد جہنی، تیسری اشاعت، ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء، دار الندوة العالمیة، ریاض

[۱۰۴] نثر الجواهر والدرر فی علماء القرن الرابع عشر، ڈاکٹر یوسف بن عبدالرحمٰن مرعشلی، اسی مصنّف کی "عقد الجوهر" کے آغاز میں مطبوع ہے۔

[۱۰۵] نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر، علامہ عبدالحی لکھنوی ندوی، علامہ ابوالحسن علی ندوی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء، دار ابن حزم، بیروت

[۱۰٦] النفحات الربانية، المشتملة على سبعة رسائل ميرغنية للسادة الميرغنية وغيرهم، مختلف ادوار کے چھ مصنّفین کی سات تصانیف کا مجموعہ، پہلی اشاعت ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء، مکتبۃ مصطفٰی بابی حلبی، قاہرہ

[۱۰۷] النفس اليمانى والروح الروحانى فى اجازة القضاة بنى الشوكانى، شیخ عبدالرحمٰن بن سلیمان اہدل، تحقیق شیخ عبداللہ بن محمد الحَبشی حضرمی، پہلی اشاعت ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۲ء، دارالصميعى، ریاض

[۱۰۸] النهضة الاسلامية فى سير اعلامها المعاصرين، ڈاکٹر محمد رجب بیومی، اشاعت ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء، دار القلم، دمشق

[۱۰۹] نيل الامانى بفهرسة مسند العصر عبدالرحمٰن بن عبد الحى الكتانى، شیخ محمد زیاد بن عمر تکلہ، پہلی اشاعت، ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، دار الحديث الكتانية، بیروت، ضمن مجموعہ

[۱۱۰] واعظ غير مُتَّعِظ، شیخ عبدالحی عمروی، شیخ عبدالکریم مراد، اشاعت ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء، مطبع النجاح الجديدة

[۱۱۱] وسام الکرم فی تراجم ائمة وخطباء الحرم، شیخ یوسف بن محمد بن داخل، پہلی اشاعت، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، دار البشائر الاسلامیة، بیروت

عربی مضمون ووثائق

[۱۱۲] اجازۃ، مولانا ضیاء الدین سیال کوٹی مدنی، بہ نام شیخ محمد تیسیر بن توفیق مخزومی، تحریر ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ، ایک بڑا قلمی صفحہ

[۱۱۳] اجازۃ، شیخ عبداللہ بن ابراہیم غلاینی بہ نام مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری وغیرہ، تحریر ۹ر محرم ۱۴۲۲ھ، ایک قلمی صفحہ

[۱۱۴] اجازۃ، شیخ سیّد عبدالغنی بن صالح جعفری، بہ نام ڈاکٹر عبدالواحد ازہری، تین الگ الگ صفحات پر مطبوعہ

[۱۱۵] اجازۃ، شیخ سیّد مالک بن عربی سنوسی، بہ نام مولانا محمد اکرام المحسن فیضی، تحریر ۱۲ محرم ۱۴۳۲ھ، ایک مطبوعہ صفحہ

[۱۱۶] اجازۃ، شیخ محمد تیسیر بن توفیق مخزومی، مرتّب کا نام درج نہیں، کمپوز شدہ اٹھارہ صفحات

[۱۱۷] اجازۃ، مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، بہ نام شیخ سیّد مالک بن عربی سنوسی، تحریر ۱۴ر رمضان ۱۴۲۷ھ، ایک قلمی صفحہ

[١١٨] ترجمة السيد احمد الشريف السنوسی، شیخ عبد المالک بن عبد القادر طرابلسی، الفوائد الجلیة کے متعلّقہ باب کا اختصار مع اضافات، ۵ قلمی صفحات

[١١٩] سند الحدیث من المدرسة الاسلامية العربية انوار العلوم ببلدة ملتان، ایک مطبوعہ صفحہ

عربی اخبار و رسائل

[١٢٠] ماہ نامہ "الازہر" قاہرہ

[١٢١] روز نامہ "الشرق الاوسط" لندن

اردو کتب

[١٢٢] ابواب تاریخ المدینة المنورة، شیخ علی حافظ مدنی کی تصنیف کا مختصر ترجمہ از آل حسن صدّیقی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۶ء، مطابع المدینة، جدّہ

[١٢٣] امام احمد رضا محدّث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ، محمد بہاء الدین شاہ، پہلی اشاعت، ۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

[۱۲۴] اویس قرنی کے دیس میں، سفر نامۂ یمن، مولانا محمد نعیم اللہ نوری، اشاعت، ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیرپور

[۱۲۵] اہم عرب ممالک، پروفیسر محمد حسن اعظمی ازہری، سالِ اشاعت درج نہیں، ۱۳۹۹ھ / ۱۹۷۹ء کے بعد چھپی، ناشر ہادی کریم میمن، کراچی

[۱۲۶] باقیات جہانِ امام ربانی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی کی نگرانی میں متعدد اہلِ علم نے تالیف و مرتّب کی، پہلی اشاعت، ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

[۱۲۷] تاریخ مولد النبی ﷺ، پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، چھٹی اشاعت ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵ء منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور

[۱۲۸] تذکرہ حضرت محدث دکن، ڈاکٹر محمد عبد الستار خان نقش بندی، پہلی اشاعت، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء المتاز پبلی کیشنز، لاہور

[۱۲۹] تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، علامہ محمد صادق قصوری، پروفیسر مجید اللہ قادری، پہلی اشاعت، ۱۴۱۳ھ / ۱۹۹۲ء، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی

[۱۳۰] تذکرہ شاہ جماعت، سیّد حیدر حسین شاہ، تیسری اشاعت ۱۴۲۹ء / ۲۰۰۸ء، جماعتیہ حیدریہ پبلشرز، لاہور

[۱۳۱] جامع کرامات اولیاء، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی کی عربی تصنیف کا ترجمہ از پروفیسر مولانا محمد ذاکر حسین شاہ چشتی، اشاعت ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

[۱۳۲] جہانِ امام ربّانی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی کی سر پرستی میں متعدد شخصیات نے تالیف و مرتّب کی، پہلی اشاعت ۱۴۲۵ھ /۲۰۰۵ء امام ربّانی فاؤنڈیشن، کراچی

[۱۳۳] خواب میں دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں قیامت تک جاری رہیں گی، ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ مانع کی "رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم حق الی قیام الساعۃ" کا ترجمہ از مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، سالِ اشاعت درج نہیں، صفہ فاؤنڈیشن، لاہور

[۱۳۴] خواجہ حسن نظامی، حیات اور کارنامے، مجموعہ مقالات، مرتبہ خواجہ حسن ثانی نظامی، اشاعت ۱۴۰۷ھ /۱۹۸۷ء اردو اکادمی دہلی

[۱۳۵] دمشق کے غلایینی علما، عبد الحق انصاری، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء، بہاء الدین زکریا لائبریری چھونبی، ضلع چکوال

[۱۳۶] رحمۃ الرحیم فی ذکر نبی الکریم، مختصر روضۃ النعیم، مولانا عبد الرحیم ہادی دہلوی، سالِ اشاعت درج نہیں، رحمٰن برادرس تاجران کتب، کراچی

[۱۳۷] سفر نامہ زیاراتِ مراکش، علامہ افتخار احمد حافظ القادری، اشاعت ۱۴۲۹ھ / ۲۰۰۸ء، مصنّف نے راول پنڈی سے شائع کی۔

[۱۳۸] سیّدی ضیاء الدین احمد القادری، علامہ عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی، پہلی اشاعت ۱۴۲۶ھ /۲۰۰۶ء، حزب القادریہ، لاہور

[۱۳۹] شیخ سنوسی، خواجہ حسن نظامی، پہلا حصّہ اضافہ شدہ چھٹی اشاعت ۱۳۳۳ھ /۱۹۱۵ء، دوسرا حصّہ دوسری اشاعت ۱۹۱۲ء، تیسرا حصّہ

اشاعت ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء، چوتھا حصہ، تکمیل تالیف ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء غالباً اسی برس چھپی، پانچ واں حصہ، تکمیل تالیف ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء، غالباً یہی سال اشاعت ہے، حلقہ نظام المشائخ دہلی

[۱۴۰] محدثِ اعظم حجاز کی وفات اور سعودی صحافت، عبد الحق انصاری، پہلی اشاعت ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور

[۱۴۱] مشرقِ وسطیٰ، شجاعت اللہ صدّیقی، پہلی اشاعت ۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور

[۱۴۲] مقامات خیر، مولانا شاہ ابو الحسن زید فاروقی، دوسری اشاعت، ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء، شاہ ابو الخیر اکاڈمی، دہلی

اردو اخبار و رسائل

[۱۴۳] روزنامہ "اردو نیوز" جدّہ

[۱۴۴] ماہ نامہ "سوئے حجاز" لاہور

[۱۴۵] ماہ نامہ "ضیائے حرم" لاہور

[۱۴۶] سال نامہ "معارفِ رضا" کراچی

[۱۴۷] ماہ نامہ "نظام المشائخ" دہلی

[۱۴۸] نیز کمپیوٹر انٹرنیٹ کی متعدد عربی ویب سائٹس

مصنّف کی دیگر کتب

- محدثِ اعظم حجاز اور سعودی صحافت
- اِمام احمد رضا محدثِ بریلوی اور علمائے مکہ مکرمہ
- تاریخ الدولۃ المکیہ
- علمائے مکہ مکرمہ کے حالات پر عربی کتب
- مکہ مکرمہ کے عجیمی علما
- مکہ مکرمہ کے کتبی علما
- دمشق کے غلایینی علما
- فضیلۃ الشیخ محمد علی مراد رحمۃ اللہ علیہ
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عرب مشائخ
- شیخ الازہر عبد اللہ شرقاوی رحمۃ اللہ علیہ
- مفتی اعظم مصر سیّد احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ
- نزہۃ الخواطر کا علمی و تحقیقی جائزہ
- چکوال میں آباد ایک خاندان تاریخ کے آئینہ میں
- اہل چکوال اور مرزائیت
- درود و سلام کی چند عربی کتب
- دلائل الخیرات کی سند نعیمی
- دنیائے عرب میں جشن میلاد
- تحفۃ السالکین
- براہین قاطعہ؛ پس منظر، مندرجات، ردِ عمل
- اشاریہ ضیائے حرم (اِبتدائی ۲۰ سال)

دارالاسلام کی شائع کردہ کتبِ سیر وسوانح

1- مناقب الحبیب (سوانح خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ): حاجی محمد نجم الدین سلیمانی

2- تجلیاتِ قطب عالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا مفتی نثار احمد اشرفی

3- احوال و آثار شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ: اُسید الحق قادری، ذاکر بدایونی

4- علامہ فضل حق خیر آبادی چند عنوانات: خوشتر نورانی

5- حیاتِ اُستاذ العلما مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ: علامہ غلام رسول سعیدی

6- علامہ محمد اشرف سیالوی حیات وخدمات: پروفیسر امجد منیر، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

7- علامہ غلام رسول سعیدی حیات وخدمات: شگفتہ جبیں، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

8- تذکرہ مشائخ مجددیہ (افغانستان): پروفیسر حسن بیگ مجددی، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

9- مجلہ ''حجۃ الاسلام''، لاہور/ علامہ اشرف سیالوی نمبر

10- ماہ نامہ ''جامِ نور''، دہلی/ عالم ربانی (مولانا اُسید الحق قادری) نمبر

زیرِ طبع

11- سیرتِ غوثِ اعظم: مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی

12- سیرتِ امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ: مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی

13- حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ: خلیق احمد نظامی

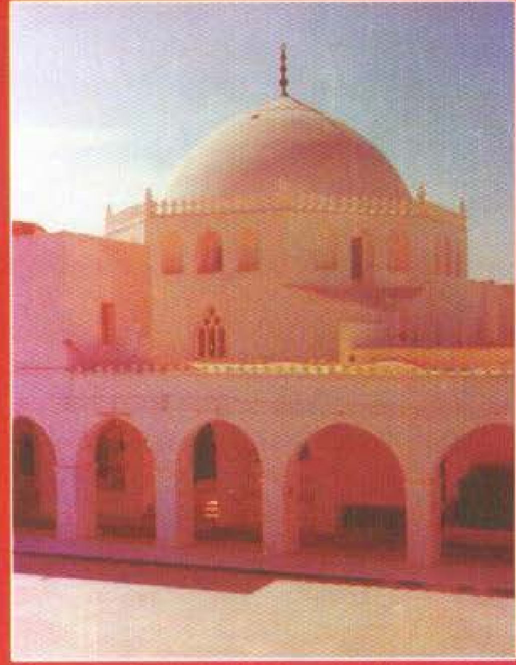
14- احوال و آثار شاہ برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ: ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی مارہروی

15- علامہ محمد فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ: ڈاکٹر سلمہ فردوس سہول

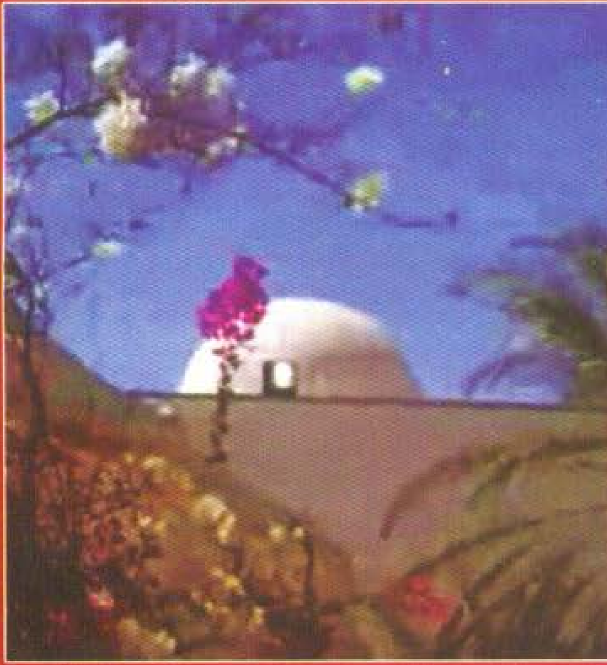
16- استاذ العلما مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ: سدر یار جنگ محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی مع ضمیمہ

17- انوار العاشقین (تذکرہ مشائخ چشتیہ صابریہ): مولانا مشتاق احمد چشتی انبیٹھوی

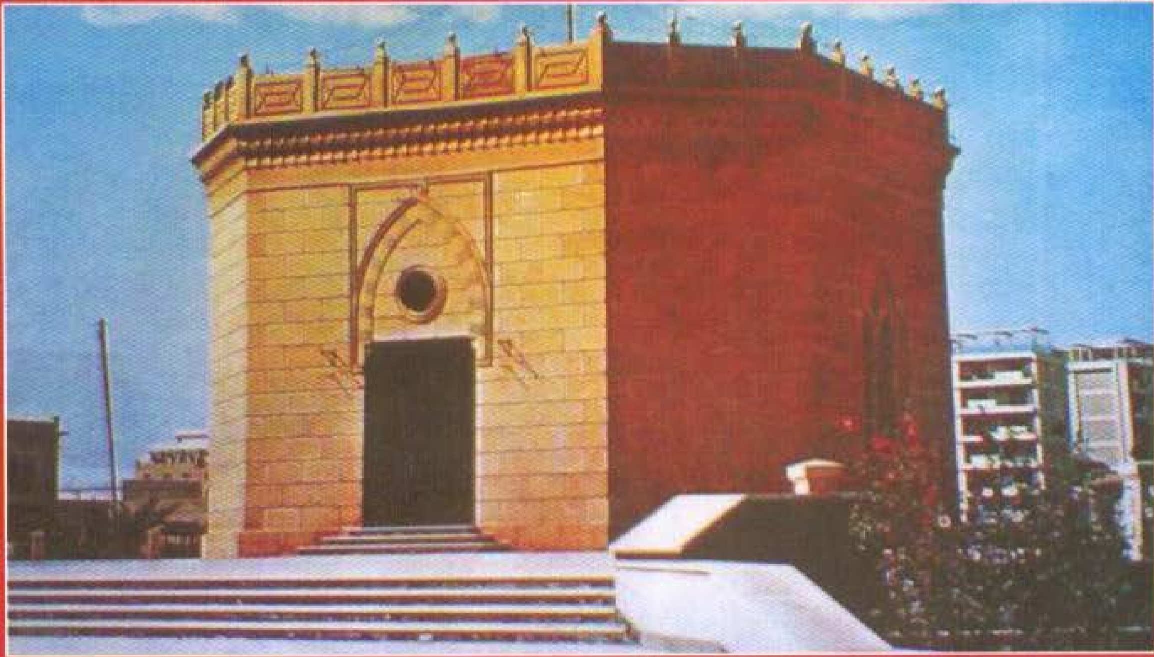
18- الیواقیت المھریة: العلامة غلام مھر علی الکولروی



مزارِ شیخ سیّد محمد بن علی سنوسی ۔ بہ مقام جغبوب ۔ لیبیا



مزارِ شیخ سیّد محمد مہدی سنوسی ۔ بہ مقام الکفرہ ۔ لیبیا



مزارِ شیخ الشہدا عمر المختار شہید ، بہ مقام بن غازی ۔ لیبیا

دارُالاسلام جامع مسجد و محلہ مولانا روحی ، اندرون بھاٹی گیٹ ، لاہور ، پنجاب ۔ پاکستان

0321-9425765 darulislam21@yahoo.com